باب اوّل

پاکستان کی نظریاتی اساس

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ مندرجہ ذیل باتوں کے بارے میں جان سکیں گے:

- نظریہ کی تعریف
- نظریہ کے ماخذ اور نظریہ کی اہمیت
- نظریہ پاکستان کا مفہوم
- نظریہ پاکستان کی تعریف اور نظریہ پاکستان کی اساس کی وضاحت
- 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی حالات
- دو قومی نظریے کا آغاز اور ارتقا
- علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت

پاکستان کی نظریاتی اساس

(IDEOLOGICAL BASIS OF PAKISTAN)

سوال 1: نظریے کے ماخذ اور اس کی اہمیت پر نوٹ لکھیے۔

جواب: نظریہ (Ideology) سے مراد

''نظریہ'' کی اردو اصطلاح عربی زبان سے لی گئی ہے۔ انگریزی زبان میں نظریہ کے لیے آئیڈیالوجی ''IDEOLOGY'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم ماہرینِ عمرانیات نے الفاظ اور اسلوبِ بیان کے ساتھ یوں بیان کیا ہے:

نظریے سے مراد ایسا لائحہ عمل، پروگرام ہے۔ جس کی بنیاد فلسفہ و تفکّر پر رکھی گئی ہے۔ جو انسانی زندگی کے کئی پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشی، تہذیبی اور معاشرتی نظام کی بنیاد بنتا ہے۔

نظریہ ---ورلڈ انسائیکلوپیڈیا (World Encyclopaedia) کی رو سے

''نظریہ ان سیاسی اور تمدنی اصولوں کا مجموعہ ہے جن پر کسی قوم یا تہذیب کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ یہ کسی قوم کی فطری نشوونما کے عمل میں مدغم بھی ہوسکتی ہے۔

''نظریہ --- ڈاکٹر جارج براس (Dr. George Brass) کیمطابق

''عام زندگی کا کوئی ایسا پروگرام، لائحہ عمل جس کی بنیاد فکر و فلسفہ پر استوار ہو، آئیڈیالوجی کہلاتا ہے''۔

نظریے کے ماخذ

(Sources of Ideology)

درج ذیل عناصر کی وجہ سے لوگوں میں نظریات کی تشکیل ہوتی ہے۔

1- مشترکہ مذہب (Common Religion)

جب بہت سے لوگ ایک ہی مذہب کے پیروکار ہوں، تو اس مذہب کو مشترکہ مذہب کہا جاتا ہے۔ مشترکہ مذہب قومی یکجہتی پیدا کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مذہب صرف چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ پوری معاشرتی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ ہر مذہب نے لوگوں کے سماجی و معاشرتی تعلقات کو صرف نظریات کی روشنی میں استوار کیا ہے۔ مثلاً یورپ نظریہ عیسائیت کے تحت، جاپان نظریہ بدھ مت کے تحت،

ہندو نظریہ ہندو ازم کے تحت اور مسلمان نظریہ اسلام کے تحت زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔

-2 مشترکہ نسل (Common Race)

اگر کسی گروہ کا تعلق ایک ہی نسل سے ہو تو افراد میں معاشرتی طور پر یکجہتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک ہی نسل کے لوگوں میں ہمدردی اور اخوت کے جذبات کا پروان چڑھنا قدرتی عمل ہے۔ لوگوں میں مشترکہ نسل سے ہی مشترکہ نظریات پیدا ہوتے ہیں۔ مشترک نظریات انسانوں کو خونی رشتوں میں منسلک کر دیتے ہیں۔ نسلی اور خاندانی تعلقات افراد میں پیار محبت پیدا کر کے انھیں ایک دوسرے کے قریب کر دیتے ہیں۔

-3 مشترکہ زبان اور رہائش (Common Language and Residency)

مشترکہ زبان قومی اتحاد پیدا کرنے میں بے حد مثبت اور اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مثلاً پاکستان کی قومی زبان اردو تمام پاکستانیوں کے درمیان رابطے کی مشترکہ زبان ہے جو ہمارے قومی اتحاد کا قوی وسیلہ ہے۔ مشترکہ زبان ہی کے ذریعے لوگ اپنے جذبات واحساسات، نظریات اور خیالات دوسروں تک پہنچاتے ہیں جس سے نئے نظریات تشکیل پاتے ہیں۔ لوگوں کی طرزِ زندگی، طور طریقوں اور نظریات میں یکسانیت مشترکہ رہائش کی مرہونِ منت ہے۔

-4 مشترکہ سیاسی مقاصد (Common Political Purposes)

آج کل دنیا کی بیشتر قومیں اپنے مشترکہ سیاسی مقاصد اور سیاسی نظریات کی بدولت اپنی زندگی کی بقا اور آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں تا کہ وہ مضبوط اقوام کی شکل میں اُبھر سکیں۔ مشترکہ سیاسی مقاصد اس لیے ضروری ہیں کہ قوموں میں قومی یکجہتی پیدا ہو اور قوم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو۔

-5 مشترکہ رسم رواج (Common Customs)

مشترکہ رسم و رواج کا ہر زمانے میں نظریات کی تشکیل میں اہم کردار رہا ہے۔ مشترکہ رسم و رواج ہی کی بدولت افراد میں ثقافتی اور فکری نظریات میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ پاکستانی ثقافت میں اجتماعیت پائی جاتی ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور مشترکہ خاندان کا رواج ہے۔ پاکستان میں عبادت گاہیں اکٹھی ہوتی ہیں بلکہ اسلامی عبادات اجتماعی ہوتی ہیں۔ جس سے مشترکہ نظریات تشکیل پاتے ہیں۔

-6 نظریے کی اہمیت (Significance of Ideology)

فرد یا قوم پوری زندگی اس پروگرام کو اپنانے کی تگ و دو کرتی رہتی ہے۔ نظریہ فرد یا قوم کی روح کی پکار ہوتا ہے جو قوم اپنے نظریے کی حفاظت نہیں کرتی اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتی، دنیا سے اس کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

(i) قوموں کا وجود قائم ہونا

قوموں کا وجود اُن کے نظریات سے قائم رہتا ہے۔ انسان کی دنیا میں آمد بھی ایک مقصد کے تحت ہوئی ہے۔ کسی

KEEP VISITING

TOPSTUDYWORLD
.COM

FOR 4 REASONS

1 NOTES

KIPS AND OTHER NOTES FOR
9TH, 10TH, 11TH AND 12TH CLASS

GREAT MARKS TIPS 2

GETTING 94 MARKS IN URDU,
AND PAPER ATTEMPTING,
ENTRY TEST, FSC EXAMS TIPS

3 BOARD NEWS AND POLICY

BOARD UPDATES, PAPER
IMPROVEMENT, CANCELLATION
POLICIES ETC IN EASY WORDS

FREE SUPPORT

ARE YOU BROKEN? ARE YOU
FINDING THE SOLUTION TO
YOUR PROBLEM? DO YOU WANT
TO KNOW ANYTHING RELATED
TO STUDY? WE WILL BE HAPPY
TO HELP YOU!

YOU ARE GOOD TO GO!

Stay safe

WEBSITE: WWW.TOPSTUDYWORLD.COM
FREE SUPPORT: FB.COM/TOPSTUDYWORLD &
CEO@TOPSTUDYWORLD.COM

انسان کی بے مقصد زندگی اُسے کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔

(ii) قوموں میں شعور اُجاگر ہونا

- نظریات سے قوموں میں شعور، جذبہ اُجاگر ہوتا ہے۔ نظریات سے ہی قومیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتی ہیں۔

(iii) ثقافتی تحریک کی بنیاد

نظریہ وہ لائحہ عمل ہے جو کسی قوم کو معاشی، سیاسی، معاشرتی یا ثقافتی تحریک کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

(iv) پوری زندگی کا محور

نظریہ قوم یا فرد کی پوری زندگی کا محور ہوتا ہے اور اس کی قوّت محرّکہ کا دوسرا نام ہے۔

(v) نظم وضبط حاصل کرنا

نظریہ کی بدولت ہی انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نظم وضبط حاصل ہوتا ہے۔

(vi) قومی حقوق وفرائض کا تعین

نظریہ انسان کے ایک دوسرے کے ساتھ قومی حقوق وفرائض کے دائرہ کار کا تعین کرتا ہے۔

(vii) قوموں کا زندہ اور متحرک نظر آنا

قومیں نظریہ کی بدولت زندہ اور متحرّک نظر آتی ہیں۔ نظریہ ایک روح کی طرح ہے جو نظر نہیں آتا، لیکن اپنا وجود رکھتا ہے۔

(viii) نظریے کی حفاظت

جو قوم اپنے نظریہ کی حفاظت نہیں کرتی اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتی اس کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے اور کوئی دوسرا نظریہ اسے اپنے اندر ضم کرنے کے لیے سرگرم ہو جاتا ہے۔

نظریۂ پاکستان کا مفہوم

(Meaning of Ideology of Pakistan)

سوال 2: ''نظریۂ پاکستان'' سے کیا مراد ہے؟ اس کے پس منظر کی وضاحت کیجیے۔

جواب: نظریہ کا مفہوم

نظریہ کا مفہوم ہے انداز فکر اور تصور حیات۔ نظریہ عام طور پر کسی تہذیبی، سیاسی یا معاشرتی تحریک کے ایسے لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو کسی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے۔ قوموں کی اجتماعی زندگی میں نظریے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ قوموں کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی نظریات مل کر ایک نظام حیات ترتیب دیتے ہیں۔ گویا نظریے کی

بدولت قومی زندگی کا نظام وجود میں آیا۔

نظریۂ پاکستان کا مفہوم

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جس کی بنیاد اسلامی فلسفۂ حیات پر استوار کی گئی ہے۔ پاکستان کی تمام تر اساس دینِ اسلام پر مبنی ہے۔ اس سرزمین پر اسلام کا نفاذ صدیوں سے ہے۔ اسلامی نظریۂ حیات، پاکستان کی بنیاد ہے۔ یہی وہ جذبہ اور لائحہ عمل ہے جو تحریکِ پاکستان کا سبب بنا۔ نظریۂ پاکستان کو اسلامی نظریۂ حیات کے ہم معنی قرار دیا جاتا ہے۔

نظریۂ پاکستان کا تاریخی پس منظر

برصغیر میں صدیوں تک مسلمانوں نے حکومت کی وہ اپنے مذہب اسلام کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ برصغیر پر جب انگریزوں کا راج قائم ہوا تو مسلمان مجبور اور محکوم ہو گئے۔ اسلام اور مسلمانوں کے مفادات اور آزاد حیثیت کو نقصان پہنچا۔ جب انگریز کا دور حکومت ختم ہونے لگا تو صاف نظر آ رہا تھا کہ برصغیر پر ہندو اکثریت کی حکومت قائم ہو جائے گی اور مسلمان انگریزوں کی غلامی سے چھٹکارا پا کر ہندوؤں کی غلامی میں چلے جائیں گے۔ سرسید احمد خانؒ، قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ، علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اور کئی دوسرے مسلم قائدین نے برصغیر کے مسلمانوں کے تحفظ، وقار اور آزادی کے لیے جدوجہد شروع کیں اور ان کی کوششوں سے پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

ایمان و یقین

اقبالؒ کو مسلمانوں کے ایک الگ آزاد وطن کے قیام کا کامل یقین تھا، دیکھیے وہ کس اعتماد سے اس کا اعلان فرماتے ہیں ع

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

نظریۂ پاکستان کی تعریف

(Definition of the Iodeology of Pakistan)

سوال 3: ان اسلامی اقدار کا جائزہ لیجیے جو نظریۂ پاکستان کی اساس ہیں۔

جواب: ذیل میں نظریۂ پاکستان کی مختلف تعریفیں بیان کی گئی ہیں:

(i) نظریۂ پاکستان سے مراد قرآن و سنت کے اصولوں پر مبنی معاشرہ کی تشکیل ہے۔

(ii) نظریۂ پاکستان اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے اور ایک تجربہ گاہ کے حصول کے لیے سوچ کا نام ہے۔

(iii) نظریۂ پاکستان مسلمانوں کی سیاسی، ثقافتی، معاشی اور معاشرتی قدروں کی حفاظت کرنے کے اقدامات کا نام ہے۔

(iv) ملّی اور قومی تشخّص کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان میں اسلام کی حکمرانی اور اتحاد بین المسلمین کی عملی کوشش کا نام نظریۂ پاکستان ہے۔

(v) نظریۂ پاکستان ایک ایسی اسلامی ریاست کے قیام کا نام ہے جہاں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا جائے گا۔

نظریۂ پاکستان کی اساس

(Basis of the Ideology of Pakistan)

برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے لیے ایک علیٰحدہ اسلامی ریاست کا مطالبہ کیا تا کہ اُس اسلامی مملکت میں اللہ تعالیٰ کے احکام، حتمی اور قطعی اقتدارِ اعلیٰ کے تصوّر کو عملی جامہ پہنایا جاسکے اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عظیم کی برتر اور مطلق قوت کو نافذ کیا جائے اور ایک ایسا اسلامی نظام رائج ہو جس میں قرآنِ پاک اور احادیثِ رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر مبنی اصولوں کو اپنایا گیا ہو۔ جہاں مسلمان اپنی تہذیب وثقافت اور ملّی ورثے کو پروان چڑھائیں، اسلامی اقدار اور روایات کے مطابق زندگی بسر کرسکیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات

قائدِ اعظم نے 1948ء میں عید میلاد النبی کے موقع پر فرمایا:

”اسلام محض، عبادات اور رسومات کے مجموعہ کا نام ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے اسلام کے اصولوں کی بنیاد احترامِ انسانیت، آزادی اور انصاف پر رکھی گئی ہے“ جو انسانی زندگی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کی مکمل صلاحیّت رکھتا ہے۔ اس میں معاشرت، معیشت، اخلاقیات، سیاسیات اور زندگی کے ہر پہلو کے تمام مقاصد کو پورا کرنے کی صلاحیّت موجود ہے۔ اسلامی نظام جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے اور ہر دور کے لیے مکمل طور پر قابلِ عمل ہے۔

اسلامی نظریۂ حیات

نظریۂ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات پر مبنی ہے۔ اسلامی عقائد و عبادات، عدل و انصاف، اخوّت و بھائی چارہ، مساوات، جمہوریت کا فروغ اور شہریوں کے حقوق و فرائض جیسی اسلامی اقدار نظریۂ پاکستان کی اساس ہیں۔ اسلامی اقدار درج ذیل ہیں:

(i) توحید (ii) رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

(iii) آخرت (iv) ملائکہ (v) الہامی کتب پر ایمان لانا

1- عقائد و عبادات

(Beliefs and Prayers)

قیامِ پاکستان کے مطالبہ کا پس منظر یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک ایسا ملک ہو جہاں اسلام کا مکمل نفاذ ہو اور مسلمان اپنے اسلامی عقائد کے مطابق آزادانہ زندگی گزار سکیں۔ عقائد میں توحید، رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم، آخرت، ملائکہ اور الہامی کتب پر ایمان لانا شامل ہے۔ ان عقائد پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔

(i) توحید پر ایمان

اسلامی عقائد میں توحیدِ خالص سرِ فہرست ہے۔ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس کو ذات و صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) یعنی کوئی شے اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ اقتدارِ اعلیٰ کا مالک صرف اسی کو تسلیم کیا جائے۔ اس کے مقابلے میں کسی کی برتری کو تسلیم نہ کرے، اس کے حکم کے مقابلے میں کسی اور کا حکم نہ مانے اور اس کے بنائے ہوئے قانون اور اصولوں کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

یہی مفہوم تھا، تحریکِ پاکستان کے دوران اسلامیانِ ہند کے اس نعرے کا کہ

پاکستان کا مطلب کیا؟...... لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ

نظریۂ پاکستان کی رو سے انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یا نائب ہے، جس کا منصب یہ نہیں کہ وہ از خود کوئی قانون سازی کرے بلکہ اس کا فرض صرف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ان قوانین اور اصول و ضوابط کو لوگوں پر نافذ کرے جو مجمل طور پر قرآن کریم میں نازل کیے گئے ہیں اور جن کی تشریح و تفصیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنتِ مطہرہ اور احادیثِ مبارکہ میں کر دی ہے۔

عقیدۂ رسالت پر ایمان لانا

عقیدۂ رسالت کا مطلب ہے کہ رسولوں پر ایمان لانا۔ نظریۂ پاکستان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لایا جائے اور اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے کہ اس سلسلے کے آخری رسول اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اسلام قبول کرنے کے لیے لازمی تقاضا ہے کہ عقیدۂ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی قسم کا بھی اس میں شک و شبہ نہ کیا جائے۔ قرآن اور اسوۂ رسول صَلَّی اللّٰـہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو سرچشمۂ ہدایت مانا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی لائی ہوئی شریعتِ اسلامیہ ہی قابلِ عمل بلکہ واجب العمل ہے۔ عرشِ الٰہی سے آج بھی صدا آرہی ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

(ii) نماز اسلام کا دوسرا رُکن ہے

نماز اسلام کا دوسرا رُکن ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ نماز مقررہ اوقات کے مطابق ادا کرے۔ اقامتِ صلوٰۃ، اقامتِ دین کا وہ نمونہ ہے جس کا ہر روز مظاہرہ ہوتا ہے۔ یعنی مسلمان دن رات پانچ دفعہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز ہمیں اپنے رب کے حضور حاضری کا احساس دلاتی ہے۔ پابندیٔ وقت کا درس دیتی ہے۔ اطاعتِ امیر سکھاتی ہے، سماجی مسائل کے حل کے لیے پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔ نماز امراء کے دلوں سے تکبر اور غرباء کے دلوں سے احساسِ کمتری دور کر کے انسانی مساوات قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی نظام پورے معاشرے میں قائم ہونا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا اور فرمایا ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا'' ؎

یہ ایک سجدہ، جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

(iii) روزہ اسلام کا تیسرا رُکن

روزہ اسلام کا تیسرا رُکن ہے۔ ماہ رمضان کے روزے ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک وہ کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اجتناب کرتا ہے روزہ انسان میں تقویٰ اور تزکیۂ نفس پیدا کرتا ہے۔ روزہ انسان میں پابندیٔ وقت، احساسِ ذمہ داری، غریبوں سے ہمدردی اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نظر میں رہنے کا شعور جیسے معاشرتی اوصاف پیدا کرتا ہے۔

(iv) زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رُکن

زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رُکن ہے۔ زکوٰۃ کے معنی ہیں پاک ہونا، بڑھنا اور نشوونما پانا۔ شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد وہ مالی عبادت ہے کہ ہر صاحب نصاب مسلمان ہر سال اپنے مال کا چالیسواں حصہ اللہ کی رضا کی خاطر غربا و مساکین پر خرچ کرتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے معاشی نظام کی پختگی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ اسلامی معاشرے میں معاشی ناہمواریوں کا بہترین حل ہے۔ اسلام میں زکوٰۃ کو امرا کے مال میں غرباء کا حق قرار دیا گیا ہے۔ جسے ادا کرنا ان کی ذمہ داری ہے کیوں کہ ؎

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

(۷) حج اسلام کا پانچواں رُکن

حج اسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ حج خانہ کعبہ کی زیارت کے علاوہ اس کے گردونواح میں کچھ بابرکت مناسک ادا کرنے کا نام ہے۔ یہ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کا سالانہ اجتماع ہے۔ ہر ملک وقوم کے مسلمان اپنے ملکی اور قومی لباس کو چھوڑ کر ایک ہی جامۂ احرام میں رضائے الٰہی کے حصول کی مشترکہ تمنا دلوں میں لیے، زبانوں پر **لبیک، اللھم لبیک** کا ایک ہی نعرہ سجائے، ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں، رنگ ونسل اور زبان کے سارے فرق مٹ جاتے ہیں اور پوری امت مسلمہ ایک منظّم معاشرے میں سمٹ جاتی ہے۔ **لبیک، اللھم لبیک** کی پُکار مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کی ایسی مثال ہے جو دُنیا بھر میں کہیں نظر نہیں آتی۔

؎ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاکِ کاشغر

عدل وانصاف اور مساوات (Justice and Equality)

نظریۂ پاکستان کا ایک اور تابناک پہلو اس کا نظریۂ عدل وانصاف ہے۔ عدل ہی پر اس کائنات کا نظام قائم ہے۔ عدل سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان کو اس کے معاشرتی اور قانونی حقوق حاصل ہوں۔ مسلمانانِ برصغیر نے ایک منصفانہ معاشرے کے قیام کے لیے عدل وانصاف اور سماجی مساوات پر زور دیا۔ معاشرے میں بلاتمیز، رنگ ونسل، ذات پات اور زبان وثقافت تمام انسانوں کو مساوی حیثیت دینے کا عزم کیا گیا۔

مساوات: مساوات دوطرح کی ہے' قانونی مساوات اور معاشرتی مساوات: قانونی مساوات کے مطابق قانون کی نظر میں تمام برابر ہیں۔ ریاست میں تمام افراد کو قانون کا یکساں تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔ معاشرتی مساوات سے مراد یہ ہے کہ معاشرے میں کسی فرد کو اولیت حاصل نہیں ہے۔ معاشرتی لحاظ سے تمام لوگ برابر ہیں۔

اسلامی ریاست نے عوام کی فلاح وبہبود اور انصاف کی سربلندی پر بہت زور دیا۔ ریاست میں تمام افراد کے لیے ایک ہی قانون اور یکساں عدالتی نظام بنایا گیا۔ اسلامی ریاست کی بنیادی شرائط میں آزاد عدلیہ، قانون کی بالادستی اور عوام میں مساوات اور انصاف کی فراہمی شامل ہے۔

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا!:

''اے لوگو! تم سب کا پروردگار ایک ہے اور تم سب آدمؑ کی اولاد ہو۔ پس کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں''

جمہوری قدروں کا فروغ

نظریۂ پاکستان اس اسلام کا ترجمان ہے، جو ایک مثالی جمہوری معاشرہ قائم کرتا ہے۔ جہاں قانون اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے اور حاکم ومحکوم سب اس کے پابند ہوتے ہیں۔ کوئی شخص اپنے آپ کو حکمرانی کے منصب کے لیے پیش نہیں کرتا

بلکہ اس کا انتخاب اہل الرائے اور اصحابِ دانش و بصیرت مکمل جمہوری انداز سے کرتے ہیں۔

3- جمہوریت کا فروغ (Promotion of Democary)

اسلامی ریاست میں حکومتی نظام عوام کی بھلائی کو پیش نظر رکھ کر چلایا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست اور معاشرے کی تشکیل مشاورت پر قائم ہے۔ اسلامی معاشرے میں جمہوری قدروں کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوری ریاست میں عوام کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے اور انھیں معاشرے میں مساوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ ملکی قانون کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں عوام کو قوانین تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ تمام افراد قانون کی نظر میں بلاتمیز رنگ، نسل، ذات پات اور ثقافت و زبان برابر ہوتے ہیں۔

قائداعظمؒ نے 14 فروری، 1948ء کو سبی کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے قیامِ پاکستان کی غرض و غایت اس طرح بیان کی:

''آؤ ہم اپنے جمہوری نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنیاد فراہم کریں۔ اللہ ذوالجلال نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم ریاستی امور کو باہم صلاح مشورے سے طے کریں''

4- اخوت و بھائی چارہ (Fraternity and Brotherhood)

اسلامی معاشرے میں اخوت و بھائی چارے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ مدینہ منورہ میں جب اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو اس میں اخوت و بھائی چارے کی بہترین مثال ہجرت مدینہ کے موقع پر انصار و مہاجرین کی مؤاخات یعنی بھائی چارے کی صورت میں دیکھنے میں آئی۔ اسلام سے پہلے اس کا تصور نہ تھا اور لوگ ایک دوسرے کے دشمن تھے لیکن مدینہ کی ریاست کے قیام کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حقوق العباد پر زور دیتے ہوئے یتیموں، بیواؤں اور ناداروں سے ہمدردی و شفقت کا سلوک کرنے کی تلقین کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیرات، صدقات اور زکوٰۃ کا نظام قائم کیا اور سود کو حرام قرار دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ضابطۂ حیات دیا تاکہ معاشرے میں بھائی چارا قائم ہو اور لوگ آپس میں محبت سے رہ سکیں۔

جذبۂ اخوت اس بات کا درس دیتا ہے کہ لوگ آپس میں برادرانہ تعلقات استوار کریں اور کسی کے حقوق سلب نہ کریں اور نہ ہی کوئی کسی کمزور پر ظلم کرے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ:

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس سے خیانت نہ کرے''

5- شہریوں کے حقوق و فرائض (Right and Duties of Citiznes)

نظریۂ پاکستان میں جہاں شہریوں کے فرائض متعیّن ہیں، وہاں انھیں حقوق بھی دیے گئے ہیں۔ حقوق و فرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں حقوق و فرائض کی اہمیت پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ شہری ملک و قوم کی ترقی کے لیے اپنی تمام توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے ہیں۔ حکومت کے عائد کردہ قواعد و ضوابط کی

پابندی کرتے ہیں اور حکومت شہریوں کی عزت اور جان و مال کا تحفظ اور تعلیم، صحت اور روزگار وغیرہ کی بنیادی انسانی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ایک اسلامی ریاست میں افراد اپنے فرائض ادا کر کے حقوق حاصل کرنے کے قابل بنتے ہیں۔ایک کامیاب اسلامی ریاست بننے کے لیے حقوق و فرائض کا باہمی تعاون بہت اہمیت رکھتا ہے۔

اقلیتوں کو مذہبی آزادی

نظریۂ پاکستان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسلامی حکومت میں تمام اقلیتوں کو بھی پورے بنیادی انسانی حقوق حاصل ہوں گے۔اسلامی حکومت میں اقلیتوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہوگی۔قائداعظمؒ نے یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا اور اُن کو اپنے عقائد اور مذہب پر عمل کرنے اور اپنی ثقافت اور روایات کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی محرومی

(Economic Deprivation of Muslims in Inida)

سوال 4: ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی حالت پر نوٹ لکھیے۔

جواب: مسلمانوں کی معاشی حالت

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریز برصغیر کے مکمل حکمران بن گئے اور اس طرح مسلمان حکمرانوں کے دور کا خاتمہ ہوا اور مسلمان انگریزوں کے عتاب کا شکار ہو گئے۔مسلمانوں کے معاشی، معاشرتی اور علمی حالات انتہائی پست ہو گئے۔جنگِ آزادی میں اگرچہ ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حصہ لیا تھا مگر انھوں نے جنگِ آزادی کی تمام ذمہ داری مسلمانوں کے سر تھوپ دی۔انگریزوں نے مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

1- مسلمانوں کا سرکاری ملازمتوں/فوج سے اخراج

انگریزوں نے تعصب اور روایتی مسلم دشمنی کے جذبہ کے تحت مسلمانوں پر اپنے تعلیمی اداروں، فوج اور سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے اس کے برعکس ہندوؤں سے ترجیحی سلوک کیا جاتا۔انھوں نے اپنی حکومتوں اور اداروں میں مسلمانوں سے کم تر اہلیت کے حامل ہندوؤں کو شامل کر لیا۔جس سے مسلمانوں کو محرومیت کا زیادہ احساس ہونے لگا۔

2- مسلمانوں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط

جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد "مسلمان ہونا جرم قرار پایا، اکثر مسلمانوں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔مسلمانوں کی جائیدادیں اور جاگیریں ان سے چھین کر ہندوؤں اور سکھوں میں تقسیم کر دی گئیں"

مسلمان اپنی زمینوں پر مزارع بن گئے۔ سر سیّد احمد خانؒ نے مسلمانوں کی حالت کچھ یوں بیان کی ہے:
''کوئی بلا آسمان سے ایسی نہیں اتری جس نے زمین پر پہنچنے سے پہلے کسی مسلمان کا گھر نہ ڈھونڈا ہو''۔

-3 مسلمانوں کے کاروبار کا تباہ ہونا

چونکہ انگریزوں نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی، اس لیے انھوں نے مسلمانوں کو کچلنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ انگریزوں نے ہندوؤں کو کاروبار میں خاص مراعات اور رعایتیں دے کر اپنا ہمنوا بنا لیا۔ چنانچہ مسلمان کاروبار، صنعت اور تجارت میں تباہ حال ہو کر رہ گئے۔ ہندوؤں کی، مقامی تجارت میں اجارہ داری قائم ہو گئی اور مسلمان اُن کے مقابلے میں اقتصادی اور معاشی بحران کا شکار ہو گئے۔

-4 مسلمانوں کی گھریلو صنعت کی تباہی

برطانیہ نے صنعت و تجارت کے میدان میں صنعتی انقلاب برپا کر دیا۔ جس سے صنعتی اشیا سستی اور عمدہ تیار ہونے لگیں۔ انگریزوں نے برصغیر میں یہ صنعتی مال درآمد کرنا شروع کر دیا۔ اس سے مسلمانوں کی گھریلو صنعت تباہ ہو گئی کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں اور دوسری اقوام کی گھریلو صنعت اتنی ترقی یافتہ نہ تھی۔

-5 بیرونی تجارت سے مسلمانوں کا بے روزگار ہونا

برطانیہ کی صنعتی اشیاء اعلیٰ معیار کی تھیں۔ اس وجہ سے برصغیر کی منڈیوں میں اس کی مانگ زیادہ تھی لیکن ہندوستان کی گھریلو صنعتی اشیاء کی یورپ اور برطانیہ کی منڈیوں میں کھپت نہ تھی۔ برطانیہ کی صنعتی اشیاء کی ہندوستان میں درآمد سے مقامی تجارت متاثر ہوئی جس سے لاکھوں افراد بے روزگار ہو گئے۔ جن میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی تھی۔

دو قومی نظریہ: آغاز، ارتقا اور وضاحت

(Two-Nation Theory: Origin, Evolution and Explication)

سوال 5: دو قومی نظریے کی وضاحت کیجیے۔

جواب: (i) دو قومی نظریے کا ارتقا

برصغیر میں اسلام کی آمد کے بعد بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کر کے اس بات کا عہد کیا کہ وہ اب صرف اسلامی نظامِ حیات کے مطابق زندگی بسر کریں گے جو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا۔ برصغیر میں جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تھا وہ معاشرتی، تہذیبی اور سیاسی طور پر اسلامی ریاست اور مسلم معاشرے سے تعلق جوڑ لیتا تھا اس طرح وہ اپنے تمام سابقہ رشتوں کو ختم کر کے ایک نئے سماجی نظام سے وابستہ ہو جاتا تھا۔ یہی تصور و فکر آگے چل کر نظریۂ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کے مسلمانوں میں ایک الگ اور منفرد اسلامی مزاج پیدا ہوا جو دوسری اقوامِ ہند سے قطعی مختلف تھا۔ اسی بنیاد پر دو قومی نظریہ کا ارتقا ہوا۔

(ii) دوقومی نظریہ

برصغیر کے تاریخی پس منظر میں دوقومی نظریے سے مراد یہ ہے کہ یہاں دو بڑی اقوام مسلمان اور ہندو آباد تھیں۔ یہ دونوں اقوام اپنے مذہبی نظریات، رسومات، طرزِ زندگی، اجتماعی فکر اور عادات و اطوار میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھیں۔ ان دونوں قوموں میں صدیوں اکٹھا رہنے کے باوجود ایک مشترکہ معاشرت وجود میں نہ آسکی اور نہ ہی متحدہ قومیت کا تصور فروغ پا سکا۔ اسی دوقومی نظریے کی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کی جنگ لڑی۔ جس کے نتیجے میں برصغیر میں دو الگ ریاستیں، پاکستان اور بھارت وجود میں آئیں۔ یہی تصوّر نظریۂ پاکستان کی اساس بنا۔ دوقومی نظریے کے ارتقا کے سلسلے میں مختلف ادوار کی شخصیات اور ان کے افکار کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

(iii) سر سید احمد خانؒ اور دوقومی نظریہ

سر سید احمد خانؒ وہ پہلے مسلمان سیاسی رہنما تھے جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے "قوم" کا لفظ استعمال کیا اور انھوں نے بنارس میں اُردو ہندی تنازعے کی بنا پر دوقومی نظریے کی اصطلاح استعمال کی اور کہا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں اور اپنے نظریات کی بنا پر کبھی ایک دوسرے میں جذب نہیں ہوسکتیں۔ مسلمان مذہبی معاشرتی اور سماجی لحاظ سے ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت، فلسفۂ زندگی، زبان اور رسوم و رواج ہندوؤں سے مختلف ہے۔ اس نظریہ نے مسلمانوں کے سیاسی شعور کو پروان چڑھایا اور اُنھیں ایسی قیادت ملی جس نے تحریکِ آزادی کو تقویت دی، اسی دوقومی نظریے کی بنا پر ہندوستان دو ریاستوں میں تقسیم ہوا۔

(iv) ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ اور دوقومی نظریہ

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ برِصغیر میں دوقومی نظریے کے سب سے بڑے علم بردار تھے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء کے خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا تصوّر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے مذہبی اور سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کر لیا جائے۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ مسلمانوں کے لیے پنجاب، سرحد (خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے"۔

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

(v) چودھری رحمت علیؒ اور دوقومی نظریہ

چودھری رحمت علیؒ نے علامہ اقبالؒ کے تصور کو حقیقی رنگ دیتے ہوئے 1933ء میں پاکستان کا نام تجویز کیا تھا، آپؒ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ آپؒ اُن دنوں انگلستان میں زیرِ تعلیم تھے۔ آپؒ نے ایک پمفلٹ "NOW OR NEVER" "اب یا پھر کبھی نہیں" لکھا اور ہندوستانی سیاستدانوں میں تقسیم کیا۔ چودھری رحمت علیؒ نے شمال مغربی مسلم اکثریت کے علاقوں کو ملا کر "پاکستان" قائم کرنے کی تجویز دی تھی۔

چودھری رحمت علی نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اپنی ایک تاریخ اور تہذیب ہے۔ اسی بنیاد پر ان کی قومیت ہندوستانی ہونے کی بجائے پاکستانی ہے۔ اُن کا پختہ یقین تھا کہ مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو ہندوستان میں بسنے والی دیگر اقوام سے مختلف ہے۔

(vi) قائداعظمؒ اور دوقومی نظریہ

قائداعظم محمد علی جناحؒ دوقومی نظریے کے زبردست حامی تھے اور وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپؒ نے اس سلسلے میں فرمایا: "قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رُو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔" قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کو منظور ہوئی جس میں آپؒ نے خطبۂ صدارت دیتے ہوئے فرمایا: "ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں اقوام کے ہیروز، رزمیہ کہانیاں اور واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیونکہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور

اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔ برطانوی حکومت کے لیے بہتر ہوگا کہ ان دونوں قوموں کے مفادات کومدّنظر رکھتے ہوئے برصغیر کی تقسیم کا اعلان کرے جو کہ تاریخی اور مذہبی لحاظ سے ایک صحیح قدم ہوگا''۔

نظریہ پاکستان اور علامہ اقبالؒ

سوال 6: علامہ اقبالؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: تصوّرِ پاکستان

علامہ محمد اقبالؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ مسلم ریاست کا تصور دیا اور اپنی شاعری کے ذریعے جداگانہ قومیت کے تصور کو بیدار کیا۔ ابتدا میں آپ کو بھی ہندو، مسلم اتحاد کے حامیوں میں شمار کیا جاتا تھا لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری، قوم پرستی، متعصب روّیے اور فرقہ وارانہ اختلافات سے مایوس ہو کر آپؒ نے پاکستان کا تصور پیش کیا۔

خطبۂ الٰہ آباد

علامہ اقبالؒ کا یہ خطبہ اس لحاظ سے خاص تاریخی اہمیت رکھتا ہے اس خطبے میں آپ نے مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کے نظریے پر روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء میں اپنے خطبۂ الٰہ آباد میں یہ تجویز پیش کی کہ مسلم اکثریت والے علاقوں کو ملا کر مسلمانوں کی ایک علیحدہ مملکت بنا دی جائے۔ جہاں وہ آزادی سے اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکیں اور اپنے ثقافتی ورثے کی حفاظت کر سکیں۔

دونوں کے واسطے ہے ضروری الگ وطن
دونوں کی زندگی کا ہے مقصد جدا جدا

اسلامی نظریہ ملّت

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا

''مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو آخر کار ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام ایک تمدنی طاقت کے طور پر زندہ رہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں مسلمانوں کی مرکزیت قائم ہو۔ چنانچہ میں ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔''

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی ولولہ انگیز شاعری سے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔ ان کے سرد خون کو گرما کر ان میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا۔

ایک ولولہ تازہ دیا میں نے ان دلوں کو
لاہور سے تا بخاک بخارا و سمرقند

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات

علامہ محمد اقبالؒ نے اسلام کو امت مسلمہ کی بنیاد قرار دیا مشترکہ اقامت مسلمانوں کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ علامہ محمد اقبالؒ نے نظریۂ پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ ہندو اور مسلمان ایک ریاست میں اکٹھے مل جل کر نہیں رہ سکتے اور ہندوستان کے مسلمان بہت جلد اپنی جداگانہ اسلامی ریاست بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے برصغیر میں واحد قومیت کے تصور کو مسترد کر دیا اور مسلم قومیت کی علیحدہ حیثیت پر زور دیا۔
اسلام کو ایک مکمل نظام حیات قرار دیتے ہوئے علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا کہ:
''انڈیا ایک برصغیر ہے، ملک نہیں۔ یہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں اور مسلم قوم اپنی علیحدہ پہچان رکھتی ہے۔ تمام مہذب قوموں کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی اصولوں اور ثقافتی وسماجی اقدار کا احترام کریں''۔

اقبالؒ مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد وطن کے داعی ہیں کیونکہ

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بے کراں ہے زندگی

قومی تشخص

علامہ اقبالؒ مذہب اسلام کو امت مسلمہ کے استحکام کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

علامہ اقبالؒ نے یورپی نظریۂ وطنیت کی شدید مخالفت کر کے قوم کی بنیاد وطن کی بجائے عقیدہ کو قرار دیا اسلام کا نظریہ قومیت اپنایا جس کی بنیادیں خالص مذہبی ہیں اس کی قومیت کی اساس رنگ و نسل، زبان اور وطن پر نہیں

بتانِ رنگ و بُو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

واحد ملّت کا تصوّر

علامہ اقبالؒ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ملّت واحدہ تصوّر کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں اپنی شاعری میں نیل کے

ساحل سے کاشغر تک مسلمانوں کو ایک ہو کر حرم کی پاسبانی کرنے کا پیغام دیا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

نظریۂ پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناحؒ

(Ideology of Pakistan and Quaid-e-Azam)

سوال 7: قائداعظمؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریۂ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: نظریۂ پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناحؒ

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نظریۂ پاکستان کے مطابق برصغیر پاک و ہند کے وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مثلاً پنجاب، بنگال، آسام، سندھ، سرحد (خیبر پختونخوا) اور بلوچستان کو ملا کر ایک اسلامی ریاست پاکستان بنا دیا جائے۔ جہاں مسلمان آزادی سے اپنی اسلامی اقدار کے مطابق ملک اور حکومت کے نظام کو چلائیں اور اپنے مذہب اسلام، تہذیب، روایات، اخلاقیات اور معاشیات کے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ اس اسلامی مملکت میں اقلیتوں کو بھی برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔
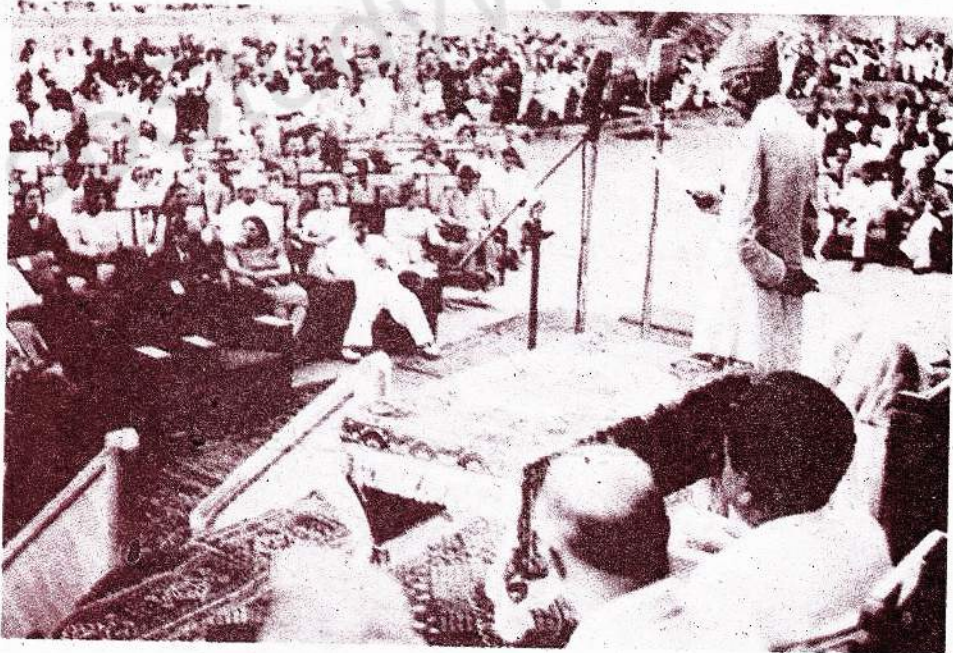
قائداعظمؒ طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے

(i) قرآن مجید مسلمانوں کے اتحاد کا واحد وسیلہ

قائداعظم محمد علی جناحؒ اسلامی نظام کو پوری طرح قابل عمل سمجھتے تھے اور ملکی نظام کو قرآن وسنت کے مطابق چلانا چاہتے تھے۔ مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کراچی 1943ء میں حضرت قائدِاعظمؒ نے فرمایا:

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر اس ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے''۔

(ii) اسلام مکمل ضابطۂ حیات

قائدِاعظمؒ نے مارچ 1944ء کو علی گڑھ یونیورسٹی میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ہمارا راہنما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے''

(iii) نظریۂ پاکستان اسلام کا بنیادی مطالبہ

قائدِاعظمؒ نے مارچ 1944ء کو علی گڑھ یونیورسٹی میں تقریر فرماتے ہوئے کہا:

آپ نے غور فرمایا کہ ''پاکستان کے مطالبے کا محرّک اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیمِ ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے''۔

(iv) حصولِ پاکستان کا مقصد

قائداعظمؒ نے 11 اکتوبر 1947ء کو حکومتِ پاکستان کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''دس سال سے ہم جس مملکت کی تخلیق کے لیے کوشاں تھے، خدائے بزرگ و برتر کی مہربانی سے اب ایک حقیقت بن چکی ہے۔ اب پاکستان کا مقصد ہمارے لیے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ہم نے ایک ایسی ریاست بنائی ہے جس میں ہم آزاد افراد کی طرح رہ سکیں، اپنی تہذیب وثقافت کو ترقی دے پائیں اور اسلام کے اجتماعی نظامِ عدل کے اصولوں پر عمل پیرا ہو سکیں''

(v) مطالعہ پاکستان کا اصل مقصد

نظریۂ پاکستان کی وضاحت کرتے کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے ایک بار یوں فرمایا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

(vi) قائداعظمؒ کی عوام کو نصیحت

قائداعظمؒ 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکا کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمیں بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کے جھگڑوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیے۔ ہم صرف اور صرف پاکستانی ہیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ پاکستانی بن کر زندگی گزاریں" اس کے علاوہ آپؒ نے اقلیتوں کو مکمل تحفظ دینے اور برابری کے حقوق دینے کا اعلان کیا اور یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

(vii) اسلام کے معاشی نظام کا نفاذ

قائداعظمؒ نے یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کا سنگِ بنیاد رکھا، تو اس کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کیے ہیں اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصوّرِ مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو"۔

(حصہ اوّل)

1- ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- اُردو ہندی تنازعہ کب شروع ہوا؟

(ا) 1861ء (ب) 1863ء
(ج) 1865ء (د) 1867ء

2- اسلام کا پہلا رکن ہے:

(ا) توحید و رسالت (ب) نماز
(ج) روزہ (د) زکوٰۃ

3- جنگِ آزادی کب لڑی گئی؟

(ا) 1855ء (ب) 1857ء
(ج) 1859ء (د) 1861ء

-4 اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک کون ہے؟

(ا) اللہ تعالیٰ (ب) پارلیمنٹ

(ج) صدرِ مملکت (د) عوام

-5 قراردادِ لاہور (23 مارچ، 1940ء) میں خطبہ صدارت کس نے دیا؟

(ا) قائداعظمؒ (ب) شیرِ بنگال اے۔ کے فضل الحق

(ج) مولانا محمد علی جوہر (د) لیاقت علی خاں

-6 1930ء میں مسلمانوں کو الگ ریاست کا تصور دینے والی شخصیت ہے:

(ا) سرسید احمد خانؒ (ب) چودھری رحمت علی

(ج) سر آغا خاں (د) علامہ محمد اقبالؒ

-7 قیامِ پاکستان کس صدی کا واقعہ ہے؟

(ا) اٹھارھویں (ب) انیسویں

(ج) بیسویں (د) اکیسویں

-8 سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح ہوا:

(ا) یکم جولائی، 1948ء (ب) 5 مئی، 1948

(ج) 14 اگست، 1949ء (د) یکم اکتوبر، 1949ء

-9 نظریۂ پاکستان کی بنیاد ہے:

(ا) اجتماعی نظام (ب) لائحۂ عمل

(ج) ترقی پسندیت (د) اسلامی نظریۂ حیات

-10 لفظ پاکستان کے خالق ہیں:

(ا) علامہ محمد اقبالؒ (ب) سر آغا خاں

(ج) چودھری رحمت علی (د) سرسید احمد خانؒ

-11 علامہ محمد اقبالؒ نے خطبہ الہ آباد کب دیا؟

(ا) 1929ء (ب) 1930ء

(ج) 1933ء (د) 1940ء

-12 اسلام کا تیسرا رکن ہے:

(ا) نماز (ب) زکوۃ

(ج) روزہ (د) حج

جوابات

-1	(د)	-2	(ا)	-3	(ب)	-4	(ا)	-5	(ا)
-6	(د)	-7	(ج)	-8	(ا)	-9	(د)	-10	(ج)
-11	(ب)	-12	(ج)						

-2 کالم (الف) کو کالم (ب) سے اس طرح ملائیں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

کالم الف	کالم ب	جوابات
سٹیٹ بنک کا افتتاح	1867ء	1948ء
پاکستان کا قیام	دینِ اسلام	بیسویں صدی
نظریۂ پاکستان کی اساس	1940ء	دینِ اسلام
اُردو ہندی تنازعہ	1948ء	1867ء
قراردادِ لاہور	بیسویں صدی	1940ء

-3 خالی جگہ پُر کریں۔

-1 پاکستان کے نظریے کی اساس ______ ہے۔

-2 نظریہ سیاسی اور تمدنی اصولوں کا مجموعہ ہے جس پر کسی قوم یا تہذیب کی ______ استوار ہوتی ہیں۔

-3 اگر کوئی قوم اپنے ______ کو نظر انداز کر دے تو اس کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

-4 نظریۂ پاکستان قرآن و سنّت کے اصولوں پر مبنی معاشرہ کی ______ کا نام ہے۔

-5 نظریۂ پاکستان ایک ایسی ریاست کے قیام کا نام ہے جہاں عوامی ______ کا خیال رکھا جائے۔

-6 اسلامی ______ اور معاشرے کی بنیاد مشاورت ہے۔

-7 پاکستان میں ______ کو تحفظ دینے کی سوچ بھی قیامِ پاکستان کے مطالبے کے پس نظر بھی شامل تھی۔

-8 سر سید احمد خاں نے ______ میں سب سے پہلے دو قومی نظریے کی اصطلاح استعمال کی۔

-9 ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے خطبے الہ آباد (1930ء) میں مسلمانوں کے لیے الگ ______ کا تصور پیش کیا۔

-10 قائداعظم محمد علی جناحؒ ______ نظریے کے زبردست حامی تھے۔

جوابات

1-	دینِ اسلام	2-	بنیادیں	3-	نظریے
4-	تخلیق	5-	فلاح و بہبود	6-	ریاست
7-	اقلیتوں	8-	1867ء	9-	ریاست
10-	دوقومی				

(حصہ دوم)

4- مختصر جوابات دیں۔

سوال1: "توحید" سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی عقائد میں توحید خالص سرِ فہرست ہے۔توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔اس کو ذات وصفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔

سوال2: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا ترجمہ لکھیے۔

جواب: ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) یعنی کوئی شے اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

سوال3: عقیدۂ رسالت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: عقیدۂ رسالت کا مطلب ہے کہ رسولوں پر ایمان لانا۔نظریۂ پاکستان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لایا جائے اور اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے کہ اس سلسلے کے آخری رسول اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔اسلام قبول کرنے کے لیے لازمی تقاضا ہے کہ عقیدۂ رسالت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے اور کسی قسم کا بھی اس میں شک و شبہ نہ کیا جائے۔قرآن اور اسوۂ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کو سرچشمۂ ہدایت مانا جائے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی لائی ہوئی شریعتِ اسلامیہ ہی قابلِ عمل بلکہ واجب العمل ہے۔

سوال4: نظریۂ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

جواب: **نظریۂ پاکستان سے مراد**

نظریۂ پاکستان سے مراد قرآن وسنت کے اصولوں پر مبنی معاشرہ کی تشکیل ہے۔پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جس کی بنیاد اسلامی فلسفۂ حیات پر استوار کی گئی ہے۔پاکستان کی تمام تر اساس دینِ اسلام پر مبنی ہے۔اس سرزمین پر

اسلام کا نفاذ صدیوں سے ہے۔ اسلامی نظریۂ حیات، پاکستان کی بنیاد ہے۔ یہی وہ جذبہ اور لائحہ عمل ہے جو تحریکِ پاکستان کا سبب بنا۔ نظریۂ پاکستان کو اسلامی نظریۂ حیات کے ہم معنی قرار دیا جاتا ہے۔

سوال 5: قائداعظم محمد علی جناحؒ نے سٹیٹ بینک کا افتتاح کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظمؒ نے **یکم جولائی 1948ء** کو سٹیٹ بینک آف پاکستان کا سنگِ بنیاد رکھا، تو اس کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کیے ہیں اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصورِ مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں پر مبنی ہو''۔

سوال 6: علامہ محمد اقبالؒ نے مسلم ملت کی اساس کے حوالے سے کیا فرمایا؟

جواب: علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ مسلمان اسلام کی وجہ سے ایک ملّت ہیں اور ان کی قوت کا دارومدار بھی اسلام ہے۔ انھوں نے مسلم ملّت کی اساس کے حوالے سے حقیقی تصوّر اپنے اشعار میں پیش کیا ہے:

علامہ اقبالؒ مذہب اسلام کو امت مسلمہ کے استحکام کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

سوال 7: اخوت کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ارشاد مبارک ہے؟

جواب: اسلامی معاشرے میں اخوّت و بھائی چارے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ضابطۂ حیات دیا تاکہ معاشرے میں بھائی چارا قائم ہو اور لوگ آپس میں محبت سے رہ سکیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ:

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس سے خیانت نہ کرے''۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔

سوال 8: قائداعظم محمد علی جناحؒ نے قومیت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظم محمد علی جناحؒ دو قومی نظریے کے زبردست حامی تھے اور وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں کو الگ قوم کا درجہ دیتے تھے۔ آپؒ نے اس سلسلے میں فرمایا: ''قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رُو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔''

سوال 9: برصغیر کے تاریخی تناظر میں دو قومی نظریے سے کیا مراد ہے؟

جواب: برصغیر کے تاریخی پس منظر میں دو قومی نظریے سے مراد یہ ہے کہ یہاں دو بڑی اقوام مسلمان اور ہندو آباد تھیں۔ یہ دونوں اقوام اپنے مذہبی نظریات، رسومات، طرز زندگی، اجتماعی فکر اور عادات و اطوار میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھیں۔ ان دونوں قوموں میں صدیوں اکٹھا رہنے کے باوجود ایک مشترکہ معاشرت وجود میں نہ آ سکی اور نہ ہی متحدہ قومیت کا تصور فروغ پا سکا۔ اسی دو قومی نظریے کی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کی جنگ لڑی۔ جس کے نتیجے میں برصغیر میں دو الگ ریاستیں، پاکستان اور بھارت وجود میں آئیں۔ یہی تصوّر نظریۂ پاکستان کی اساس بنا۔

سوال 10: پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں قائداعظمؒ نے کیا فرمایا؟

جواب: نظریۂ پاکستان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسلامی حکومت میں تمام اقلیتوں کو بھی پورے بنیادی انسانی حقوق حاصل ہوں گے۔ اسلامی حکومت میں اقلیتوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہوگی۔ قائداعظمؒ نے یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا اور اُن کو اپنے عقائد اور مذہب پر عمل کرنے اور اپنی ثقافت اور روایات کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔

سوال 11: علامہ اقبالؒ نے اپنے مشہور خطبۂ الہ آباد میں کیا فرمایا؟

جواب: ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ برّصغیر میں دو قومی نظریے کے سب سے بڑے علم بردار تھے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء کے خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا تصوّر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے مذہبی اور سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کر لیا جائے۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ مسلمانوں کے لیے پنجاب، سرحد (خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے"۔

سوال 12: نظریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نظریے سے مراد ایسا لائحہ عمل یا پروگرام ہے۔ جس کی بنیاد فلسفہ و تفکّر پر رکھی گئی ہو۔ اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں مثلاً سیاسی، معاشی، تہذیبی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے بنایا گیا کوئی منصوبہ ہو۔

سوال 13: چودھری رحمت علی نے لفظ پاکستان کب تجویز کیا؟

جواب: چودھری رحمت علیؒ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ آپ انگلستان میں زیرِ تعلیم تھے۔ آپ نے ایک کتابچہ "NOW OR NEVER" "اب یا پھر کبھی نہیں" لکھا اور ہندوستانی سیاستدانوں میں تقسیم کیا۔ اس کتابچے میں چودھری

رحمت علیؒ نے علامہ اقبالؒ کے تصور کو حقیقی رنگ دیتے ہوئے 1933ء میں پاکستان کا نام تجویز کیا تھا۔

○ تفصیل سے جوابات دیجیے۔

5- ان اسلامی اقدار کا جائزہ لیجے جو نظریہ پاکستان کی اساس ہیں۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 3

6- قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 7

7- علامہ محمد اقبالؒ کے ارشادات کی روشنی میں نظریہ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 6

8- دو قومی نظریے کی وضاحت کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 5

9- درج ذیل پر نوٹ لکھیے۔

(الف) ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشی حالت

(ب) نظریے کے ماخذ اور اس کی اہمیت۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 4، 1

عملی کام

☆ قائداعظمؒ علامہ اقبالؒ اور نظریۂ پاکستان کے حوالے سے اپنے سکول میں ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کیجیے۔

باب دوم

پاکستان کا قیام

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ مندرجہ ذیل باتوں کے بارے میں جان سکیں گے:

- تحریکِ پاکستان کے حوالے سے قراردادِ پاکستان کا پس منظر
- کرپش مشن 1942ء کی تجاویز اور سیاسی جماعتوں کا ردعمل
- جناحؒ۔گاندھی مذاکرات 1944ء کی ناکامی کی وجوہات
- شملہ کانفرنس میں ویول پلان کے نکات
- عام انتخابات 1945-46ء کے قیام پاکستان پر اثرات کا جائزہ
- مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کے کنونشن 1946ء کی وضاحت
- کابینہ مشن پلان 1946ء
- عبوری حکومت 1946-47ء
- 3 جون، 1947ء کا منصوبہ
- ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام کے مقاصد اور اندازِ حکمرانی
- قیام پاکستان کے لیے قائداعظمؒ کا کردار

تحریکِ پاکستان 47-1940ء
(PAKISTAN MOVEMENT 1940-47)

سوال 1: تحریکِ پاکستان میں مسلم مفکرین کا کردار مختصراً بیان کریں۔

جواب: تحریکِ پاکستان میں مسلم مفکرین کا کردار

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلم مفکرین قوم کی فلاح و بہبود کے متعلق اکثر سوچتے رہتے اور قومی مسائل کے حل کے لیے مختلف تجاویز پیش کرتے رہتے۔ وہ مسلمانوں کو پُرسکون، محفوظ، باوقار ماحول اور تحفظ دینا چاہتے تھے۔ لیکن اُن کو اپنا مستقبل محفوظ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان حالات میں مسلم اکابرین نے قوم کو اس تباہ حالی سے نجات دلانے کا ذمّہ لیا۔ سیّد جمال الدین افغانیؒ، عبدالحلیم شررؒ، عبدالجبار خیری اور عبدالستار خیری (خیری برادران) مولانا محمد علی جوہرؒ، قائداعظمؒ، علامہ محمد اقبالؒ اور چودھری رحمت علی وغیرہ نے کئی دفعہ اپنی تقاریر میں برصغیر کو تقسیم کرنے کی رائے پیش کی کہ مسلمانوں کی علیحدہ مملکت ہونی چاہیے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے بڑے غور و فکر کے بعد پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ انھوں نے یہ مطالبہ وقتی غصے یا کسی اور جذبے کے تحت نہیں کیا تھا۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

قراردادِ پاکستان 1940ء
Pakistan Resolution 1940

سوال 2: قراردادِ پاکستان کا پس منظر، بنیادی نکات اور ہندوؤں کا اس قرارداد کی منظوری پر ردِ عمل بیان کیجیے۔

جواب: قرارداد کی تائید و منظوری

آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے تاریخی پارک (اقبال پارک) میں قائداعظمؒ کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ شیرِ بنگال اے۔ کے۔ فضل الحق نے ایک قرارداد پیش کی۔ قرارداد کی تائید بیگم محمد علی جوہر، آئی آئی چندریگر، مولانا ظفر علی خاں (پنجاب)، چودھری خلیق الزماں، قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان)، سر عبداللہ ہارون (سندھ)، سردار عبدالرب نشتر، اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے کی۔ اس اجلاس کو قرارداد پاکستان

کا نام دیا گیا۔ بعد ازاں اس قرارداد کو حاضرین اجلاس نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ قرارداد کی منظوری کے بعد قائداعظمؒ نے اپنے سیکرٹری سید مطلوب حسن کو کہا "آج اگر اقبالؒ زندہ ہوتے تو وہ خوش ہوتے کہ ہم نے ان کی خواہش پوری کر دی ہے۔"

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

قائداعظم محمد علی جناحؒ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

قراردادِ پاکستان کا پس منظر

شیرِ بنگال اے۔ کے۔ فضل الحق

ہندوستان کئی مذاہب کی آماجگاہ تھی ہندو مذہب نے دیگر مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا۔ مسلمان ہندومت کے غلبے سے محفوظ رہ کر اپنا تشخص برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ برصغیر میں ہندو جماعتیں رام راج کے قیام کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ہندو قوم نے اپنی پرانی تاریخی روایات کے مطابق مسلمانوں کو بھی اپنی قومیت میں جذب کرنے کی کوشش کی تو مسلمان اپنی تہذیبی اور تمدنی ورثے کی حفاظت کے لیے صف آراء ہو گئے۔ اگر برصغیر کی تقسیم نہ ہوتی تو جدید جمہوری نظام میں ہندو اکثریت کی حکومت ہوتی۔ ہندوانہ عقائد، نظریات اور رسوم و رواج سے چھٹکارا پانے کے لیے برصغیر کی تقسیم مسلمانوں کے لیے ناگزیر تھی۔

دلوں میں جوش و ولولہ، امنگ اور نکھار تھا
ظہور! جذب و شوق کا یہ موسمِ بہار تھا

(i) فرقہ وارانہ فسادات

برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی اس کے باوجود ہندوؤں نے فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کا بُری طرح خون بہایا۔

(ii) ہندو معاشرے میں مسلمانوں کی حیثیت

برصغیر کی تقسیم سے پہلے ہندوؤں کے ذات پات، رنگ و نسل اور چھوت چھات کے معاشرے میں مسلمانوں کو کم تر سمجھا جاتا تھا۔ ہندو مسلمانوں کو معاشرے میں مساوی معاشرتی حیثیت دینے کے لیے تیار نہ تھے۔

(iii) مسلمانوں کی ثقافت، تہذیب خطرات کا شکار

انیسویں صدی کے دوسرے نصف اور بیسویں صدی میں ہندوؤں کی شدھی اور سنگھٹن وغیرہ کی فرقہ وارانہ تحریکوں سے صاف نظر آرہا تھا کہ وہ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر مسلمانوں کی زبان اور تہذیب و ثقافت کے آثار کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر ہندوستان کی تقسیم نہ ہوتی تو مسلمانوں کی ثقافت، تہذیب اور زبان ہمیشہ خطرات میں گِھری رہتی۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے؟ جسے روشن خدا کرے

(iv) اسلامی مملکت کی ضرورت

برصغیر کے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ اس خطے میں اسلام کے نام پر ایک ایسی مملکت قائم ہو جہاں مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے تقاضوں کے مطابق آزادی سے بسر کرسکیں۔

(v) مسلم مفکرین کی ملک تقسیم کرنے کی تجویز

برصغیر کے مسلم مفکرین مختلف ادوار میں ملک کی تقسیم کا اشارہ کرتے رہے۔ لیکن ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس الٰہ آباد 1930ء کی صدارت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے علیحدہ مسلم مملکت کا تصور بھرپور انداز میں پیش کیا۔

چودھری رحمت علیؒ نے ایک پمفلٹ "NOW OR NEVER" "اب یا پھر کبھی نہیں" لکھا اور لندن میں ہونے والی تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے والے سیاستدانوں میں تقسیم کیا۔

(vi) سندھ مسلم لیگ کی قرارداد 1938ء

صوبہ سندھ کے مسلمانوں نے قیامِ پاکستان کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سندھ مسلم لیگ نے 1938ء میں تقسیمِ ملک اور قیامِ پاکستان کے حق میں ایک قرارداد منظور کی۔

(vii) قراردادِ لاہور 1940ء

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں قراردادِ پاکستان منظور کروا کے اسے ملّی مطالبے کی شکل دی اور پھر برّصغیر کے تمام مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے ایمان، اتحاد اور تنظیم کا نصبُ العین لے کر جمع ہوئے اور ملک بھر کے در و دیوار ان نعروں سے گونجنے لگے۔

لے کے رہیں گے پاکستان، بٹ کے رہے گا ہندوستان

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ

قائداعظمؒ کے خطبۂ صدارت کے اہم نکات

قائدِاعظمؒ نے 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس لاہور میں اپنے خطبۂ صدارت میں مسلمانوں کی حصولِ پاکستان کے لیے سمت کا تعین کر دیا۔ آپؒ نے قوم سے جو خطاب کیا، اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

(i) متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق غیر محفوظ

مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ اس کے رسم و رواج، روایات، مذہب و ثقافت اور سب سے بڑھ کر اُن کا مذہب جدا ہے۔ صدیوں سے ساتھ ساتھ رہنے کے باوجود ہندو اور مسلمان اپنی اپنی جداگانہ پہچان رکھتے ہیں۔ اگر برصغیر متحدہ صورت میں آزاد ہوتا ہے تو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔

(ii) مسلمانوں کا علیحدہ وطن کا مطالبہ

مسلمان علیحدہ مملکت کا مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ غیر تاریخی نہیں سمجھ جا سکتا۔ برطانیہ سے آئرلینڈ جدا ہوا، سپین اور پرتگال علیحدہ علیحدہ مملکتیں بنیں اور چیکوسلواکیہ کا وجود بھی تقسیم کا نتیجہ بنا۔ برصغیر کا سیاسی مسئلہ قومی یا فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اسی تناظر میں اسے حل کرنا ضروری ہے۔

(iii) برطانوی ہند قائداعظمؒ کی نظر میں

برطانوی ہند ایک برصغیر ہے ملک نہیں اور نہ ہی یہ ایک قوم کا وطن ہے۔ یہاں کئی قومیں رہ رہی ہیں اور اُن کے مفادات علیحدہ علیحدہ ہیں۔

قراردادِ پاکستان

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں یہ قرار پایا کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول اور قابلِ عمل نہیں ہوگا جب تک اُس میں مندرجہ ذیل بنیادی اصول وضع نہ کیے جائیں گے۔

- جغرافیائی لحاظ سے متصل وحدتوں کی نئے خطوں کی صورت میں مناسب علاقائی ردّوبدل کے ساتھ حد بندی کی جائے یعنی جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصوں کے مسلم اکثریت والے علاقوں میں خودمختار مسلم ریاستوں کی تشکیل کی جائے۔
- ہندوستان کی تقسیم کے بعد ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔
- ہندوستان میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اُن کے حقوق و مفادات کے تحفظ کا مناسب انتظام کیا جائے۔

قراردادِ پاکستان پر ردِّعمل

ہندوؤں کا ردِعمل

(i) قرارداد کے پاس ہوتے ہی ہندو راہنماؤں نے اس کے خلاف اظہارِ رائے شروع کردیا۔ گاندھی اور ہندوؤں نے اسے ''اخلاقی برائی'' اور ''پاپ'' قرار دے کر مسترد کر دیا۔

(ii) قراردادِ لاہور کا منظور ہونا تھا کہ ہندو پریس نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اس قرارداد میں کہیں پاکستان کا لفظ نہ تھا لیکن ہندو مسلمانوں کو چڑانے کے لیے اسے ''قراردادِ پاکستان'' کہنے لگے۔ مسلمانوں نے اس کا یہ نام بسروچشم قبول کر لیا۔ ہندو تقسیمِ ملک کو ایک ''مجذوب کی بڑ'' اور ''دیوانے کا خواب'' قرار دیتے تھے۔

(iii) ''ہندوستان ٹائمز'' نے لکھا: ''تاریخ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم بنایا۔ اب ایک گروہ کو مطمئن کرنے کی خاطر اس کی وحدت کو توڑنا ملکی ترقی اور امن وسکون تباہ کرنے کے برابر ہے''

برطانوی پریس کا کردار

برطانوی اخبارات ''لندن ٹائمز''، ''مانچسٹر''، ''گارڈین'' اور ''ڈیلی ہیرالڈ'' نے قرارداد کی مختصر خبر شائع کی اور اس قرارداد کو جناحؒ کا پاکستان قرار دیا۔ ''ڈیلی ٹیلی گراف'' نے اسے بالکل نظرانداز کر دیا۔ ''لندن ٹائمز'' نے اسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اس سے انڈیا کی وحدت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا ردِعمل

مسلمانوں نے بڑی مسرت اور جوش وولولے کے ساتھ اس قرارداد کا خیر مقدم کیا۔ انھیں ایک آزاد مسلم ریاست کی منزل مل چکی تھی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور دوسرے علماء نے اس کی

بھرپور حمایت کی۔ ہندوؤں کا خیال تھا کہ تقسیمِ مُلک کی تجویز مسترد ہو جائے گی۔ لیکن برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ کر لیا تھا۔ صرف سات سال کے عرصے میں پاکستان حاصل کر لیا۔

کرپس مشن 1942ء

(Cripps Mission 1942)

سوال 3: کرپس مشن کی تجاویز کیا تھیں؟ اور ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کا ان کے متعلق ردِعمل کیا تھا؟

جواب: کرپس مشن (Cripps Mission) کا پس منظر

قائداعظمؒ اور سٹیفورڈ کرپس
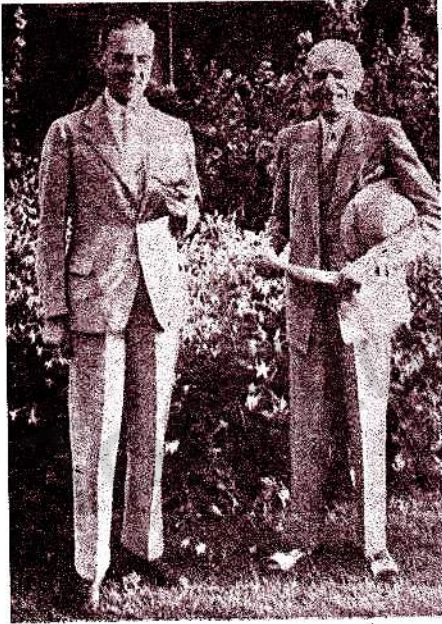
جنگِ عظیم دوم (1945ء-1939ء) کے ابتداء میں جاپانیوں کو برطانیہ کے مقابلے میں کچھ کامیابیاں حاصل ہوئیں، تو کانگریسی رہنماؤں نے انگریزوں کے خلاف اپنی تحریکوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر دی۔ اس امید پر کہ جاپانی انگریزوں کو شکست دے کر برِّصغیر کا اقتدار ان کے حوالے کر دیں گے۔

کرپس مشن اور اس کی تجاویز

ان حالات میں سر سٹیفورڈ کرپس کی سرکردگی میں ایک مشن مارچ 1942ء میں ہندوستان آیا۔ برصغیر کے مسلمان اس وقت قراردادِ پاکستان کے ذریعے ایک الگ آزاد وطن کا مطالبہ کر چکے تھے۔

کرپس مشن اور اس کی تجاویز

ان حالات میں سر سٹیفورڈ کرپس کی سرکردگی میں ایک مشن مارچ 1942ء میں ہندوستان آیا۔ برصغیر کے مسلمان اس وقت قراردادِ پاکستان کے ذریعے ایک الگ آزاد وطن کا مطالبہ کر چکے تھے۔

کرپس مشن کی تجاویز مندرجہ ذیل تھیں

(i) کرپس مشن کی تجاویز کے مطابق جنگ کے بعد برصغیر کو نوآبادیات (Dominion) کا درجہ دیا جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی نوع کی دخل اندازی نہ کرے گی۔

(ii) دفاع، امورِ خارجہ اور مواصلات سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

(iii) آئین بنانے کے لیے آئین ساز اسمبلی منتخب کی جائے گی، جس کے انتخاب کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو ہوگا۔

(iv) آئین مکمل ہونے پر اسے ہر صوبے کو توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے اسے قبول نہیں کریں گے۔ انھیں اختیار ہوگا کہ وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کر لیں۔

(v) سیاسی جماعتیں ان تجاویز کو مکمل طور پر منظور کریں گی یا مسترد کر دیں گی۔ ان تجاویز کی جزوی منظوری نہیں ہو سکتی۔

(vi) اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا اور ان کے مذہبی، ثقافتی، نسلی اور علاقائی مفادات کا خیال رکھا جائے گا۔

سیاسی جماعتوں کا ردّ عمل

مسلم لیگ کا ردِ عمل

پہلے تو قائدِ اعظمؒ اور مسلم لیگ نے کرپس مشن کا شکریہ ادا کیا کیونکہ ان تجاویز میں ان کے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے مطالبے کو مان لیا گیا تھا اور صوبوں کی علیحدگی کے اختیار سے قیامِ پاکستان کی راہ بھی نکل سکتی تھی۔ لیکن پھر کافی غور و خوض کے بعد مسلم لیگ نے اسے مسترد کر دیا کیونکہ

(i) ان تجاویز میں صوبوں کے حقِ خود ارادیت کو تسلیم کیا گیا تھا حالانکہ مسلم لیگ کا مطالبہ ہر قوم کے لیے حقِ خود ارادیت کا تھا۔

(ii) ان تجاویز میں جداگانہ انتخاب کی بجائے متناسب نمائندگی کی تجویز تھی۔

(iii) تجاویز میں ابہام تھا اور اس میں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت پاکستان کے مطالبے کو واضح طور پر تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔

کانگریس کا ردِ عمل

(i) گاندھی اور اُن کی سیاسی جماعت کانگریس نے ان تجاویز کو مکمل طور پر مسترد کر دیا اور انھوں نے صوبوں کو آئین کے مسترد کرنے کے اختیار کو سخت ناپسند کیا۔ کانگریس ہندوؤں کی با اختیار حکومت چاہتی تھی لیکن ان تجاویز سے ایسا ممکن نہ تھا۔

(ii) کانگریس ہندوستان کو تقسیم سے بچانا چاہتی تھی لیکن ان تجاویز میں ہر صوبے کو مرکز سے الگ کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔

اک فائدۂ موہوم پہ تھی ہندو کی عداوت
دیکھے تو کوئی، مسلم کے خلاف، اس کا تعصّب

جناح۔ گاندھی مذاکرات 1944ء

(Jinnah-Gandhi Talks - 1944)

سوال4: جناحؒ۔ گاندھی مذاکرات پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: جناحؒ۔ گاندھی مذاکرات

گاندھی کو "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک میں گرفتار کر گیا لیا تھا۔ گاندھی نے جولائی 1944ء میں جیل سے قائداعظمؒ کو ایک خط لکھ کر وقت طلب کیا اور ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ گاندھی نے قائداعظمؒ سے کہا کہ مجھے اسلام یا مسلمانوں کا دشمن تصور نہ کریں۔ میں آپ کا اور ساری دنیا کا دوست اور خادم ہوں۔ قائداعظمؒ نے اگست کے وسط میں ممبئی میں ملاقات کی تجویز پیش کی چنانچہ بالآخر 7 ستمبر 1944ء میں قائداعظمؒ کی رہائش گاہ پر دونوں رہنماؤں کے مابین مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا اور 9 ستمبر 1944ء تک جاری رہا۔ جناحؒ، گاندھی ملاقات میں یہ بات طے پائی کہ زبانی گفت وشنید کی بجائے مراسلات کا تبادلہ ہو تا کہ دونوں رہنماؤں کے نقطہ ہائے نظر کا ریکارڈ محفوظ رہے۔ اس ملاقات میں گاندھی نے کہا کہ وہ کانگرس کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔ اس بات پر زور دیا کہ جب تک دونوں اقوام کے نمائندوں کے درمیان گفت وشنید نہ ہو، کامیابی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جناح، گاندھی ملاقات میں گفت وشنید کا آغاز قرارداد لاہور سے ہوا جس کی بنیاد دوقومی نظریہ پر تھی۔ ان مذاکرات میں گاندھی نے مسلمانوں کو ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے ماننے سے انکار کر دیا۔
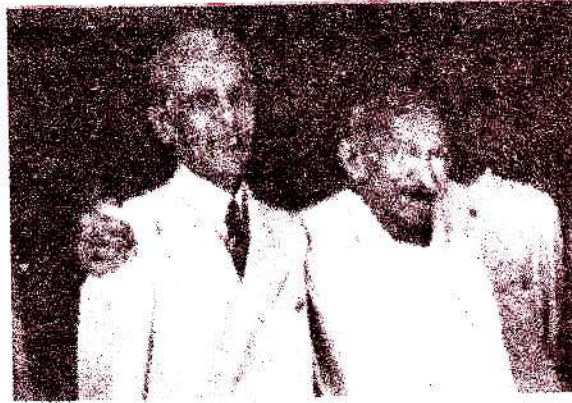
گاندھی کی تجاویز

قائداعظمؒ کے ساتھ مذاکرات اور مراسلات کے تبادلے کے بعد گاندھی نے تجویز پیش کی کہ اگرچہ وہ دوقومی نظریے کے حامی نہیں ہیں لیکن پھر بھی اگر مسلم لیگ کی خواہش ہے کہ قراردادِ لاہور پر عمل کیا جائے تو اس مسئلے کو

مؤخر کر دیا جائے۔ مسلمان اور ہندو مشترکہ طور پر پہلے انگریزوں سے آزادی حاصل کریں اور بعد میں کانگرس اور مسلم لیگ مل کر پاکستان کا مسئلہ حل کریں۔

قائداعظمؒ کا جواب

قائداعظمؒ نے ان مذاکرات پر سخت ردِعمل کا اظہار کیا اور گاندھی کو دھوکا باز اور مکّار قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کی آزادی سے قبل پاکستان کا مسئلہ انگریزوں کو حل کرنا چاہیے کیونکہ وہ کانگرس اور گاندھی پر کسی صورت میں اعتماد نہیں کر سکتے۔ مجبوراً قائداعظمؒ کو یہ کہنا پڑا:

''کانگرس کی حیثیت ہندوؤں کی اس دیوی کی سی ہے جس کے کئی سر اور زبانیں ہیں اور مسلمانوں کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ اس کی کس زبان پر بھروسہ کریں''

سی، آر فارمولا 1944ء

سوال 5: سی، آر، فارمولا سے کیا مراد ہے اور اُس کے اہم نکات بیان کریں۔

جواب: تحریک ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی ناکامی

گاندھی نے انگریز حکومت کے خلاف ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی تحریک شروع کی۔ حکومت نے کانگرس پر پابندی لگا دی۔ انگریز حکومت نے ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کو سختی سے کچل دیا اور گاندھی کو جیل میں ڈال دیا۔ تو اس سے گاندھی کی تحریک دم توڑ گئیں۔ گاندھی نے اپنی تحریک کی ناکامی کے بعد پینترا بدلا اور وائسرائے لارڈ ویول کو ایک مصالحانہ خط لکھا چنانچہ وہ اپریل 1944ء کو رہا کر دیے گئے۔

اس کے بعد گاندھی مختلف ذرائع سے برطانوی لیڈروں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اپنے خطوط کے ذریعے اپنی تجاویز پیش کرنے میں مصروف رہے۔

راجا جی فارمولا

ان حالات میں گاندھی نے قائداعظمؒ کو ایک سازشی جال میں پھنسا کر مسلم لیگ کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ گاندھی نے قائداعظمؒ کے خلاف اس سازش میں چکروتی راج گوپال اچاریہ کو شامل کیا اور اسے کہا کہ تقسیمِ ہند پر اپنی تجویز دیں۔ چکروتی راج گوپال اچاریہ، انڈین نیشنل کانگرس کا ایک رہنما اور مدراس کا سابق وزیرِ اعلیٰ تھا۔ عوام میں راجا جی کے نام سے مشہور تھا۔

مارچ 1944ء میں گاندھی اور راج گوپال اچاریہ نے برصغیر کے حل کے لیے ایک فارمولے کو حتمی شکل دی۔ اس فارمولے کو "سی۔آر فارمولا" کہتے ہیں۔ اس دوران قائداعظمؒ اور گاندھی کے درمیان ہندو مسلم مسائل پر خط و کتابت جاری رہی۔ سی۔آر فارمولے کا لب لباب یہ تھا کہ مسلم لیگ کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ عبوری حکومت میں شامل ہو کر انگریزوں کو اس ملک سے رخصت کرے۔ اس کے بعد کمیشن بٹھا کر برصغیر کی تقسیم کو گول کر دیا جائے۔ بعدازاں اس فارمولے کو قائداعظمؒ کے پاس بھیج دیا گیا۔ 8 اپریل 1944ء میں قائداعظمؒ کو اس فارمولے کی تجاویز سے آگاہ کیا گیا۔

سی، آر فارمولا کے اہم نکات

1- سی۔آر، فارمولا کی منظوری

یہ سی۔آر، فارمولا کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان سمجھوتے کی وہ بنیاد ہے جس پر گاندھی اور قائداعظمؒ متفق ہوں گے اور وہ اپنی اپنی جماعتوں سے منظور کرانے کی کوشش کریں گے۔

2- اضلاع کی حد بندی کے لیے کمیشن کا قیام

جنگ عظیم دوم ختم ہونے کے بعد ہندوستان کے شمال مشرق اور شمال مغرب میں مسلم اضلاع کی حد بندی کے لیے ایک مخصوص کمیشن قائم کیا جائے گا جو ایسے متصلہ اضلاع کی حدود کا تعین کرے گا جہاں مسلمانوں کی قطعی اکثریت ہے۔ اگر ہندو مسلم دو علیحدہ مملکتوں کے قیام کا فیصلہ ہوا تو عوام دونوں میں سے کسی ایک ریاست میں شامل ہونے کا فیصلہ کریں گے۔

3- مسلم لیگ کی عبوری حکومت میں شمولیت

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی کی حمایت کرتی ہے اور وہ اس بات پر بھی اتفاق کرتی ہے کہ وہ عبوری حکومت کے قیام میں آل انڈیا نیشنل کانگرس کے ساتھ مل کر کام کرے گی۔

4- استصواب رائے پر سیاسی جماعتوں کا مؤقف

اگر استصواب رائے کا فیصلہ ہوا تو سیاسی جماعتوں کو عوام کے سامنے اپنا اپنا موقف پیش کرنے اور انھیں اپنے حق میں قائل کرنے کے لیے مہم چلانے کا اختیار ہوگا اور وہ پورا پورا پراپیگنڈہ کرسکیں گی۔

5- حکومتی امور کے معاہدوں پر دستخط

اگر علیحدہ مملکتوں کے قیام کا فیصلہ ہوا تو دونوں فریق ریاستی اور حکومتی امور پر باہمی معاہدوں پر دستخط کریں گے۔

6- آبادی کا رضا کارانہ تبادلہ

اگر آبادی کا تبادلہ کرنا مقصود ہو تو صرف رضا کارانہ بنیادوں پر ہوگا۔

7- سی۔آر فارمولے پر عمل درآمد کی شرائط

سی۔آر فارمولے پر صرف اسی صورت میں عمل ہوگا اگر حکومتِ برطانیہ ہندوستان پر حکومت کرنے کے حق سے دستبردار جائے اور سارے اختیارات مقامی لوگوں کو منتقل ہوجائیں۔

شملہ کانفرنس 1945

(Simla Conference 1945)

سوال6: شملہ کانفرنس کا پس منظر کیا تھا؟ اس کے اہم نکات کیا تھے اور شملہ کانفرنس کیوں ناکام ہوئی؟

جواب: شملہ کانفرنس کا پس منظر

کرپس مشن ناکام ہوا تو انڈین نیشنل کانگرس کی، حکومت برطانیہ کے خلاف تحریکوں میں اور بھی زیادہ تیزی آگئی۔ گاندھی نے حکومتِ برطانیہ پر دباؤ بڑھانے کے لیے عدمِ تعاون، سول نافرمانی اور "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریکوں کا آغاز کردیا۔ عوام سے عدالتوں اور دفتروں کا بائیکاٹ کرنے کو کہا گیا اور کانگرس نے جلسے اور جلوسوں کے ذریعے عوامی قوت کا زبردست مظاہرہ کیا تاکہ برطانوی حکومت ہندوستان سے اپنا اقتدار ختم کر دے اور حکومت اکثریتی جماعت کانگرس کو منتقل کردے۔

قائداعظمؒ اور لارڈ ویول شملہ کانفرنس 1945ء

گاندھی اس سلسلے میں اتنا پُر امید تھا کہ اس نے قائدِاعظمؒ اور مسلم لیگ تک کو خاطر میں نہ لاکر حکومت برطانیہ کو جھکانے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا۔

لیکن ان کی امیدوں کے برعکس جب جنگ کا پانسہ برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے حق میں پلٹا، تو اب گاندھی نے قائدِاعظمؒ کو ساتھ ملاکر حکومت پر دباؤ بڑھانے کی کوشش کی لیکن جناح گاندھی مذاکرات میں نہ گاندھی تقسیمِ ملک پر رضامند ہوا، نہ قائدِاعظمؒ نے مطالبۂ پاکستان کے موقف میں لچک دکھائی۔

ویول پلان

ع نیا جال لائے پرانے شکاری

1943ء میں لارڈ ویول وائسرائے ہند بن کر ہندوستان آیا۔ اُس نے برصغیر کے مسائل کے حل کے لیے، حکومت کی تشکیل، مستقبل کے آئین اور اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے ایک کانفرنس بلانے کا اعلان کیا۔ اس نے 14 جون 1945ء کو اپنی ریڈیو تقریر کے ذریعے جس منصوبے کا اعلان کیا، اس کے اہم نکات درجِ ذیل تھے:

ویول پلان کے اہم نکات

(i) برِّصغیر کا آئندہ دستور

برِّصغیر کا آئندہ دستور تمام سیاسی جماعتوں کی مرضی سے بنایا جائے گا۔

(ii) گورنر جنرل کی انتظامی کونسل کی تشکیل

موجودہ انتظامی کونسل کی جگہ ایک نئی ''گورنر جنرل کی انتظامی کونسل'' بنائی جائے گی اور اس میں تمام سیاسی قوتوں کی نمائندگی ہوگی۔ اس کے ممبران میں چھے ہندو اور پانچ مسلمان ہوں گے۔

(iii) انتظامی کونسل کی صدارت

گورنر جنرل انتظامی کونسل کی صدارت کرے گا۔ کونسل کے ارکان کی نامزدگی وہ خود کرے گا اور کمانڈر انچیف کے سوا دیگر تمام ارکان کونسل کا تعلق برصغیر سے ہوگا۔

(iv) مرکز میں انتظامی کونسل کی تشکیل

مرکز میں انتظامی کونسل کی تشکیل کے بعد صوبوں میں بھی ایسی ہی انتظامی کونسلیں بنائی جائیں گی۔

شملہ کانفرنس کا انعقاد

لارڈ ویول نے اپنے اس منصوبے پر غور کرنے کے لیے سیاسی جماعتوں کے ارکان کو شملہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ یہ کانفرنس جولائی 1945ء میں بلائی گئی۔

شملہ کانفرنس میں شرکت کرنے والے ارکان

جن ارکان کو شملہ کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ ان میں اہم شخصیات یہ ہیں:

(i) کانگرس کے .... پنڈت جواہر لال نہرو، ابوالکلام آزاد، سردار بلدیو سنگھ

(ii) مسلم لیگ کے .... قائدِ اعظمؒ، لیاقت علی خان، عبدالرب نشتر

(iii) تمام صوبوں کے ......وزرائے اعلیٰ

(iv) یونینسٹ ،نیشنلسٹ اور دیگر پارٹیوں کے نمائندے شریک ہوئے۔

لارڈ ویول نے اپنے زیرِ صدارت کانفرنس کے پہلے اجلاس میں اپنے اس منصوبے کی وضاحت کر کے کانفرنس کو کامیاب بنانے کی اپیل کی۔

کانفرنس کی کارروائی

قائدِ اعظمؒ کی کانفرنس میں ثابت قدمی

وائسرائے کی ڈیفنس کونسل پر مذاکرات کا آغاز ہوا تو پانچ مسلمان وزراء کی نامزدگی کا مسئلہ درپیش ہوا۔ قائد اعظمؒ نے اصرار کیا کہ یہ پانچوں وزراء مسلم لیگ نامزد کرے گی کیونکہ وہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ کانگرس بہ ضد تھی کہ ان میں سے ایک مسلمان وزیر کانگریسی رہنما ابوالکلام آزاد ہوں گے۔ قائدِ اعظمؒ اگر یہ بات مان لیتے ،تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت نہیں ہے اور یہ بات ان کے موقف کے خلاف ہوتی۔ لارڈ ویول نے قائدِ اعظمؒ کو ابوالکلام آزاد کی بجائے پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ یونینسٹ پارٹی کے سربراہ ملک خضر حیات ٹوانہ کی نامزدگی پر متفق کرنا چاہا لیکن قائد اعظمؒ تو منوانا ہی یہی حقیقت چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی نمائندہ واحد سیاسی جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔ وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور یوں شملہ کانفرنس بے نتیجہ رہی۔

شملہ کانفرنس کے نتائج

(i) قائد اعظمؒ نے فرمایا کہ ویول پلان دراصل مسلم لیگ کے خلاف وائسرائے اور گاندھی کا پھیلایا ہوا مشترکہ جال تھا۔ اگر مسلم لیگ ویول پلان کو قبول کر لیتی تو پاکستان کا حصول کبھی ممکن نہ ہوتا۔

(ii) عام انتخابات 1945-46ء میں مسلم لیگ کی کامیابی سے قائد اعظمؒ کا موقف درست ثابت ہوا کہ مسلمان صرف مسلم لیگ کے ساتھ وابستہ تھے۔

(iii) مسلمانوں نے کانگرس، یونینسٹ پارٹی اور دیگر مسلم مذہبی جماعتوں کو مسترد کر کے مسلم لیگ کو ووٹ دے کر اپنی مکمل نمائندگی کا حق دے دیا۔

(iv) 1945-46ء کے انتخابات کے نتائج نے قائد اعظمؒ کے اس موقف پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی اور واضح کر دیا کہ برِ صغیر میں صرف مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا!
نہ ایرانی رہے باقی، نہ افغانی، نہ تورانی

عام انتخابات 46-1945ء

سوال 7: 46-1945ء کے انتخابات کا انعقاد کیوں کیا گیا؟ ان انتخابات کے نتائج سے مسلمانوں کو کس طرح فائدہ پہنچا؟

جواب: انتخابات 46-1945ء

(i) شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد حکومت برطانیہ کے لیے ضروری ہو گیا کہ وہ انتخابات کرا کے دیکھے کہ سیاسی جماعتوں کی عوام میں کیا حیثیت ہے اور برصغیر کے عوام کس جماعت کے مؤقف سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

(ii) حکومت برطانیہ نے عوامی رجحانات کا پتا چلانے کے لیے برصغیر میں انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ انتخابات میں اصل مقابلہ کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان تھا چنانچہ لارڈ ویول نے دسمبر 1945ء میں مرکزی اسمبلی اور جنوری 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔

ہندوستان کی تمام سیاسی پارٹیوں نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔

تھے اک جانب وہ مسلم لیگ کے اللہ کے شیدائی
مقابل کانگرس کے جاہ و منصب کے تمنائی

قائداعظمؒ انتخابات 46-1945 عوامی رابطہ مہم کے دوران

کانگرس کا منشور

کانگرس کا منشور یہ تھا کہ برصغیر کو تقسیم نہ کیا جائے۔

(i) ملکی تقسیم کا فارمولا

جنوبی ایشیا کو ایک وحدت کی شکل میں آزاد کیا جائے۔ ملک تقسیم کرنے کا کوئی فارمولا قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

(ii) کانگرس نمائندہ جماعت

کانگرس تمام گروہوں اور فرقوں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلمان کانگرس کے نقطۂ نظر سے متفق ہیں۔

(iii) قوم کی بنیاد

قومیں وطن سے بنتی ہیں، قوم کی بنیاد مذہب نہیں۔

مسلم لیگ کا منشور

قائدِ اعظمؒ نے دعویٰ کیا کہ ان انتخابات کو قیامِ پاکستان کے لیے عوام کا استصوابِ رائے سمجھا جائے۔ اگر مسلم لیگ اکثریت حاصل کرتی ہے تو پاکستان بننے دیا جائے ورنہ ہمارے مطالبۂ پاکستان کو عوام خود ہی مسترد کر دیں گے۔
مسلم لیگ کا موقف یہ تھا کہ:

(i) مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت

مسلم لیگ برِّصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ مسلمان کسی اور سیاسی جماعت سے وابستگی نہیں رکھتے۔

(ii) مسلمان ایک الگ قوم

مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں سے ایک الگ قوم ہیں۔

(iii) مسلم اکثریتی علاقوں میں مسلم حکومت

ہندوستان کو ''قراردادِ پاکستان'' کے مطابق تقسیم کر کے مسلم اکثریت والے علاقوں میں مسلمانوں کو اپنی حکومت قائم کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔

انتخابی مہم

(i) سیاسی جماعتوں کی انتخابی مہم

برصغیر میں تمام سیاسی جماعتوں نے زبردست انتخابی مہم چلائی۔ کانگرس نے مسلم لیگ کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا۔ کانگرس کے قائدین نے پورے ملک میں شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک انتخابی دورے کیے۔

(ii) کانگرس کا دیگر مسلم جماعتوں سے اتحاد

کانگرس نے یونینسٹ پارٹی، مجلسِ احرار، جمعیت العلمائے ہند اور دوسری مسلم جماعتوں کے ساتھ بھی انتخابی اتحاد کیے اور مسلم لیگ کا راستہ روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

(iii) مسلم لیگ کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ

مسلم لیگ اور مسلمانوں کے لیے انتخابات زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ قائدِ اعظمؒ نے بذاتِ خود بیمار ہونے کے باوجود ملک بھر کے طوفانی دورے کیے۔ ایک ایک دن میں کئی کئی جگہ عوام سے خطاب کیا اور انھیں پاکستان کی ضرورت کا احساس دلایا۔ اس سے مسلم لیگ کی مقبولیت میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ بہت سے مسلمان رہنماؤں نے ایک اسلامی مملکت قائم کرنے کی نیت سے قائدِ اعظمؒ کا بھرپور ساتھ دیا۔ مسلمان دوسری سیاسی جماعتوں سے کٹ کر مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔

(iv) قائداعظمؒ کی تقریریں

قائداعظمؒ نے اپنی تقریروں میں کھلم کھلا کانگرس کو چیلنج کیا کہ انتخابات میں مسلم لیگ، مطالبۂ پاکستان کو سچ ثابت کر دے گی اور برصغیر کے مسلمان پاکستان بنا کر ہی دم لیں گے۔ برصغیر کی مسلم عوام نے انتخابات میں بھرپور انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ مسلم طلبہ میدان میں کود پڑے۔ مسلم لیگی کارکن شہر شہر اور قریہ قریہ ٹولیوں کی شکل میں پہنچے۔

(v) مسلم لیگ کی مقبولیت میں اضافہ

مسلم شعراء، دانشوروں، ادیبوں اور صحافیوں نے عوام کی ذہن سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان دنوں ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' والی نظم بے حد مقبول ہوئی اور جلد ہی ملک کے درو دیوار ''بٹ کے رہے گا ہندوستان'' ''بن کے رہے گا پاکستان'' لے کے رہیں گے پاکستان'' اور پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کے نعروں سے گونجنے لگے۔ ہر آنے والا دن مسلم لیگ کی مقبولیت میں اضافہ کرتا گیا اور مسلم لیگ کے مؤقف کو مضبوط سے مضبوط بناتا گیا۔

انتخابات کے نتائج

مرکزی قانون ساز اسمبلی

مرکزی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کا معرکہ دسمبر 1945ء میں رونما ہوا۔ مسلم لیگ نے کسی اور سیاسی جماعت سے اتحاد نہیں کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں کانگرس کے علاوہ کئی مسلم جماعتیں بھی تھیں۔

پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے تیس (30) نشستیں مخصوص تھیں۔ ان سب نشستوں پر مسلم لیگ کے امیدوار انتخاب لڑ رہے تھے۔ کانگرس انھیں شکست دینے کے لیے بھرپور کوششیں کر رہی تھی لیکن

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

نتائج کا اعلان ہوا۔ تو مسلمانوں کی تیس کی تیس نشستیں مسلم لیگ نے حاصل کیں۔

صوبائی اسمبلی

صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات جنوری 1946ء میں ہوئے۔ ملک بھر میں مسلمانوں کے لیے 492 نشستیں

مخصوص تھیں۔ مسلم لیگ نے ان میں سے 428 نشستیں حاصل کیں۔
مسلم لیگ نے انتخابات میں سو فی صد کامیابی حاصل کر کے کانگرس کا یہ دعویٰ غلط ثابت کر دیا کہ وہ تمام ہندوستانیوں کی نمائندہ جماعت ہے۔اب قیامِ پاکستان کو روکنا دینا کسی طاقت کے بس میں نہ تھا۔

یومِ فتح

اب پاکستان کی منزلِ مقصود اور قریب آ گئی تھی۔ قائدِاعظمؒ کے کہنے پر مسلم لیگ نے اس نمایاں کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور 11 جنوری 1946ء کو یومِ فتح منایا۔
ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے)

مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کا کنونشن 1946ء

سوال 8: دہلی کنونشن 1946ء پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دہلی کنونشن 1946ء

الیکشن میں عظیم کامیابی کے بعد قائدِاعظمؒ کی زیرِ صدارت 19 اپریل 1946ء کو دہلی میں ایک تاریخ ساز کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں تمام منتخب مسلم لیگی اراکین صوبائی اور مرکزی اسمبلی کو دعوت دی گئی تھی۔ اس کنونشن میں اراکین اسمبلی نے ملکی صورتِ حال پر بہت مدلل تقریریں کیں۔ قائدِاعظمؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ”کوئی طاقت ہمیں اپنے مقاصد کے حصول سے نہیں روک سکتی۔ اُمید، حوصلہ مندی اور ایمان کی قوت سے ہم کامیاب ہوں گے“ تمام ارکانِ اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی۔ قائدِاعظمؒ نے خطبہ صدارت میں فرمایا:

”یہ کنونشن ایک مرتبہ پھر یہ اعلان کرتا ہے کہ متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر اگر کوئی دستور مسلط کرنے کی یا مرکز میں مسلم لیگ کے مطالبے کے خلاف جبراً عبوری انتظام کرنے کی کوششیں کی گئیں تو مسلمانوں کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ اپنی بقا اور قومی تحفظ کے لیے تمام ممکن طریقوں سے اس کی مخالفت کریں“۔

مسلم لیگ کنونشن کی تقریروں، قائدِاعظمؒ کی صاف گو اور بے باک گفتگو اور قرارداد کا یہ اثر ہوا کہ کابینہ مشن کے ارکان کو بھی پاکستان ناگزیر معلوم ہونے لگا۔

کنونشن میں قرارداد کی منظوری

اجلاس میں حسین شہید سہروردی نے ایک قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ اس قرارداد میں واضح کر دیا گیا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی تمام مشکلات کا حل ایک آزاد اسلامی ریاست کی تشکیل ہے جو شمال مشرقی خطے میں بنگال اور آسام اور شمال مغربی خطے میں پنجاب، صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ)، سندھ اور بلوچستان کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ہوگی۔ پاکستان بلا تاخیر قائم کر دیا جائے گا۔ اس بات کی بھی یقین دہانی کرائی جائے۔

اس قرارداد نے 23 مارچ 1940ء کی قرارداد لاہور میں پائے جانے والے اُس ابہام اور سُقم کو دُور کر دیا جو قرارداد میں ریاستوں کا لفظ استعمال کرنے سے پیدا ہو گیا تھا۔

کنونشن کا اختتام

کنونشن کے اختتام سے پہلے تمام اراکین نے قیامِ پاکستان کے لیے جدوجہد تیز کرنے اور ہر قربانی دینے کا حلف اُٹھایا۔

کابینہ مشن پلان 1946ء

(Cabinet Mission Plan 1946)

سوال 9: کابینہ مشن پلان 1946ء کے نمایاں پہلو بیان کیجیے اور اس پر سیاسی جماعتوں کا ردِ عمل کیا تھا؟

جواب: کابینہ مشن

1945ء میں انگلستان میں لیبر پارٹی کی حکومت برسراقتدار آئی تو برطانوی وزیراعظم لارڈ ایٹلی نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی اور سیاسی مسائل طے کرنے کے لیے تین برطانوی وزراء پر مشتمل کابینہ مشن بھیجا۔ یہ مشن 24 مارچ 1946ء کو دہلی پہنچا۔
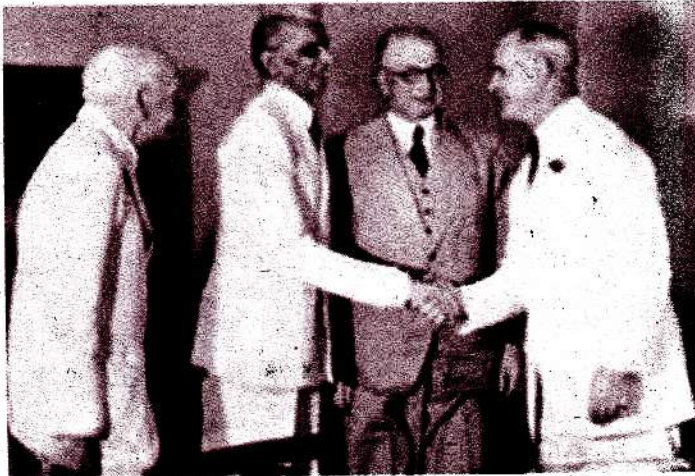
کابینہ پلان کے ارکان قائداعظمؒ کے ساتھ

کابینہ مشن کے ارکان

اس مشن میں 1- سر سٹیفورڈ کرپس 2- اے۔وی الیگزینڈر 3- سر پیتھک لارنس شامل تھے۔

مشن کے مقاصد

اس مشن کے دو مقاصد تھے کہ:

(i) ہندوستان کی دستوری حیثیت اور حکومت کی تشکیل کی جائے۔

(ii) مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرت کو کم کر کے ہندوستان کو متحدہ رکھا جائے لیکن 46-1945ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی نے ثابت کر دیا کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔

سیاسی رہنماؤں سے ملاقات

(i) کابینہ مشن پلان میں شامل ارکان نے برصغیر میں آ کر تمام سیاسی پارٹیوں کے راہنماؤں سے مذاکرات کیے۔ گورنر جنرل کی رائے لی۔ صوبوں کے گورنروں اور وزرائے اعلیٰ سے برصغیر کے مسائل کے حل کے لیے تبادلہ خیال کیا۔ کابینہ مشن کے ارکان سے مذاکرات میں برصغیر کی دونوں بڑی جماعتیں مسلم لیگ اور کانگرس اپنے اپنے مؤقف پر قائم رہیں۔ مسلم لیگ نے قیام پاکستان کو مسائل کا واحد حل قرار دیا۔ جبکہ کانگرس نے جنوبی ایشیا میں واحد قوم کی بنیاد پر ملک کی تقسیم کی شدید مخالفت کی اور دوقومی نظریے کو یکسر مسترد کر دیا۔

(ii) وزیر اعظم ایٹلی نے کابینہ مشن کو ہندوستان روانہ کرنے سے پہلے کانگرس کو خوش کرنے کے لیے پارلیمنٹ میں یہ بیان دیا کہ "کسی اقلیت کو ویٹو پاور استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور اس طرح ملکی ترقی کی راہ کو روکنے نہیں دیا جائے گا" اس بیان سے مذاکرات میں تناؤ کی کیفیت پیدا ہوئی۔
قائدِ اعظمؒ نے اس بیان کے جواب میں کہا کہ "مسلم لیگ تو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوشش کر رہی ہے اور دوقومی نظریے کی بنیاد پر آئینی مسائل کا حل چاہتی ہے"

قائدِ اعظمؒ نے وفد کے ارکان سے واضح طور پر کہا کہ:

"برصغیر ایک ملک نہیں اور نہ یہ کسی ایک قوم کا وطن ہے۔ یہاں کئی قومیں آباد ہیں اور مسلمان بھی اپنا جداگانہ تشخص رکھنے والی ایک قوم ہے اور اسے اپنے مستقبل کا تعین کرنے کا پورا پورا حق ہے"

اسلام میں قوم مذہب سے بنتی ہے وطن سے نہیں

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں

کابینہ مشن کی تجاویز

کابینہ مشن کے اراکین نے تمام متعلقہ افراد اور سیاسی جماعتوں کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کے بعد 16 مئی 1946ء کو ایک منصوبے کا اعلان کیا۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیں۔

1- برصغیر......ایک یونین

برصغیر کو ایک یونین بنا دیا جائے گا۔ جس میں کئی صوبے اور ریاستیں شامل ہوں گی۔ یہ ایک وفاق ہوگا۔ جس کے پاس دفاع، امورِ خارجہ اور مواصلات کے محکمے ہوں گے۔ باقی تمام محکمے صوبوں کے حوالے کر دیے جائیں گے، البتہ مرکز کو محصولات عائد کرنے کا اختیار ہوگا۔

2- صوبائی گروپوں کی تشکیل

تمام صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا، جو مندرجہ ذیل ہوں گے:

(i) گروپ اے ...... میں ...... بمبئی (ممبئی)، مدراس، یو۔ پی، سی۔ پی، بہار، اڑیسہ۔

(ii) گروپ بی ...... میں ...... پنجاب، سرحد (صوبہ خیبر پختونخوا)، سندھ

(iii) گروپ سی ...... میں ...... بنگال اور آسام

گروپ کی تنظیم

اس نئی نوعیت کے وفاق میں مرکزی، گروپ اور صوبائی تنظیمیں قائم کی جائیں گی۔ مرکز اور صوبوں کے اختیارات کی وضاحت کابینہ مشن کی تجاویز میں کر دی گئی۔ لیکن صوبوں کی تنظیم اور پھر ہر صوبائی تنظیم کے درمیان اختیارات اور دیگر امور کی تقسیم کا فیصلہ صوبے کی تنظیم اور گروپ کی تنظیم پر چھوڑ دیا گیا۔

اسمبلی کی نمائندگی

مرکزی قانون ساز اسمبلی اور کابینہ میں نشستیں ہر صوبے اور ریاست کے لیے اس کی آبادی کے تناسب سے مقرر کی جائیں گی۔

3- مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب

مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب صوبائی اسمبلی کے ممبران کریں گے۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی پورے ملک کے لیے آئین بنائے گی۔ مرکزی آئین بن جانے کے بعد تینوں صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین تشکیل دیں گے۔

4- عبوری حکومت

بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک عبوری حکومت فوری طور پر قائم کی جائے گی، جو آئین کی تشکیل تک تمام انتظامی امور میں بااختیار ہوگی۔ عبوری حکومت کی کابینہ تمام تر مقامی ہوگی اور اس میں کوئی انگریز ممبر نہیں ہوگا۔

صوبائی گروپ کی تبدیلی

عبوری حکومت کے قیام اور آئین کی تشکیل کے بعد اگر کوئی صوبہ اپنا گروپ تبدیل کرنا چاہے، تو اسے اس کا اختیار ہوگا۔

5- یونین سے علیحدگی

اگر کوئی ایک یا دو صوبے یونین سے علیحدہ ہونا چاہیں تو وہ ایسا کر سکیں گے۔ کابینہ پلان کے اس حصے نے گروپ بی اور گروپ سی کے مسلم اکثریتی صوبوں کو یہ حق دے دیا کہ وہ دس سال بعد مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد مسلم حکومت قائم کر سکیں گے۔

6- ویٹو۔۔ حق اِسترداد

اگر کوئی سیاسی جماعت اس منصوبے کو پسند نہ کرے تو وہ اسے رد کر سکتی ہے، لیکن اس صورت میں اسے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا حق نہ ہوگا۔

کابینہ پلان میں یہ نکتہ کانگریس کے مفاد کے لیے رکھا گیا تھا۔ مشن کا خیال تھا کہ چونکہ اس منصوبے میں مطالبہ پاکستان تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ اس لیے مسلم لیگ اسے مسترد کر دے گی اور اکیلی کانگریس ہی عبوری حکومت کی تشکیل کرے گی۔

کابینہ مشن پر سیاسی جماعتوں کا ردِ عمل

انڈین نیشنل کانگریس

کابینہ مشن کا منصوبہ منظرِ عام پر آیا تو کانگرسی سیاست دانوں نے اسے بے حد پسند کیا، ہندو خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ جو ہر لال نہرو نے کہا:

"پلان نے جناح کے پاکستان کو دفن کر دیا ہے"

ڈیلی آبزرور نے لکھا:

"پلان نے مسلمانوں کے خواب کو بکھیر کے رکھ دیا ہے، اس لیے کانگریس کو اسے قبول کر لینا چاہیے"

مسلم لیگ

منصوبے میں پاکستان کا ذکر کہیں نہ تھا، اس لیے مسلم لیگ کے ارکان مایوس ہوئے۔ قائدِ اعظمؒ نے فرمایا:

"مجھے افسوس ہے کہ مشن کے پلان میں مسلمانوں کے مطالبے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ برِ صغیر کے مسائل کا حل دو آزاد ریاستوں ہی کے قیام میں مضمر ہے"

روزنامہ ٹیلی گراف نے لکھا:

"مسلمانوں سے زیادتی کی گئی ہے حالانکہ انتخابی نتائج نے صورتِ حال کو واضح کر دیا تھا"

قائداعظمؒ کا حتمی فیصلہ

مسلم لیگ کونسل نے قائداعظمؒ کو فیصلے کا اختیار دے دیا۔ قائدِ اعظمؒ نے سب کی امیدوں کے برعکس منصوبے کی منظوری کا اعلان کر دیا اور ایک نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ منصوبے پر عمل درآمد ہو گیا تو دس سال بعد مسلمان اپنے اکثریتی صوبوں کو علیحدہ کر کے وہاں اپنی آزاد حکومت قائم کر سکیں گے۔

قائداعظمؒ کابینہ مشن کے اراکین سے مذاکرات کرتے ہوئے

قائدِاعظمؒ کی سیاسی بصیرت

قائدِاعظمؒ کی سیاسی بصیرت دیکھ کر ہندو ششدر رہ گئے اور الجھن میں پڑ گئے۔ بالآخر کانگریس نے آدھا منصوبہ منظور کر لیا۔ وہ عبوری حکومت اور آئین کی تشکیل پر تو متفق ہو گئی لیکن اس نے صوبوں کی گروپ بندی کو مسترد کر دیا کیونکہ اس طرح مسلم اکثریت والے صوبے یکجا ہو جاتے اور یہ کانگریس کو قطعاً گوارا نہ تھا۔

حکومت کا اصولوں سے انحراف

قائدِاعظمؒ نے وائسرائے ہند اور کابینہ مشن کے ارکان کو کہا کہ وہ اس پلان کو فوری طور پر نافذ کر دے کیونکہ ایک بڑی سیاسی جماعت مسلم لیگ نے پورے منصوبے کو قبول کر لیا تھا۔ اس لیے حکومت کو اسے نافذ کر دینا چاہیے تھا لیکن حکومت اپنے ہی قائم کیے ہوئے اصول سے پھر گئی اور کانگریس کی شمولیت کے بغیر عبوری حکومت بنانے پر رضامند نہ ہوئی۔

راست اقدام

قائدِاعظمؒ کو حکومت کی وعدہ خلافی کا بہت دکھ ہوا۔ انھوں نے راست اقدام کا اعلان کر دیا اور مسلم لیگ نے 16 اگست 1946ء کو "یوم راست اقدام" قرار دیا۔ لیکن حکومت ہندو نوازی پر تلی ہوئی تھی لہٰذا منصوبے کا جو حصہ کانگریس نے قبول کیا تھا، اسی پر وائسرائے نے عمل درآمد کا اعلان کر دیا اور آئین سازی اور عبوری حکومت بنانے کا فیصلہ کر لیا۔

سوال 10: کرپس مشن اور کابینہ پلان کی تجاویز کا تقابلی جائزہ پیش کیجیے۔

جواب: کرپس مشن اور کابینہ پلان کی تجاویز کا تقابلی جائزہ

کرپس مشن کی تجاویز	کابینہ مشن کی تجاویز	تقابلی جائزہ
1- ڈومینین کا درجہ: تجاویز کے مطابق جنگ کے بعد برصغیر کو نو آبادیات (Dominion) کا درجہ دیا جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہو گا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی نوع کی دخل اندازی نہ کرے گی۔ **2- محکمے:** دفاع، امور خارجہ، مواصلات وغیرہ کے تمام محکمے ہندوستانی عوام کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔ **3- متفقہ آئین:** کرپس کے اعلان کے مطابق برصغیر میں کوئی ایسا آئین نافذ نہیں کیا جائے گا جس پر تمام سیاسی پارٹیاں اتفاق نہ کریں۔ آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی کا انتخاب کیا جائے گا۔ جس کا چناؤ صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کریں گے۔ **یونین سے علیحدگی:** دستور ساز اسمبلی کا بنایا ہوا دستور ہر صوبے کو بھجوایا جائے گا اور جو صوبے آئین کو قبول نہیں کریں گے وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم رکھنے میں بااختیار ہوں گے۔ جو صوبہ الگ حیثیت برقرار رکھنا چاہے وہ اپنا دستور خود بنائے گا۔ **4- اقلیتوں کا تحفظ:** دستور ساز اسمبلی جو دستور بھی بنائے گی اسے حکومت برطانیہ اس وقت تک تسلیم نہیں کرے گی جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس میں اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، نسلی اور علاقائی حقوق کو پورا پورا تحفظ دیا گیا ہے۔	**1- ایک یونین:** برصغیر کو ایک یونین بنا دیا جائے گا۔ جس میں کئی صوبے اور ریاستیں شامل ہوں گی۔ یہ ایک وفاق ہوگا۔ جس کے پاس دفاع، امورِ خارجہ اور مواصلات کے محکمے ہوں گے۔ باقی تمام محکمے صوبوں کے حوالے کر دیے جائیں گے، البتہ مرکز کو محصولات عائد کرنے کا اختیار ہوگا۔ **2- صوبوں کی گروپ بندی:** تمام صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا، جو مندرجہ ذیل ہوں گے: (i) گروپ اے ...... میں ...... بمبئی، مدراس، یو۔پی، سی۔پی اور اڑیسہ (ii) گروپ بی ...... میں ...... پنجاب، سرحد اور سندھ (iii) گروپ سی ... میں ... بنگال و آسام کے صوبے شامل ہوں گے **گروپ کی تنظیم:** اس نئی نوعیت کے وفاق میں مرکزی، گروپ اور صوبائی تنظیمیں قائم کی جائیں گی۔ مرکز اور گروپ کی تنظیم کے اختیارات کی وضاحت کابینہ مشن نے کر دی لیکن صوبوں کی تنظیم اور پھر ہر صوبائی تنظیم کے درمیان اختیارات اور دیگر امور کی تقسیم کا فیصلہ صوبے کی تنظیم اور گروپ کی تنظیم پر چھوڑ دیا گیا۔ **3- آئین ساز اسمبلی:** مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب صوبائی اسمبلی کے ممبران کریں گے۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی پورے ملک کے لیے آئین بنائے گی۔ مرکزی آئین بن جانے کے بعد تینوں صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین تشکیل دیں گے۔ **4- عبوری حکومت:** بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک عبوری حکومت فوری طور پر قائم کی جائے گی، جو آئین کی تشکیل تک تمام انتظامی امور میں بااختیار ہوگی۔ عبوری حکومت کی کابینہ تمام تر مقامی ہوگی اور اس میں کوئی انگریز ممبر نہیں ہوگا۔ **صوبائی گروپ کی تبدیلی:** عبوری حکومت کے قیام اور آئین کی تشکیل کے بعد اگر کوئی صوبہ اپنا گروپ تبدیل کرنا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہوگا۔ **5- یونین سے علیحدگی:** اگر کوئی ایک یا دو صوبے یونین سے علیحدہ ہونا چاہیں تو وہ ایسا کر سکیں گے لیکن دس سال بعد۔ کابینہ پلان کے اس حصے نے گروپ بی اور گروپ سی کے مسلم اکثریتی صوبوں کو یہ حق دے دیا کہ وہ دس سال بعد مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد مسلم حکومت قائم کر سکیں گے۔ **6- ردّ و قبول کا حق:** اگر کوئی سیاسی جماعت اس منصوبے کو پسند نہ کرے تو وہ اسے رد کر سکتی ہے، لیکن اس صورت میں اسے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا حق نہ ہوگا۔	**1- ارکان کی تعداد:** کرپس مشن میں صرف ایک رکن تھا۔ جبکہ کابینہ مشن تین ارکان پر مشتمل تھا۔ **2- ریاستوں کا خاکہ:** دونوں مشنوں میں مستقبل کی ریاستوں کا خاکہ موجود تھا۔ لیکن کرپس مشن کے مطابق جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کرنے میں بااختیار ہوں گے۔ کابینہ مشن میں گروپ بی اور گروپ سی کی صورت میں برصغیر کی تقسیم کا واضح تصور دیا گیا۔ **3- برصغیر کی حیثیت:** کرپس مشن کی تجاویز کے مطابق برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہو گا جبکہ کابینہ مشن کی تجاویز کے مطابق برصغیر کو ایک یونین کی شکل دی جائے گی۔ **4- قائداعظمؒ / گاندھی کی تحریک:** کابینہ مشن کے بعد گاندھی نے "سول نافرمانی" اور "ہندوستان چھوڑ دو" تحریکوں کو شروع کر دیا جبکہ کابینہ مشن کے بعد قائداعظمؒ نے مسلمانوں سے یوم راست اقدام منانے کی درخواست کی۔ **5- دستوری حال:** دونوں مشنوں کا مقصد برصغیر میں بے چینی کے خاتمے کے لیے ایک ایسا دستوری حل تلاش کرنا تھا جو دونوں بڑی جماعتوں کانگرس اور مسلم لیگ کے لیے قابلِ قبول ہو۔ **6- ناکامی:** کرپس مشن نے ناکامی کی ذمہ داری خود قبول کی جبکہ کابینہ مشن نے ناکامی کا ذمہ دار سیاسی جماعتوں کو قرار دیا۔

عبوری حکومت 47-1946ء

سوال 11: کابینہ مشن پلان کے تحت بننے والی عبوری حکومت پر نوٹ لکھیے:

جواب: عبوری حکومت کی تشکیل میں بے اصولی

مسلم لیگ نے کابینہ مشن پلان پورے کا پورا قبول کر لیا تھا، لہٰذا اصولی طور پر اسے عبوری حکومت بنانا چاہیے تھی لیکن وائسرائے نے بدعہدی کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ آل انڈیا مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کانگرس دونوں کو عبوری حکومت بنانے کی دعوت دی بلکہ پنڈت نہرو کو وزیر اعظم کا عہدہ دے دیا۔

عبوری حکومت میں وزراء کی نامزدگی

وزراء کے طور پر مسلم لیگ کو پانچ اور کانگرس کو چھے افراد نامزد کرنے کے لیے کہا گیا۔ مسلم لیگ حکومت کی وعدہ خلافی اور بے اصولی سے سخت بددل اور مایوس تھی۔ جس کی وجہ سے وائسرائے کے قائدِ اعظمؒ کو پُر اصرار دعوت دینے کے باوجود حکومت سازی کی بات آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ مسلم لیگ سخت ناراض تھی۔

عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت

آخر قائدِ اعظمؒ نے مسلم لیگ کی کونسل کا ایک خصوصی اجلاس بلایا اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر حکومت سازی میں شریک ہونے سے انکار کریں گے تو کانگرس کو حکومت کی اجارہ داری حاصل ہو جائے گی اور وہ مسلمانوں پر اس طرح ظلم و ستم کرے گی۔ جس طرح اس نے کانگریسی وزارتوں کے 39-1937ء کے دور میں کیے تھے۔

نیز یہ کہ اب انگریز حکومت ہندوستان چھوڑ کر رخصت ہونے والی تھی۔ اگر ان حالات میں عبوری حکومت پر کانگرس کی اجارہ داری قائم ہو گئی، تو مسلمانوں کے لیے بے شمار مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے، لہٰذا قائدِ اعظمؒ نے وائسرائے سے گفت و شنید کے بعد راست اقدام کا فیصلہ واپس لے لیا اور مسلم لیگ نے اعلان کر دیا کہ وہ عبوری حکومت میں شریک ہو کر اپنا سیاسی کردار ادا کرے گی۔

مسلم لیگ کے نامزد وزرا

مسلم لیگ کے مندرجہ ذیل پانچ ارکان نے 26 اکتوبر 1946ء کو بحیثیت وزیر حلف اٹھایا:

1۔ نواب زادہ لیاقت علی خان — وزیر مالیات

2۔ سردار عبدالرب نشتر — وزیر رسل و رسائل

3۔ آئی آئی چندریگر — وزیر تجارت

4۔ راجا غضنفر علی خان — وزیر صحت

5۔ جوگندر ناتھ منڈل — وزیر قانون سازی

اچھوت رہنما جوگندر ناتھ منڈل کو شامل کر کے مسلم لیگ نے ثابت کر دیا کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

کانگرس کے نامزد وزرا

کانگرس کی طرف سے پنڈت نہرو، راجندر پرشاد، سردار پٹیل، راج گوپال اچاریہ، آصف علی اور جگ جیون رام کو نامزد کیا گیا۔ کانگرس نے ایک مسلمان ابوالکلام آزاد کو کابینہ میں شامل کر کے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ وہ مسلمانوں کی بھی نمائندہ جماعت ہے۔

3 جون 1947ء کا منصوبہ

سوال 12: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے پس منظر پر مختصر نوٹ لکھیں۔

جواب: لارڈ ویول کی ناکامی

لارڈ ویول بطور وائسرائے ہند نہ تو ویول پلان کو کامیاب بنا سکا اور نہ ہی کابینہ مشن پلان کو، صرف کانگرس کو خوش کرنے کے لیے کابینہ مشن کے آدھے پلان پر عمل ہو رہا تھا۔ صوبوں کی گروپ بندی چھوڑ کر عبوری حکومت اور آئین سازی کا کام شروع ہوا۔ قائداعظمؒ نے مصلحت کے تحت عبوری حکومت میں تو شمولیت کر لی لیکن آئین سازی کا بائیکاٹ کر دیا، کیونکہ وہ پورے منصوبے کا نفاذ چاہتے تھے۔ اس سے آئین سازی کا عمل جاری نہ رہ سکا۔ آخر حکومت برطانیہ نے تنگ آ کر اس منصوبے کی بجائے ایک نئی راہ اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ

کسی "منصوبے" کو "تکمیل" تک لانا نہ ہو ممکن
تو اس کو خوب صورت موڑ دے کر چھوڑنا اچھا

لارڈ ماؤنٹ بیٹن...... آخری وائسرائے ہند

چنانچہ اقتدار کی منتقلی کے اِن آخری مراحل کو طے کرنے کے لیے، مارچ 1947ء میں لارڈ ویول کی جگہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو وائسرائے ہند بنا کر بھیجا گیا۔ چنانچہ برطانوی وزیر اعظم لارڈ ایٹلی نے 20 فروری 1947ء کو یہ اعلان کر دیا کہ حکومتِ برطانیہ جون 1948ء تک ہندوستان کو آزاد کر کے اقتدار مقامی سیاسی رہنماؤں کے حوالے کر دے گی۔

سیاسی قائدین سے مذاکرات

آخرکار برطانوی حکومت نے برصغیر سے اپنے اقتدار کو ختم کرنے کی حتمی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ برطانوی وزیراعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو خصوصی ہدایات دے کر برصغیر بھیجا تاکہ وہ یہاں اقتدار کی منتقلی کے لیے سیاسی رہنماؤں سے مذاکرات کرے۔ اُس نے آتے ہی مسلم لیگ اور کانگریس کے رہنماؤں سے مذاکرات شروع کر دیے۔ اُس نے دیسی ریاستوں کے نوابوں اور راجاؤں سے بھی ملاقاتیں کیں۔

قائداعظمؒ اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن 3 جون 1947ء کو تقسیم کے منصوبے پر تبادلۂ خیال کرتے ہوئے

تقسیم کے اصول

لارڈ ماؤنٹ بیٹن اس نتیجے پر پہنچا کہ تقسیم کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ تقسیم کے اصول مقرر کیے جائیں۔ کانگرسی رہنما دوقومی نظریے کو حقیقت سمجھنے لگے۔

ماؤنٹ بیٹن کے نہرو خاندان سے مراسم

ماؤنٹ بیٹن اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے نہرو خاندان سے قریبی مراسم تھے اور وہ ماؤنٹ بیٹن کو اپنا ہمدرد اور دوست سمجھتے تھے۔ کانگریسی لیڈر تقسیم ملک پر رضامند نہ تھے لیکن وائسرائے نے کانگریس کو یہ کہہ کر آمادہ کر لیا کہ مسلمانوں کو ایسا کمزور اور کٹا پھٹا اور لُولہ لنگڑا پاکستان دیا جائے گا، جو زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا اور پھر بھارت میں شامل ہونے کے لیے تمھاری منتیں کرے گا۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی کانگرسی راہنماؤں کو یقین دہانی

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کانگرسی راہنماؤں کو درپردہ یقین دلایا کہ ملک کی تقسیم کانگرس کی مرضی کے مطابق طے کی

جائے گی اور اُن کی شرائط کو اہمیت دی جائے گی۔ اس وجہ سے کانگرسی لیڈر تقسیم کی مخالفت سے گریز کرنے لگے۔

منصوبے کی منظوری

کانگرس کی ملی بھگت کے نتیجے میں تیار ہونے والے منصوبے کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن منظوری کے لیے برطانیہ لے گیا اور اس کی منظوری حاصل کر لی۔ ماؤنٹ بیٹن نے اپنا یہ وعدہ پورا کر دکھایا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان قائم ہے اور انشاء اللہ قائم رہے گا۔

کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے برطانیہ سے واپس آ کر ایک کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں اُس نے برصغیر کی بڑی سیاسی جماعتوں مسلم لیگ اور کانگرس کے راہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی۔

کُل جماعتی کانفرنس کے راہنما

اس کُل جماعتی کانفرنس میں قائداعظمؒ، لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر، پنڈت نہرو، سردار پٹیل، اچاریہ کرپلانی اور بلدیو سنگھ نے شرکت کی۔ وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کانفرنس میں تقسیم کے منصوبے کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی۔ بعدازاں ہر جماعت کے لیڈروں سے علیحدہ علیحدہ گفت و شنید کی۔

کانفرنس کا دوسرا اجلاس

3 جون، 1947ء کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا اور تمام سیاسی راہنماؤں نے اس منصوبے کو منظور کر لیا۔ اگرچہ تقسیم کے اس منصوبے میں مسلمانوں سے وعدہ خلافی کی گئی تھی اور کانگرسی راہنماؤں کو خوش کرنے کے لیے منصوبے میں مسلمانوں سے ناانصافی کی گئی تھی لیکن قائداعظمؒ نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس منصوبے کو قبول کر لیا۔ دونوں بڑی جماعتوں مسلم لیگ اور کانگرس کے نمائندوں نے ریڈیو پر پُرجوش تقریریں کیں۔ قائداعظمؒ نے اپنی تقریر کا اختتام پاکستان زندہ باد کے نعرے پر کیا۔

سوال 14: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات کیا تھے؟ اور ان پر کس طرح عمل درآمد ہوا؟

جواب: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات

قائدِاعظمؒ کا دو مملکتوں کا اصولی موقف تسلیم کر کے بالآخر انگریز حکومت نے تقسیمِ ملک کا فیصلہ کر لیا اور صوبوں کی تقسیم اور ریاستوں کے الحاق وغیرہ کے متعلق طریقۂ کار طے کر لیا گیا 3 جون کے منصوبے کے اہم نکات مندرجہ ذیل تھے:

1- صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال

صوبہ پنجاب اور بنگال کی صوبائی اسمبلیوں کی مسلم اکثریت اور غیر مسلم اکثریت کے اضلاع کے نمائندے کثرت رائے سے یہ فیصلہ کریں گے کہ وہ اپنے صوبوں کی تقسیم چاہتے ہیں کہ نہیں۔ اگر کسی ایک گروپ نے بھی تقسیم کے حق

میں فیصلہ کیا تو سرحدوں کا تعین کرنے کے لیے ایک حد بندی کمیشن مقرر کیا جائے گا۔

2- شمالی مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا)

شمالی مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا) کے عوام استصواب رائے سے براہ راست پاکستان یا ہندوستان میں شمولیت کا فیصلہ کریں گے۔ گورنر جنرل صوبائی حکومت کے تعاون سے استصواب رائے کرائے گا۔ استصواب رائے سے بننے والی حکومت قبائلی علاقوں کے سیاسی مسائل خود طے کرے گی۔

3- صوبہ سندھ

صوبہ سندھ کے ممبران صوبائی اسمبلی کو یہ حق دیا گیا کہ وہ چاہیں تو پاکستان میں شامل ہو جائیں، چاہیں تو بھارت میں۔ سندھ اسمبلی کے یورپین ممبران کو اپنی رائے کے اظہار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

4- صوبہ بلوچستان

بلوچستان کو صوبائی درجہ حاصل نہ تھا لہٰذا وہاں کے شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے ارکان کو پاکستان یا ہندوستان میں شمولیت کا اختیار دیا گیا۔ سرکاری ارکان کو رائے شماری میں شامل نہیں کیا گیا۔

5- ضلع سلہٹ

صوبہ آسام کا ضلع سلہٹ مسلم اکثریتی علاقہ تھا۔ وہاں پاکستان یا ہندوستان میں شامل ہونے کے لیے عوام سے ریفرنڈم (استصوابِ رائے) کرانے کا فیصلہ کیا گیا اور صوبہ بنگال کی دو حصوں میں تقسیم کے بعد استصواب رائے کرائے جائے گا۔ اگر عوام کی اکثریت نے مشرقی بنگال کے حق میں فیصلہ دیا تو وہ پاکستان کا حصہ بن جائے گا۔

6- غیر مسلم اکثریتی صوبے

آسام کے ایک ضلع سلہٹ میں اکثریت مسلمانوں کی تھی۔ باقی صوبہ آسام ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ یو۔ پی، سی۔ پی، بمبئی، بہار اور اڑیسہ وغیرہ غیر مسلم اکثریت والے صوبے تھے انھیں ہندوستان میں شامل کرنے کا فیصلہ ہوا۔

7- دیسی ریاستیں

انگریزی عہدِ حکومت میں برِصغیر میں چھوٹی بڑی 635 ریاستیں تھیں۔ ان کے راجا اور نواب داخلی طور پر خود مختار تھے۔ ان میں اہم ریاستیں جموں و کشمیر، کپورتھلہ، بیکانیر، حیدرآباد دکن، سوات، دیر، پٹیالہ، بہاولپور اور جونا گڑھ شامل تھیں۔ ان ریاستوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنی جغرافیائی حیثیت اور مقامی حالات کو پیشِ نظر رکھ کر پاکستان یا ہندوستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کرلیں۔

3 جون 1947ء کے منصوبے پر عمل

صوبہ پنجاب کی تقسیم

صوبہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ چنانچہ صوبہ پنجاب کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس مقصد کے لیے ایک انگریز وکیل ریڈکلف کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا۔ کمیشن میں کانگرس اور مسلم لیگ کی طرف سے دو دو ارکان شامل تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے دو مسلم جج جسٹس شاہ دین اور جسٹس محمد منیر اور کانگرس کی طرف سے دو غیر مسلم جج جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ کمیشن کے رکن مقرر کیے گئے۔ ریڈکلف ایک بے حد بددیانت شخص تھا۔ اُس نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے زیرِ اثر صوبے کی تقسیم میں غیر منصفانہ فیصلے کیے۔ اس نے تمام فیصلے کانگرس کی مرضی کے مطابق کیے اور کئی مسلم اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل کر دیے۔ مثلاً ضلع گورداسپور بھاری مسلم اکثریت والا ضلع تھا۔ لیکن ریڈکلف نے انتہائی بے ایمانی سے کام لیتے ہوئے اُس کی تین تحصیلیں بھارت میں شامل کر دیں۔ ضلع فیروز پور اور ضلع جالندھر کے مسلم اکثریت والے علاقے پاکستان میں شامل نہ کیے اور مادھو پور ہیڈ ورکس بھی بھارت کو دے دیا۔

قائدِ اعظمؒ انتہائی بااصول آدمی تھے۔ وہ چونکہ ریڈکلف کو ثالث مان چکے تھے اس لیے انھوں نے اس فیصلے کو غلط اور ظالمانہ سمجھنے کے باوجود تسلیم کر لیا۔

(i) صوبہ بنگال کی تقسیم

صوبہ بنگال کی تقسیم کے لیے ایک حد بندی کمیشن بنایا گیا۔ جس کا سربراہ بھی سر ریڈکلف تھا۔ کمیشن میں مسلمانوں کی جانب سے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور جسٹس ایس۔ اے۔ رحمان جبکہ غیر مسلموں کی طرف سے جسٹس سی۔ سی۔ بسواس اور جسٹس بی۔ اے مکرجی شامل تھے۔ بنگال کے مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں کی حد بندی کی گئی تو وہاں بھی پنجاب کی طرح بے ایمانی سے کام لیا گیا اور کئی مسلم اکثریتی علاقے بھارت کے حوالے کر دیے گئے۔ مسلم اکثریتی اضلاع جن میں کلکتہ، مرشد آباد اور رندیا کے علاقے بھارت کو سونپ دیے گئے۔ البتہ صوبہ بنگال کا مشرقی حصہ پاکستان میں شامل کر دیا گیا۔

(ii) شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا)

شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا) میں ریفرنڈم کروایا گیا۔ عوام کی اکثریت نے پاکستان میں شامل ہونے کے حق میں رائے دی۔ اس صوبے میں آل انڈیا مسلم لیگ کو تاریخ ساز کامیابی حاصل ہوئی۔ مسلم لیگی راہنماؤں سردار عبدالرب نشتر، خان عبدالقیوم خاں اور پیر مانکی شریف نے صوبے بھر میں طوفانی دورہ کیا جس کے

بہت اچھے نتائج نکلے۔اس طرح شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا) پاکستان میں شامل ہو گیا۔

(iii) سندھ کی تقسیم

سندھ اسمبلی کے ارکان نے بھاری اکثریت سے پاکستان میں شامل ہونے کے لیے ووٹ دیا اس طرح سندھ کو بھی پاکستان میں شامل کر دیا گیا۔

(iv) بلوچستان کی تقسیم

کوئٹہ میونسپلٹی کے ممبران اور شاہی جرگے نے اتفاق رائے سے قائداعظمؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پاکسان میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ قاضی محمد عیسیٰ، نواب محمد خاں جوگیزئی اور میر جعفر خاں جمالی نے پاکستان کے حق میں زبردست تحریک چلائی۔نواب آف قلات کی بھرپور حمایت سے بلوچستان پاکستان میں شامل ہو گیا۔

(v) ضلع سلہٹ

ضلع سلہٹ میں پاکستان میں شمولیت کے لیے ریفرنڈم کرایا گیا۔ مسلم لیگ نے اس تحریک میں بھرپور مہم چلائی۔ تحریک پاکستان میں مولانا بھاشانی، چودھری فضل القادر اور عبدالصبور خاں جیسے راہنماؤں نے دن رات محنت کی۔عوام نے استصواب رائے میں پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا اور اس طرح سلہٹ پاکستان کا حصہ بن گیا۔

(vi) غیر مسلم اکثریتی ریاستیں

آسام، یو۔پی، سی۔پی، مدراس، بمبئی (ممبئی)، بہار اور اڑیسہ کی ریاستوں میں غیر مسلموں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ تھی۔لہٰذا ان ریاستوں کو ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔

(vii) دیسی ریاستیں

برصغیر میں دیسی ریاستوں کی تعداد 635 تھیں ان ریاستوں کے حاکم نواب اور راجا تھے۔ان ریاستوں کے حکمرانوں نے اپنے حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے از خود پاکستان اور بھارت سے الحاق کر لیا۔ریاست جموں و کشمیر، ریاست حیدر آباد دکن، ریاست جونا گڑھ، منگرول اور ریاست مناوادر کا کسی ملک سے الحاق کا فیصلہ نہ ہو سکا۔بعد ازاں بھارت نے فوج کشی کر کے ان ریاستوں پر قبضہ جما لیا۔ریاست جموں و کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت تھی باقی ریاستوں میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی اس لیے پاکستان نے صرف مسلم اکثریتی ریاست جموں و کشمیر کے پاکستان میں شمولیت کے لیے آواز بلند کی۔ پاکستان کا مؤقف تھا کہ ریاست جموں و کشمیر کے عوام کے حق خود ارادیت کا احترام کیا جائے اور ریاست کے مستقبل کا فیصلہ اُن کی مرضی سے کیا جائے۔انشاءاللہ کشمیر آزاد ہو کر پاکستان سے الحاق کرلے گا کیونکہ

کشمیر کو سب اہلِ جہاں کہتے ہیں جنت
جنت کسی کافر کو ملی ہے نہ ملے گی

تقسیم اور تخلیق پاکستان 1947

سوال 15: قانونِ آزادیٔ ہند کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: قانونِ آزادیٔ ہند کی منظوری

18 جولائی 1947ء کو برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستان کو تقسیم کرنے کا قانون منظور کیا۔ جو "قانونِ آزادیٔ ہند" کہلایا۔ یہ قانون 3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت تیار کیا گیا تھا اس قانون کے تحت پاکستان اور ہندوستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے۔ 14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے روپ میں دنیا کے نقشے پر ابھرا اور 15 اگست 1947ء کو بھارت کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور قائداعظمؒ جیسے بے لوث راہنماؤں کی جدوجہد سے پاکستان دُنیا کے نقشے پر اُبھرا اور یوں علامہ محمد اقبالؒ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ پاکستان ہندوؤں کی بے شمار مخالفتوں کے باوجود دُنیا کے نقشے پر چاند بن کر اُبھرا۔ ماشاء اللہ روز بروز ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے اور انشاءاللہ قیامت تک قائم رہے گا۔

ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام

(British Colonialism in India)

سوال 16: ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام کا حال بیان کیجیے۔

جواب: (i) نوآبادیاتی نظام

یورپی اقوام نے ایشیا اور افریقہ کے کئی ملکوں پر اپنا اقتدار قائم کر کے ایک نیا نظام قائم کیا اِس نظامِ حکومت کو نوآبادیاتی نظام کہتے ہیں۔ غیر ملکی حکمرانوں کے مفادات کی حفاظت اور فروغ کے لیے نوآبادیاتی نظام قائم کیا جاتا ہے۔

نوآبادیاتی نظام قائم کرنے کا مقصد

نوآبادیاتی نظام کے قائم کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں پر اپنا اقتدار قائم کر کے وہاں کے وسائل کو اپنے استعمال میں لایا جائے۔ یورپی اقوام نے ان ممالک کو اپنے تیار کردہ سامان کی کھپت کے لیے منڈی کے طور پر استعمال کیا اور ان علاقوں کی ترقی کے لیے کوئی کام نہیں کیا۔ جس سے عام آدمی کی اقتصادی حالت بہت خراب ہوگئی۔

(ii) واسکوڈے گاما کی جنوبی برصغیر کی بندرگاہ کالی کٹ آمد

واسکوڈے گاما ایک پرتگالی جہاز ران تھا۔ وہ 1948ء میں راس اُمید کا چکر لگا کر مشرقی افریقہ کے ساحل پر پہنچا۔ وہاں سے وہ جنوبی برصغیر کی بندرگاہ کالی کٹ ایک عرب جہاز ران کی مدد سے پہنچا۔ کالی کٹ کے ہندو راجا نے پرتگالی جہاز رانوں کی خوب خاطر تواضع کی اور تجارتی مراعات دیں۔ پرتگالیوں نے برصغیر میں آباد ہونا شروع کر دیا اور قلعہ بندیاں کر کے لوٹ کھسوٹ شروع کردی۔

یورپی اقوام کی دوسرے براعظموں میں آمد

پرتگالیوں کو دولت سمیٹتے دیکھ کر یورپ کی دوسری اقوام مثلاً ولندیزی، ہسپانوی، فرانسیسی اور انگریزوں کی بھی دوسرے براعظموں میں آمد شروع ہوگئی۔ یہ یورپی اقوام تجارت کی غرض سے برصغیر آئی تھیں۔ مگر انھوں نے مقامی آبادیوں کو لوٹا پھر آہستہ آہستہ قلعہ بندیاں کر کے اپنے قدم مضبوطی سے جمانے شروع کر دیے اور انھوں نے اپنی نوآبادیات قائم کرلیں۔ اس طرح افریقہ اور ایشیا کے مسلمانوں کی غلامی کا دور شروع ہوا۔

(iii) برصغیر میں نوآبادتی نظام

واسکوڈے گاما کی برصغیر میں آمد کے بعد یورپی تاجر یہاں آنا شروع ہو گئے۔ سولھویں صدی عیسوی میں برصغیر کے مقامی حکمرانوں کی فوجی قوت بہت کمزور تھی اور یہ آپس میں اختلافات کا شکار تھے اس بنا پر پُرتگالیوں نے گوا (بھارت) اور قرب و جوار کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ مقامی حکمران پُرتگالیوں کی سازشوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔ پُرتگالیوں نے ان علاقوں کے باشندوں پر بہت ظلم وستم کیے اور لوٹ مار شروع کر کے خوب دولت اکٹھی کی۔

(iv) فرانسیسیوں کی تجارت کی غرض سے برصغیر آمد

پُرتگالیوں کی طرح یورپ کی کئی دوسری اقوام نے بھی برصغیر سے تجارت شروع کردی۔ جن میں انگریز اور فرانسیسی قابلِ ذکر ہیں۔ فرانسیسی بھی تجارت کی غرض سے برصغیر میں وارد ہوئے انھوں نے پانڈی چری (بھارت) کے ساحلی علاقے میں قدم جمانے شروع کر دیے اور انگریزوں کی طرح قلعہ بندیاں قائم کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ فرانسیسی برصغیر میں انگریزوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ انگریزوں نے مقامی حکمرانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برصغیر کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کرلیا اور فرانسیسیوں کو برصغیر سے نکال دیا اور وہ اپنے اقتدار کو تیزی پروان چڑھانے لگے۔

(v) برطانوی نوآبادیاتی نظام

برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغل بادشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں سے برصغیر میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی اور اس نے (سورت) کے مقام پر ایک تجارتی کوٹھی قائم کی۔ بعد میں انھوں نے چنائی (بھارت) کے ساحل پر مزید تجارتی کوٹھیاں قائم کرلیں۔

انگریزوں کے نوآبادیاتی اقتدار میں اضافہ

اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں انگریزوں نے مقامی حکمرانوں کی نا چاقی اور کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برصغیر کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

جنگ پلاسی

برصغیر میں انگریزوں کے نوآبادیاتی اقتدار میں تیزی سے اضافہ جنگِ پلاسی سے ہوا۔ 1757ء کی جنگ پلاسی میں انگریزوں نے میر جعفر کو اپنے ساتھ ملا کر بنگال کے حکمران نواب سراج الدولہ کو شکست دی اور بنگال پر عملاً اُن کا قبضہ ہوگیا۔

بکسر کی لڑائی

1764ء میں جنگ پلاسی میں انگریزوں نے شاہ عالم ثانی اور میر قاسم کو شکست دے کر اودھ اور بنگال پر مکمل قبضہ کر لیا۔

(vii) حیدر علی کی انگریزوں کے خلاف جدوجہد

میسور کی طاقت ور مسلمان ریاست کے حکمران حیدر علی نے انگریزوں کی بڑھتی ہوئی قوت کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ حیدر علی کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے سلطان فتح علی خاں ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف جدوجہد مرتے دم تک جاری رکھی۔

میسور کی چوتھی لڑائی میں ٹیپو سلطانؒ کی شہادت

انگریزوں نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں سے سازشیں کر کے 1799ء میں میسور کی چوتھی لڑائی میں سلطان ٹیپوؒ کو شہید کر دیا۔ انگریزوں نے سلطان ٹیپوؒ کی شہادت کے بعد نہ صرف میسور کے علاقے پر قبضہ کر لیا بلکہ اُن کا اقتدار برصغیر کے دوسرے علاقوں تک پھیل گیا۔ انگریز انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک برصغیر کے مغربی علاقوں پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) تک قابض ہو چکے تھے۔

مسلمانوں کی باہم کشمکش سے

قدم انگریز نے آ کر جمائے

(viii) برصغیر میں برطانوی نوآبادیاتی نظام کا خاتمہ

برصغیر کے باشندوں نے اپنی آزادی اور خودمختاری بحال کرنے کے لیے 1857ء میں انگریزوں کے خلاف

جدوجہد کر کے اُن کی حکومت ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر ان کی کمزور منصوبہ بندی، تنظیم کے فقدان اور محدود وسائل کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اس طرح برصغیر کو حکومت برطانیہ کے براہِ راست کنٹرول میں دے دیا گیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو 1858ء میں ختم کر دیا گیا۔ برصغیر میں حکومت برطانیہ کا نوآبادیاتی نظام 1947ء تک قائم رہا۔ 14 اگست، 1947ء کو برصغیر میں برطانوی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اس طرح پاکستان اور بھارت دو آزاد ممالک کے طور پر دنیا کے نقشے پر اُبھرے۔

انگریزوں کی حکمت عملی

1- برصغیر سے خام مال کی فراہمی

برطانیہ میں صنعتی اداروں کے لیے برصغیر سے خام مال کی فراہمی۔

2- برطانوی معیشت کو مضبوط کرنا

دنیا میں اپنی معاشی طاقت کو منوانے کے لیے برطانوی معیشت کو مضبوط کرنا۔

3- برصغیر میں برطانوی اشیا کی فروخت

برطانوی صنعتی اداروں کی تیار شدہ اشیا کی کھپت کے لیے برصغیر کو ایک بڑی منڈی کے طور پر استعمال کرنا۔

4- انگریزوں کو بطور برتر قوم روشناس کرانا

دنیا بھر میں برطانیہ کو ایک بڑی فوجی طاقت کے طور پر منوانا اور انگریزوں کو ایک برتر قوم کے طور پر روشناس کرانا۔

5- برصغیر میں اپنے اقتدار کو طول دینا

تقسیم کرو اور حکومت کرو کے فارمولے کے تحت مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلافات پیدا کر کے اپنے اقتدار کو بڑھانا۔

سوال 17: قیامِ پاکستان میں قائداعظمؒ کا کردار بیان کیجیے۔

جواب: قیامِ پاکستان میں قائداعظمؒ کا کردار

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قائداعظمؒ کی شخصیت

قائداعظم محمد علی جناحؒ نہایت مخلص اور پُرعزم قائد تھے۔ آپؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے

آزادی کے حصول کے لیے جدوجہد کی۔ قائداعظمؒ نے انگریزوں اور ہندوؤں کو تقسیم ہند کے لیے مجبور کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں کا علیحدہ وطن پاکستان قائم ہوا۔

پیدائش

قائداعظم محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد پونجا جناح کاروبار کرتے تھے۔

تعلیم

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ آپؒ کو دس سال کی عمر میں سندھ مدرسہ ہائی سکول کراچی میں داخل کروا دیا گیا۔ آپؒ 1892ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان تشریف لے گئے۔ آپؒ نے لنکن اِن کالج لندن سے قانون کا امتحان پاس کیا۔ آپؒ نے 1896ء میں واپس آ کر بمبئی میں قانون کی پریکٹس شروع کر دی اور جلد ہی چوٹی کے وکیل بن گئے۔

سیاست میں حصہ

قائداعظمؒ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ آپؒ کانگرس اور انجمن اسلام بمبئی کے اجلاسوں میں شرکت کرتے تھے۔ آپؒ نے 1906ء میں کانگرسی اجلاس کلکتہ میں بمبئی کے مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی۔ آپؒ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔

مسلم لیگ میں شمولیت

قائداعظمؒ نے 1913ء میں سید وزیر حسن اور مولانا محمد علی جوہر کے کہنے پر کانگریس کو خیر باد کہہ کر مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کی۔ قائداعظمؒ کے مسلم لیگ میں شامل ہونے سے اس میں ایک نئی زندگی آ گئی۔ قائداعظمؒ نے اپنی اعلیٰ سیاسی بصیرت اور قیادت سے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی فعال جماعت بنا دیا اور برطانوی استعمار کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔

وفات

قائداعظمؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔ آپ پاکستان کو ایک فلاحی ملک بنانے کا عزم رکھتے تھے مگر زندگی نے مہلت نہ دی اور آپ 11 ستمبر 1948ء کو کراچی میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' آپؒ کراچی میں دفن ہوئے۔

قائداعظمؒ بطور سفیرِ امن

قائداعظمؒ کی کوشش سے 1916ء میں میثاق لکھنؤ کی دستاویز تیار کی گئی۔ جس کے تحت مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں قومیں متحد ہو گئیں۔ میثاق لکھنؤ کے تحت قائداعظمؒ نے مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق تسلیم کرا لیا اور یوں آپؒ نے ''سفیرِ امن'' کا خطاب پایا۔

2- برطانیہ میں نئی آئینی دستوری اصلاحات

قائداعظمؒ نے 1913ء میں ہندو راہنما گوکھلے کی مدد سے برطانیہ میں نئی آئینی اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ پھر اس کے بعد 1919ء کی مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے لیے قائداعظمؒ کی کوششوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

3- رولٹ ایکٹ 1919ء

سر سڈنی رولٹ نے 1919ء میں رولٹ ایکٹ کے نام سے ایک ایکٹ پاس کیا اس ایکٹ کے تحت انتظامیہ کو لامحدود اختیارات حاصل تھے۔ شہریوں کے بنیادی حقوق پامال کیے گئے تھے۔ ہندوستانی شہریوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے شروع کر دیئے تو مسٹر جناح نے اس ایکٹ کی سخت مخالفت کی اور اسے کالا قانون قرار دیا اور بطور احتجاج کونسل کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ قائداعظمؒ نے حکومتِ برطانیہ سے کہا کہ جو قوم امن کے زمانے میں کالے قانون بناتی ہے وہ مہذب قوم نہیں ہوسکتی۔

4- قائداعظمؒ کی ہندو مسلم اتحاد کی کوشش

قائداعظمؒ نے ہندو مسلم اتحاد کی خاطر 1927ء میں تجاویزِ دہلی میں جداگانہ انتخاب کے حق سے دستبردار ہو کر کانگرس سے تعاون کرنے کا عندیہ دیا جو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ دہلی تجاویز کا ابتدا میں کانگریس نے خیر مقدم کیا۔ مگر نہرو رپورٹ میں ان تجاویز کا جو حشر ہوا۔ اس نے ہندو مسلم اتحاد کے خواب کو منتشر کر دیا اور قائداعظمؒ کو کہنا پڑا کہ "اب ہمارے اور ان کے راستے جدا جدا ہو گئے ہیں۔"

5- نہرو رپورٹ 1928ء اور قائداعظمؒ کے چودہ نکات

نہرو کمیٹی نے مسلمانوں کے مسائل کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ یہ رپورٹ اگست 1928ء میں شائع کر دی گئی۔ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے تمام مطالبات کو مسترد کر دیا گیا۔ مسلم لیگ نے نہرو رپورٹ کے جواب میں قائداعظمؒ کے چودہ نکات پیش کیے۔ اس طرح دونوں جماعتوں کے موقف جدا جدا ہو گئے۔ جس سے مسلمانوں کی منزل متعین ہوگئی۔

6- گول میز کانفرنسیں 31-1930ء

پہلی گول میز کانفرنس 12 نومبر 1930ء کو شروع ہوئی اور 19 جنوری 1931ء کو ختم ہوئی۔ 1930ء میں حکومت برطانیہ نے گول میز کانفرنس بلائی تو محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے اس میں شرکت کی لیکن کانفرنس ناکام ہوگئی کیونکہ ہندو چاہتے تھے کہ حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہو اور مسلمان ان کے محکوم بن کر رہیں۔ آپؒ نے ان کانفرنسوں میں شرکت کر کے مسلمانوں کے قومی تشخص کو برقرار رکھا۔

7- مسلم لیگ -- 36-1935ء

تحریک خلافت کے بعد مسلم سیاست میں بے حسی اور مایوسی پھیل گئی تھی۔ 36-1935ء میں ایک طرف مسلم لیگ مردہ ہو چکی تھی دوسری طرف ہندو فرقہ پرست بہت تیز ہو گئے تھے۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کو دوبارہ زندہ کیا اور ہندو مسلم اتحاد کی بھرپور کوشش شروع کر دی۔ آپؒ نے مسلم لیگ کو متحرک کر کے تحریک آزادی کو آگے بڑھایا۔

8- کانگرسی وزارتوں کی تشکیل اور یوم نجات

1937ء میں کانگرس نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور اُس نے 11 میں سے 7 صوبوں میں اپنی وزارتیں قائم کیں۔ کانگرسی دورِ حکومت میں مسلمانوں کو معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے ختم کرنے کی کوششیں گئیں۔ قائداعظمؒ نے اپنی سیاسی بصیرت سے اِن سازشوں کا جواں مردی سے مقابلہ کیا اور بالآخر کانگرس نے برطانوی حکومت کو بلیک میل کرنے کی غرض سے وزارتوں سے استعفیٰ دے دیا۔ قائداعظمؒ کی اپیل پر مسلمانوں نے 22 دسمبر، 1939ء کو یومِ نجات منایا۔ یومِ نجات کے اعلان اور اُس پر عوام کے ردِّعمل نے ثابت کر دیا کہ کانگرس ہندوستان کی نمائندگی کا جو دعویٰ کرتی ہے وہ سراسر باطل ہے۔

9- قائداعظمؒ بطور متفقہ لیڈر

اکتوبر 1937ء میں لکھنؤ میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائداعظمؒ کو متفقہ طور پر مسلمانوں کا لیڈر تسلیم کر لیا گیا جس کے بعد قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کو متحرک کرنے کے لیے ملک بھر میں ہنگامی دورے کیے۔

10- قائداعظمؒ اور دو قومی نظریہ

قائداعظمؒ نے 1940ء میں منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں مسلم لیگ کے اجلاس میں اپنے خطاب میں دو قومی نظریے کی خوب وضاحت کی، آپؒ نے فرمایا کہ برصغیر میں اسلام اور ہندومت دو الگ الگ مذہب ہیں اور مسلمان ایک اقلیت نہیں بلکہ ایک الگ قوم ہیں۔ یہی دو قومی نظریہ پاکستان کی بنیاد بنا۔

11- قائداعظمؒ کی مفاہمتی کوششیں

قائداعظمؒ نے 1940ء سے 1945ء کے درمیانی عرصہ میں ایک طرف حکومت برطانیہ اور سیاسی جماعتوں کے درمیان اور دوسری طرف مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت اور ہندو مسلم اتحاد کے لیے کئی کوششیں کیں اس مقصد کے لیے آپؒ نے کرپس مشن، جناحؒ، گاندھی مذاکرات اور شملہ کانفرنس میں شرکت کی۔

12- انتخابات 46-1945ء

قائداعظمؒ نے الیکشن کے دوران پورے ہندوستان کے دورے کیے مسلم لیگ کے مقاصد اور قیامِ پاکستان کی

ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ خواتین، طلبا، علماء اور دیگر لوگوں نے قائد اعظمؒ کا بھرپور ساتھ دیا۔ آپؒ کی انتھک محنت اور کوشش سے 46-1945ء کے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلم لیگ نے بے مثال کامیابی حاصل کی۔ مسلم لیگ نے "مطالبۂ پاکستان" کو بنیاد بنا کر انتخابات میں حصہ لیا آپؒ نے انگریزوں اور ہندوؤں کی سازشوں کا خاتمہ کر دیا۔

قیامِ پاکستان

آخر کار لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے 3 جون، 1947ء کو تقسیم کا منصوبہ پیش کر کے قیامِ پاکستان کی حامی بھر لی اور 14 اگست، 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔

ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے
اس دیس کو رکھنا مرے بچو سنبھال کے

مشقی سوالات

(حصہ اوّل)

1- ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- قراردادِ لاہور کس شخصیت نے پیش کی؟

(ا) اے۔ کے فضل الحق (ب) علامہ محمد اقبالؒ
(ج) مولانا محمد علی جوہر (د) سر آغا خاں

2- سندھ مسلم لیگ نے کب اپنے سالانہ اجلاس میں تقسیم کے حق میں قراردادِ مقاصد منظور کی؟

(ا) 1908ء (ب) 1918ء
(ج) 1928ء (د) 1938ء

3- 1942ء میں حکومتِ برطانیہ کا کس کی قیادت میں ایک مشن برصغیر آیا؟

(ا) سر پیتھک لارنس (ب) اے۔ وی۔ الیگزینڈر
(ج) سر سٹیفورڈ کرپس (د) لارڈ ویول

4- قائد اعظمؒ نے اپنے مشہور چودہ نکات کب پیش کیے؟

(ا) 1909ء (ب) 1919ء
(ج) 1929ء (د) 1939ء

-5 19 اپریل، 1946ء کو دہلی میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے ارکان اسمبلی ایک کنونشن کس کی صدارت میں منعقد ہوا؟

(ا) لیاقت علی خاں (ب) سردار عبدالرب نشتر

(ج) علامہ محمد اقبالؒ (د) قائداعظمؒ

-6 مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان میثاق لکھنؤ کب ہوا؟

(ا) 1916ء (ب) 1926ء

(ج) 1936ء (د) 1946ء

-7 1946ء کی عبوری حکومت میں کتنے مسلم لیگی وزرا شامل تھے؟

(ا) دو (ب) تین

(ج) چار (د) پانچ

-8 قانونِ آزادیٔ ہند کب منظور ہوا؟

(ا) 14 اگست، 1947ء (ب) 18 جولائی، 1947ء

(ج) 24 اکتوبر، 1948ء (د) 3 جون، 1948ء

-9 قرار دادِ لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں کب منظور کی گئی؟

(ا) 1930ء (ب) 1940ء

(ج) 1946ء (د) 1949ء

-10 تجاویزِ دہلی کا سن ہے:

(ا) 1926ء (ب) 1927ء

(ج) 1928ء (د) 1929ء

-11 جنگِ عظیم دوم کا کس سال میں آغاز ہوا؟

(ا) 1914ء (ب) 1919ء

(ج) 1939ء (د) 1945ء

-12 جنگِ پلاسی کب ہوئی؟

(ا) 1557ء (ب) 1657ء

(ج) 1757ء (د) 1857ء

-13 قائداعظمؒ مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے؟

(ا) 1913ء (ب) 1915ء

(ج) 1917ء (د) 1919ء

-14 تقسیمِ ہند کے وقت برصغیر میں کتنی دیسی ریاستیں تھیں؟

(ا) 605 (ب) 615

(ج) 625 (د) 635

جوابات

-1	(ا)	-2	(د)	-3	(ج)	-4	(ج)	-5	(د)
-6	(ا)	-7	(د)	-8	(ب)	-9	(ب)	-10	(ج)
-11	(ج)	-12	(ج)	-13	(ا)	-14	(د)		

-2 کالم (الف) کو کالم (ب) سے اس طرح ملائیں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

کالم الف	کالم ب	جوابات
شملہ وفد	1942ء	1945ء
رولٹ ایکٹ	1946ء	1919ء
کرپس مشن	1944ء	1942ء
کابینہ مشن پلان	1919ء	1946ء
جناحؒ۔گاندھی مذاکرات	1945ء	1944ء

-3 خالی جگہ پُر کریں۔

-1 ______ نے سول نافرمانی اور ہندوستان چھوڑ دو کی تحریکیں چلائیں۔

-2 1946ء کے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلمانوں کو ______ نشستیں حاصل ہوئیں۔

-3 کابینہ مشن پلان ______ برطانوی وزراءپر مشتمل تھا۔

-4 تقسیمِ ہند کے وقت ______ وائسرائے ہند تھا۔

-5 قراردادِ لاہور ______ نے پیش کی۔

-6 جناحؒ - گاندھی مذاکرات کا آغاز ______ میں ہوا۔

-7 برصغیر کو ایک یونین کی شکل دینے کی تجویز ______ مشن نے دی۔

-8 مسلم لیگ نے 16 اگست 1946ء کا دن ______ قرار دیا۔

-9 تقسیمِ ہند کی حد بندی کمیشن کا سربراہ ______ تھا۔

-10 قانونِ آزادیٔ ہند ______ کو منظور ہوا۔

جوابات

-1	گاندھی	-2	428	-3	تین
-4	لارڈ ماؤنٹ بیٹن	-5	شیرِ بنگال اے کے فضل الحق	-6	1944ء
-7	کابینہ	-8	یومِ راست اقدام	-9	سر ریڈکلف
-10	18 جولائی 1947ء				

(حصہ دوم)

سوال 1: وزیر اعلیٰ بنگال مسٹر حسین شہید سہروردی نے مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کے کنونشن 1946ء میں کون سی قرارداد پیش کی؟

جواب: اجلاس میں حسین شہید سہروردی نے ایک قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ اس قرارداد میں واضح کر دیا گیا ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی تمام مشکلات کا حل ایک آزاد اسلامی ریاست کی تشکیل ہے جو شمال مشرقی خطے میں بنگال اور آسام اور شمال مغربی خطے میں پنجاب، صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ہوگی۔ پاکستان بلا تاخیر قائم کر دیا جائے گا۔ اس بات کی بھی یقین دہانی کرائی جائے۔

سوال 2: کرپس مشن کی تین تجاویز بیان کیجیے۔

جواب: **1- ڈومینین کا درجہ:** تجاویز کے مطابق جنگ کے بعد برصغیر کو نوآبادیات (Dominion) کا درجہ دیا جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی نوع کی دخل اندازی نہ کرے گی۔

2- محکمے: دفاع، امور خارجہ، مواصلات وغیرہ کے تمام محکمے ہندوستانی عوام کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

3- متفقہ آئین: کرپس کے اعلان کے مطابق برصغیر میں کوئی ایسا آئین نافذ نہیں کیا جائے گا جس پر تمام سیاسی پارٹیاں اتفاق نہ کریں۔ آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی کا انتخاب کیا جائے گا۔ جس کا چناؤ صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کریں گے۔

یونین سے علیحدگی: دستور ساز اسمبلی کا بنایا ہوا دستور ہر صوبے کو بھجوایا جائے گا اور جو صوبے آئین کو قبول نہیں کریں گے وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم رکھنے میں بااختیار ہوں گے۔ جو صوبہ الگ حیثیت برقرار رکھنا چاہے وہ اپنا دستور خود بنائے گا۔

سوال 3: قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے 1940ء کے لاہور اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں مسلمانوں کی جدوجہد کے لیے سمت کا تعین کر دیا۔ اس خطبے کے کوئی سے دو نکات بیان کیجیے۔

جواب: قائدِاعظمؒ نے 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس لاہور میں اپنے خطبۂ صدارت میں مسلمانوں کی حصولِ پاکستان کے لیے سمت کا تعین کر دیا۔ آپؒ نے قوم سے جو خطاب کیا، اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

(i) متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق غیر محفوظ

مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ اس کے رسم و رواج، روایات، مذہب و ثقافت اور سب سے بڑھ کر اُن کا مذہب جدا ہے۔ صدیوں سے ساتھ ساتھ رہنے کے باوجود ہندو اور مسلمان اپنی اپنی جداگانہ پہچان رکھتے ہیں۔ اگر برصغیر متحدہ صورت میں آزاد ہوتا ہے تو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔

(ii) مسلمانوں کا علیحدہ وطن کا مطالبہ

مسلمان علیحدہ مملکت کا مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ غیر تاریخی نہیں سمجھا جا سکتا۔ برطانیہ سے آئرلینڈ جدا ہوا، سپین اور پرتگال علیحدہ علیحدہ مملکتیں بنیں اور چیکوسلواکیہ کا وجود بھی تقسیم کا نتیجہ بنا۔ برصغیر کا سیاسی مسئلہ قومی یا فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اسی تناظر میں اسے حل کرنا ضروری ہے۔

سوال 4: جناحؒ - گاندھی مذاکرات 1944ء میں قائداعظمؒ کا جواب تحریر کیجیے۔

جواب: قائداعظمؒ کا جواب

قائداعظمؒ نے ان مذاکرات پر سخت ردِعمل کا اظہار کیا اور گاندھی کو دھوکا باز اور مکار قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کی آزادی سے قبل پاکستان کا مسئلہ انگریزوں کو حل کرنا چاہیے کیونکہ وہ کانگرس اور گاندھی پر کسی صورت میں اعتماد نہیں کر سکتے۔ مجبوراً قائداعظمؒ کو یہ کہنا پڑا:

"کانگرس کی حیثیت ہندوؤں کی اس دیوی کی سی ہے جس کے کئی سر اور زبانیں ہیں اور مسلمانوں کے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ اس کی کس زبان پر بھروسہ کریں"

سوال 5: کئی اہم شخصیات نے برصغیر کو تقسیم کرنے کی رائے پیش کی۔ ان میں سے کوئی سی پانچ شخصیات کے نام تحریر کیجیے۔

جواب: 1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلم مفکرین قوم کی فلاح و بہبود اور قومی مسائل کے حل کے لیے مختلف تجاویز پیش کرتے رہتے تھے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے بڑے غور و فکر کے بعد پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ سیّد جمال لدین افغانیؒ، عبدالحلیم شررؔ، عبدالجبار خیری اور عبدالستار خیری (خیری برادران) مولانا محمد علی جوہرؔ، قائداعظمؒ، علامہ محمد اقبالؒ اور چودھری رحمت علی وغیرہ نے کئی دفعہ اپنی تقاریر میں برصغیر کو تقسیم کرنے کی رائے پیش کی کہ مسلمانوں کی علیحدہ مملکت ہونی چاہیے۔

سوال 6: کابینہ مشن پلان میں صوبائی گروپ کی تشکیل کیسے ہوئی؟

جواب: تمام صوبوں کو تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا، جو مندرجہ ذیل ہوں گے:

(i) گروپ اے...... میں...... بمبئی، مدراس، یو۔ پی، سی۔ پی، بہار، اڑیسہ۔

(ii) گروپ بی...... میں...... پنجاب، سرحد (صوبہ خیبر پختونخوا)، سندھ

(iii) گروپ سی...... میں ...... بنگال اور آسام

سوال 7: ویول پلان کے کوئی سے تین نکات لکھیے۔

جواب: (i) مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب: مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب صوبائی اسمبلی کے ممبران کریں گے۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی پورے ملک کے لیے آئین بنائے گی۔ مرکزی آئین بن جانے کے بعد تینوں صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین تشکیل دیں گے۔

(ii) عبوری حکومت: بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک عبوری حکومت فوری طور پر قائم کی جائے گی، جو آئین کی تشکیل تک تمام انتظامی امور میں بااختیار ہوگی۔ عبوری حکومت کی کابینہ تمام تر مقامی ہوگی اور اس میں کوئی انگریز ممبر نہیں ہوگا۔

(iii) ویٹو -- حق استرداد: اگر کوئی سیاسی جماعت اس منصوبے کو پسند نہ کرے تو وہ اسے رد کر سکتی ہے، لیکن اس صورت میں اسے عبوری حکومت میں شامل ہونے کا حق نہ ہوگا۔

سوال 8: عام انتخابات 1945-46ء میں کانگرس اور مسلم لیگ کا منشور بیان کیجیے۔

جواب: کانگرس کا منشور

کانگرس کا منشور یہ تھا کہ:

(i) جنوبی ایشیا کو ایک وحدت کی شکل میں آزاد کیا جائے۔ ملک تقسیم کرنے کا کوئی فارمولا قابلِ قبول نہیں ہوگا۔

(ii) کانگرس تمام گروہوں اور فرقوں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلمان کانگرس کے نقطۂ نظر سے متفق ہیں۔

(iii) قومیں وطن سے بنتی ہیں، قوم کی بنیاد مذہب نہیں۔

مسلم لیگ کا منشور

قائدِاعظمؒ نے دعویٰ کیا کہ ان انتخابات کو قیامِ پاکستان کے لیے عوام کا استصوابِ رائے سمجھا جائے۔ اگر مسلم لیگ اکثریت حاصل کرتی ہے تو پاکستان بننے دیا جائے ورنہ ہمارے مطالبۂ پاکستان کو عوام خود ہی مسترد کر دیں گے۔

مسلم لیگ کا موقف یہ تھا کہ:

(i) مسلم لیگ برِصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ مسلمان کسی اور سیاسی جماعت سے وابستگی نہیں رکھتے۔

(ii) مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں سے ایک الگ قوم ہیں۔

(iii) ہندوستان کو "قراردادِ پاکستان" کے مطابق تقسیم کر کے مسلم اکثریت والے علاقوں میں مسلمانوں کو اپنی حکومت قائم کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔

سوال9: قراردادِ پاکستان کا متن بیان کیجیے۔

جواب: آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں یہ قرار پایا کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول اور قابلِ عمل نہیں ہوگا جب تک اُس میں مندرجہ ذیل بنیادی اصول وضع نہ کیے جائیں گے۔

- جغرافیائی لحاظ سے متصل وحدتوں کی نئے خطوں کی صورت میں مناسب علاقائی ردّوبدل کے ساتھ حد بندی کی جائے یعنی جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصوں کے مسلم اکثریت والے علاقوں میں خودمختار مسلم ریاستوں کی تشکیل کی جائے۔
- ہندوستان کی تقسیم کے بعد ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔
- ہندوستان میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اُن کے حقوق ومفادات کے تحفظ کا مناسب انتظام کیا جائے۔

سوال10: عبوری حکومت میں شامل پانچ مسلم لیگی وزرا کے نام لکھیے۔

جواب:

-1	نواب زادہ لیاقت علی خان	وزیر مالیات
-2	سردار عبدالرب نشتر	وزیر رسل ورسائل
-3	آئی آئی چندریگر	وزیر تجارت
-4	راجا غضنفر علی خان	وزیر صحت
-5	جوگندر ناتھ منڈل	وزیر قانون سازی

سوال11: کابینہ مشن پلان 1946ء کے ممبران کے نام تحریر کیجیے۔

جواب: **کابینہ مشن کے ارکان:**

اس مشن میں 1-سر سٹیفورڈ کرپس 2- اے۔وی الیگزینڈر 3- سر پیتھک لارنس شامل تھے۔

سوال 12: رولٹ ایکٹ 1919ء پر قائداعظمؒ کا مؤقف بیان کیجیے۔

جواب: رولٹ ایکٹ 1919ء

سر سڈنی رولٹ نے 1919ء میں رولٹ ایکٹ کے نام سے ایک ایکٹ پاس کیا اس ایکٹ کے تحت انتظامیہ کو لامحدود اختیارات حاصل تھے۔ شہریوں کے بنیادی حقوق پامال کیے گئے تھے۔ ہندوستانی شہریوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے شروع کر دیئے تو مسٹر جناح نے اس ایکٹ کی سخت مخالفت کی اور اسے کالا قانون قرار دیا اور بطور احتجاج کونسل کی رکنیت سے استعفٰی دے دیا۔ قائداعظمؒ نے حکومتِ برطانیہ سے کہا کہ جو قوم امن کے زمانے میں کالے قانون بناتی ہے وہ مہذب قوم نہیں ہو سکتی۔

سوال 13: بھارت نے کشمیر پر قبضہ کیسے کیا؟

جواب: ریاست جموں وکشمیر

ریاست جموں وکشمیر میں مسلمان بھاری اکثریت میں تھے۔ وہ پاکستان سے الحاق چاہتے تھے لیکن بھارت نے ہندو راجا کی ملی بھگت سے وادیٔ کشمیر پر قبضہ کر لیا۔

سوال 14: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد بیان کیجیے۔

جواب: کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے برطانیہ سے واپس آ کر ایک کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں اُس نے برصغیر کی بڑی سیاسی جماعتوں مسلم لیگ اور کانگرس کے راہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی۔ اس کُل جماعتی کانفرنس میں قائداعظمؒ، لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر، پنڈت نہرو، سردار پٹیل، اچاریہ کرپلانی اور بلدیو سنگھ نے شرکت کی۔ وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کانفرنس میں تقسیم کے منصوبے کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی۔ 3 جون، 1947ء کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا اور تمام سیاسی راہنماؤں نے اس منصوبے کو منظور کر لیا۔

سوال 15: قائداعظمؒ نے "سفیرِ امن" کا خطاب کیسے پایا؟

جواب: قائداعظمؒ بطور سفیرِ امن

قائداعظمؒ کی کوشش سے 1916ء میں میثاق لکھنؤ کی دستاویز تیار کی گئی۔ جس کے تحت مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں قومیں متحد ہو گئیں۔ میثاق لکھنؤ کے تحت قائداعظمؒ نے مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق تسلیم کرالیا اور یوں آپؒ نے "سفیرِ امن" کا خطاب پایا۔

○ تفصیل سے جوابات دیجیے۔

-5 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 14

-6 قراردادِ پاکستان کا پس منظر، بنیادی نکات اور ہندوؤں کا اس قرارداد کی منظوری پر ردعمل بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 2

-7 1945-46ء کے انتخابات کا انعقاد کیوں کیا گیا؟ ان انتخابات کے نتائج سے مسلمانوں کو کس طرح فائدہ پہنچا؟

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 7

-8 قیامِ پاکستان میں قائداعظمؒ کا کردار بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 17

-9 ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام کا حال بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 16

-10 کابینہ مشن پلان 1946ء کے نمایاں پہلو بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 9

عملی کام

☆ تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے والے مسلم راہنماؤں کے متعلق معلومات اکٹھی کریں اور اُن کی تصاویر کا ایک البم تیار کیجیے۔

باب سوم

زمین اور ماحول

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ مندرجہ ذیل باتوں کے بارے میں جان سکیں گے:

- پاکستان کے محلِ وقوع کی اہمیت
- پاکستان کے پہاڑی سلسلوں، سطح مرتفع اور میدانوں کی وضاحت
- مختلف موسموں اور علاقوں میں درجہ حرارت اور بارش کے حالات
- پاکستان کی آب وہوا کے انسانی زندگی پر اثرات
- پاکستان کے گلیشیر اور دریاؤں کا نظام
- جنگلات اور جنگلی حیات کی اہمیت
- پاکستان کے اہم قدرتی خطوں کے مسائل
- اہم ماحولیاتی خطرات اور اُن کے حل کی نشاندہی
- پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کو بچانے میں درپیش مشکلات کی نشاندہی

(LAND AND ENVIRONMENT)

سوال 1: پاکستان کا تعارف بیان کیجیے۔

جواب: اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تعارف

دنیا کا واحد ملک، جو اسلامی نظامِ حیات نافذ کرنے کے لیے حاصل کیا گیا۔ یعنی پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ۔

پاکستان کا پورا نام

اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

پاکستان کا رقبہ

7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔

پاکستان کی آبادی

اکنامک سروے آف پاکستان 11-2010ء کے مطابق پاکستان آبادی 17 کروڑ، 71 لاکھ (177.1 ملین) افراد پر مشتمل ہے۔

خوب صورت وادیوں کا ملک

پاکستان براعظم ایشیا کے جنوب میں واقع ہے۔ پاکستان زرخیز زمین، بلند پہاڑوں، دریاؤں اور خوبصورت وادیوں پر مشتمل ملک ہے۔

وسیع وعریض ملک

پاکستان کا شمار وسیع وعریض ممالک میں ہوتا ہے۔ پاکستان کا علاقہ جنوب میں بحیرہ عرب اور دریائے سندھ کے ڈیلٹائی میدان سے شمال کے بلند وبالا پہاڑی سلسلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ مشرقی وجنوبی حصہ دریائی میدانوں پر جبکہ مغربی اور شمالی حصہ کئی پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے۔ اس وجہ سے پاکستان کی آب وہوا میں موسمی فرق بہت نمایاں ہے۔ پاکستان کی زمین زرخیز اور پیداوار کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہے اور یہاں ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں جو ذائقے کے لحاظ سے دنیا بھر میں بہترین سمجھے جاتے ہیں۔

پاکستان کے موسم

پاکستان میں کچھ علاقے درجہ حرارت کی بنیاد پر ایسے ہیں جہاں سارا سال سردی اور کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں سارا سال گرمی رہتی ہے، یہاں کے زرخیز علاقے پیداوار کے لحاظ سے بہترین ہیں، موسم سرما، موسم بہار، موسم گرما، موسم خزاں یہاں کے موسم ہیں۔

خوش قسمت ملک

پاکستان اس لحاظ سے ایک خوش قسمت ملک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے طبعی ماحول سے نوازا ہے۔ ایسا ماحول کسی ملک کے باشندوں کی معاشی، معاشرتی، سماجی اور دیگر سرگرمیوں پر اثر ڈالتا ہے۔ طبعی ماحول سے مراد کسی ملک کا محل وقوع، طبعی خدوخال اور آب وہوا ہیں۔ ہمارا وطن وسائل اور خوبیوں کے لحاظ سے بہت منفرد ہے۔ اگر اس کے ذرائع و وسائل کو مناسب منصوبہ بندی کے ساتھ بروئے کار لایا جائے تو ہم دنیا کی ایک مضبوط اور خوش حال قوم بن سکتے ہیں۔

پاکستان کا محلِ وقوع

(Location of Pakistan)

سوال 2: پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: پاکستان کا محلِ وقوع

براعظم ایشیاء کے جنوب میں عرض بلد: ½ °23 درجے شمالی سے °37 درجے شمالی کے درمیان طول بلد: °61 درجے مشرقی سے °77 درجے مشرق کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔

پاکستان کا حدود اربعہ

پاکستان کے مشرق میں بھارت، شمال میں چین، مغرب میں افغانستان، ایران اور جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہیں۔

محلِ وقوع کی بین الاقوامی اہمیت

پاکستان اپنے محلِ وقوع کے لحاظ سے پوری دنیا میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ جس کی سیاسی، اقتصادی اور فوجی لحاظ سے خصوصی اہمیت ہے۔ پاکستان مشرق اور مغرب کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ ہے۔

1- بھارت

پاکستان کے مشرق میں بھارت واقع ہے۔ جو آبادی کے لحاظ سے دنیا کے دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ ایک صنعتی اور ایٹمی ملک ہے۔ قیامِ پاکستان سے ہی بھارت کے ساتھ ہمارے تعلقات خراب چلے آتے ہیں۔ سب سے بڑی

رکاوٹ مسئلہ کشمیر ہے۔اگر یہ مسئلہ حل ہوجائے تو سب مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔معلوم ہوتا ہے، بھارت نے ابھی تک پاکستان کے وجود کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔اس دشمنی کی وجہ سے 1948ء، 1965 اور 1971ء میں جنگیں بھی ہو چکی ہیں۔اس خطے میں امن نہ ہونے کی وجہ سے ترقی نہیں ہو سکی۔ بھارت اور پاکستان اپنے دفاع کے لیے اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ جنگی ہتھیاروں پر صرف کرر ہے ہیں۔پاکستان اور بھارت دونوں ایٹمی ہتھیاروں اور میزائل کی دوڑ میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔اگر دونوں ممالک کے درمیان جنگ ہوئی تو مکمل تباہی ہوگی اور کسی کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔جنوبی ایشیا میں امن اور خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ دونوں ممالک کشمیر کا مسئلہ باہمی گفت وشنید سے حل کرلیں۔امن اور خوشحالی کے لیے کشمیر کا مسئلہ اہم ہے۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

2- افغانستان

پاکستان کے شمال کو مغرب میں وہ زندہ و پائندہ افغانستان ہے۔

جس کے متعلق حکیم الامت نے فرمایا تھا:

افغان باقی، کہسار باقی، الملک للہ، الحکم اللہ افغانستان پاکستان کا قریبی ہمسایہ برادر مسلم ملک ہے۔دونوں ملکوں کی مشترکہ سرحد 2252 کلومیٹر لمبی ہے۔جسے ڈیورنڈ لائن کہتے ہیں۔

3- وسطی ایشیائی ممالک

پاکستان کے مغرب اور شمال مغرب میں افغانستان کے علاوہ روس کی نو آزاد مسلم ریاستیں قازقستان، کرغیزستان، تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان اور ازبکستان واقع ہیں۔یہ سبھی ممالک سمندر سے دور ہیں۔ان ممالک کو سمندر تک پہنچنے کے لیے پاکستان کی سرزمین استعمال کرنی پڑتی ہے۔وسطی ایشیائی ممالک تیل اور قدرتی گیس کی دولت سے مالا مال ہیں، زراعت میں خود کفیل ہیں اور خوش حال ہیں۔ان ریاستوں کی کل آبادی پاکستان کی آبادی سے بھی کم ہے۔ان تمام ریاستوں کا مجموعی رقبہ پاکستان کے رقبے سے چھ گنا زیادہ ہے۔

پاکستان اسلامی دنیا کا وسطی ملک

پاکستان اپنے محلِ وقوع کے لحاظ سے قدرتی طور پر اسلامی دنیا کا وسطی ملک ہے۔یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے ان اسلامی ریاستوں سے مذہبی، ثقافتی اور تجارتی تعلقات قائم ہیں۔اگر ان وسطی ریاستوں کو موٹروے کے ذریعے پاکستان سے ملا دیا جائے تو پاکستان کو بڑا فائدہ ہوگا اور تعلقات میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

3- چین

پاکستان کے شمال میں چین واقع ہے۔چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے، چین کی وجہ سے عالمی

سیاست میں اس علاقے کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ پاکستان اور چین نے مل کر شاہراہ ریشم کی تعمیر کی جو دونوں ملکوں کو ملاتی ہے۔ پاکستان چین کی دوستی پر فخر کرتا ہے۔ پاکستان کے ساتھ تو چین کی دوستی شاہراۂ قراقرم سے بھی زیادہ پائیدار اور مضبوط ہے۔ چین نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ چین پاکستان میں کئی ترقیاتی منصوبوں پر کام کر رہا ہے اور اس نے دفاعی طور پر پاکستان کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔

پاکستان کے محلِ وقوع کا نقشہ
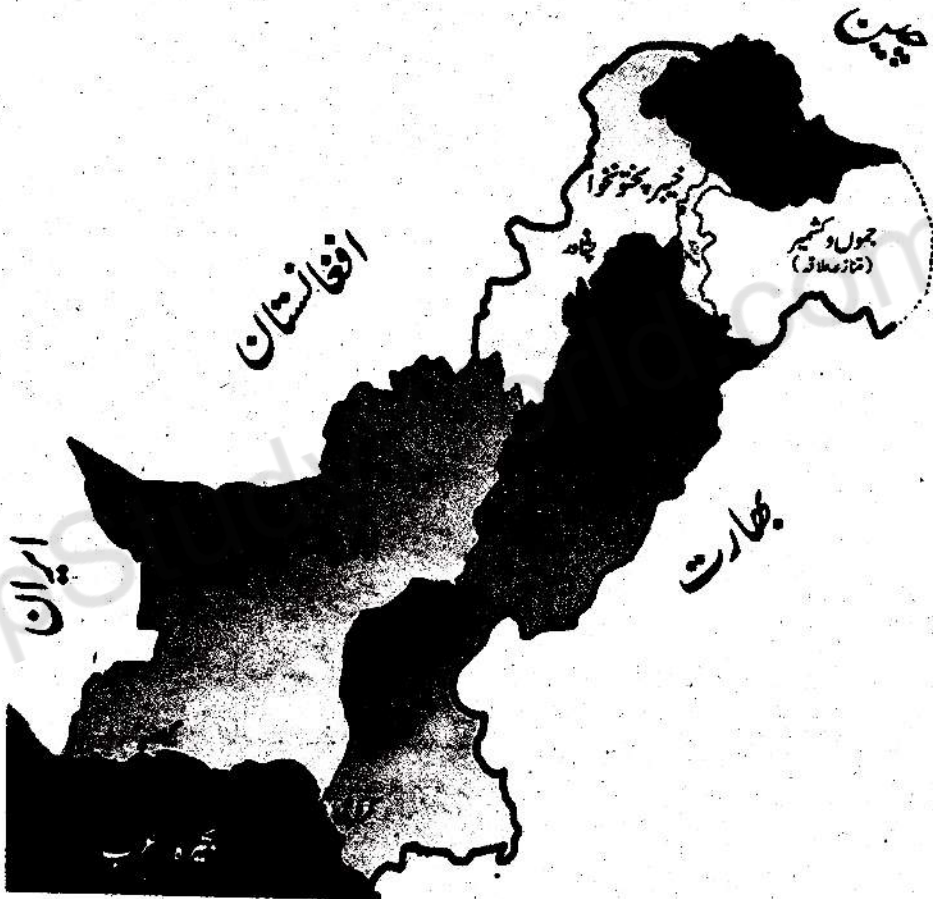
4- بحیرہ عرب

پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے جو بحرِ ہند کا حصہ ہے۔ مغرب اور مشرق کے درمیان تجارت زیادہ تر بحرِ ہند کے راستے ہی سے ہوتی ہے۔ یہ ایک اہم تجارتی شاہراہ ہے جس میں پاکستان کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان بحیرہ عرب کے راستے خلیج فارس سے ملحقہ مسلم ممالک ایران، کویت، عراق، سعودی عرب، قطر، بحرین،

اومان اور عرب امارات سے ملا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان اتحادِ عالمِ اسلام کے لیے اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ پاکستان کی بحری تجارت انھی راستوں تمام ہوتی ہے۔ تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ خلیج فارس کی بنا پر بحر ہند ہمیشہ بڑی طاقتوں کے درمیان توجہ کا مرکز بنا رہا ہے۔ کراچی پورٹ قاسم اور گوادر پاکستان کی اہم ترین بندرگاہیں ہیں۔

5- مسلم ممالک سے قریبی تعلقات

پاکستان کی اس خطے میں اہمیت اس لیے بھی ہے کہ پاکستان نے بحیرہ ہند کے راستے مشرق وسطیٰ اور خلیج کے مسلم ممالک سے بہت قریبی تعلقات استوار کر رکھے ہیں۔ ان میں جنوب مشرقی ایشیائی مسلم ممالک انڈونیشیا، ملائیشیا، برونائی، دارالسلام، جنوبی ایشیائی مسلم ممالک بنگلا دیش، مالدیپ اور سری لنکا شامل ہیں۔ پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد ان ممالک میں اہم ذمہ داریاں سرانجام دے کر ان ممالک کی ترقی میں ہاتھ بٹا رہی ہے۔

پاکستان کے طبعی خدوخال

(Physical Features of Pakistan)

سوال 3: پاکستان کے پہاڑی سلسلوں کا حال بیان کیجیے۔

جواب: پاکستان کے طبعی خدوخال

پاکستان کو طبعی خدوخال کے لحاظ سے تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(الف) پہاڑی سلسلے (ب) سطح مرتفع (ج) میدان

(ا) پہاڑی سلسلے

پہاڑ

سطح زمین کا وہ پتھریلا، ناہموار اور ڈھلوان حصہ، جو سطح سمندر سے نو سو میٹر یا اس سے زیادہ بلند ہو، پہاڑ کہلاتا ہے۔

پاکستان میں مندرجہ ذیل پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہیں:

(i) شمالی پہاڑی سلسلے (ii) وسطی پہاڑی سلسلے اور (iii) مغربی پہاڑی سلسلے

1- شمالی پہاڑی سلسلے

شمالی پہاڑی سلسلے پاکستان کے شمال میں واقع ہیں۔ ان پہاڑوں کی وجہ سے پاکستان کی شمالی سرحد بہت حد تک محفوظ ہے۔ یہ پہاڑ بحیرہ عرب اور خلیج بنگال سے آنے والی مون سون ہواؤں کو روکتے ہیں۔ بارش اور برف باری کا موجب بنتے ہیں۔ ان کی زیادہ بلند چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ بقول علامہ محمد اقبالؒ

برف نے باندھی ہے دستار فضیلت تیرے سر

جب موسم بہار اور موسم گرما میں ان پہاڑوں پر برف پگھلتی ہے تو ہمارے دریاؤں کو پانی مہیا ہوتا ہے۔ ان پہاڑوں کی جنوبی ڈھلانوں پر قیمتی عمارتی لکڑی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

صحت افزا مقامات

پاکستان کے خوب صورت اور صحت افزا مقامات مری، ایوبیہ، نتھیا گلی، ایبٹ آباد، کاغان، وادیٔ لیپا، سکردو، وادیٔ سوات، کالام، وادیٔ نیلم، باغ، ہنزا، چترال، چالاس اور گلگت وغیرہ انھی پہاڑی سلسلوں میں واقع ہے۔ موسمِ گرما میں دنیا بھر سے لوگ سیر و سیاحت کے لیے یہاں آتے ہیں۔

یہ درج ذیل پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہیں:

1- ذیلی ہمالیہ یا شوالک کی پہاڑیاں
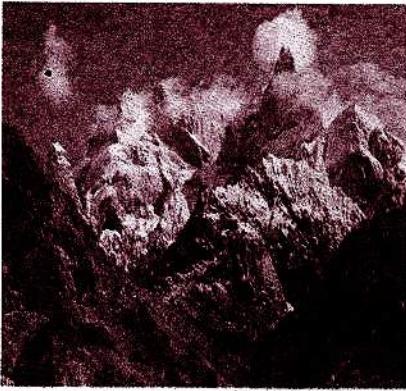
کوہ ہمالیہ کی یہ جنوبی شاخ دریائے سندھ کے مشرق میں شرقاً غرباً پھیلی ہوئی ہے اسے شوالک کا پہاڑی سلسلہ بھی کہتے ہیں۔ اس سلسلے کی مشہور پہاڑیاں پبّی ہلز (Pabbi Hills) ہیں، جو ہزارہ اور مری کے جنوب میں واقع ہیں۔ اس کی بلندی قریباً 900 میٹر ہے۔ اس کا مشرقی سلسلہ پاکستان میں اور زیادہ تر حصہ بھارت میں واقع ہے۔

2- ہمالیہ صغیر کا پہاڑی سلسلہ

ہمالیہ صغیر کا یہ پہاڑی سلسلہ شوالک کی پہاڑیوں کے متوازی ان کے شمال میں مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلے کے سب سے بلند پہاڑی سلسلے کا نام پیر پنجال ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کے صحت افزا مقامات مری، ایوبیہ اور نتھیا گلی وغیرہ واقع ہیں۔ پاکستان میں اس سلسلے کا مختصر حصہ شامل ہے۔ زیادہ حصہ مقبوضہ کشمیر اور بھارت کے شمال میں واقع ہے۔ اس پہاڑی سلسلے کی اوسط بلندی 1800 میٹر سے 4600 میٹر تک ہے۔

3- ہمالیہ کبیر کا پہاڑی سلسلہ

یہ دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلوں میں سے ایک ہے اور یہ سارا سال برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ پیر پنجال اور ہمالیہ کبیر کے درمیان کشمیر کی جنت نظیر وادی ہے۔ وادی میں کئی گلیشیر (برفانی تودے) پائے جاتے ہیں جن کے پگھلنے سے دریا معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ اس سلسلے کی مشہور پہاڑی چوٹی نانگا پربت ہے جو 8126 میٹر بلند ہے۔ اس کی اوسط بلندی 6500 میٹر ہے۔

4- کوہِ قراقرم کا پہاڑی سلسلہ
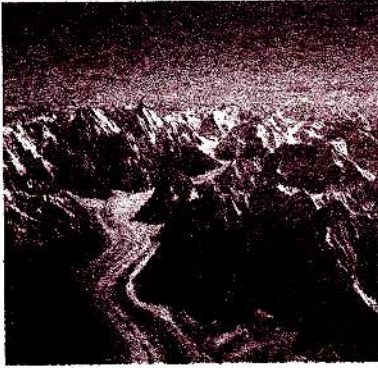
کوہِ قراقرم کا یہ سلسلہ کوہ ہمالیہ کے شمال میں چین کی سرحد کے ساتھ ساتھ کشمیر اور گلگت میں مغرب سے مشرق کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی گوڈون آسٹن یا K-2 اسی سلسلے میں واقع ہے کے ٹو (K-2) کی بلندی 8611 میٹر ہے۔ اس سلسلے کی اوسط بلندی 7000 میٹر ہے۔ پاک چین دوستی کا شاہکار شاہراہ ریشم اسی سلسلے میں سے گزر کر درۂ خنجراب کے راستے چین تک جاتی ہے۔

پاکستان کے طبعی خدوخال کا نقشہ

کوہِ ہندوکش
کوہِ قراقرم
سطح مرتفع پوٹھوار
کوہِ ہمالیہ
کوہِ سفید
وزیرستان کی پہاڑیاں
کوہِ ٹوبا کاکڑ
تھل
کوہِ چاغی
کوہِ سلیمان
راس کوہ
دریائے سندھ کا میدان
کوہِ کیرتھر
ہامون مشخیل
چولستان
کوہِ سیاہان
تھر
بحیرۂ عرب
مکران کے وسطی اور ساحلی پہاڑ
کوہِ پب
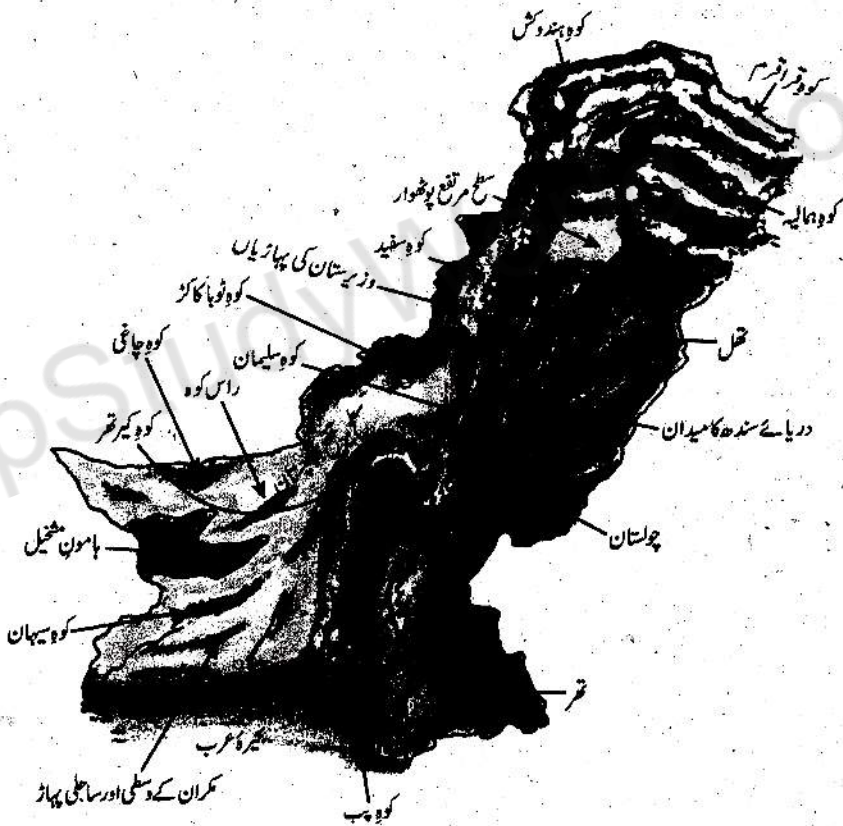
0 150 300 کلومیٹر
سکیل

5- کوہستانِ ہندوکش

کوہستان ہندوکش، پاکستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ اس سلسلے کی بلند ترین چوٹی ترچ میر 7690 میٹر اونچی ہے۔کوہ ہندوکش کے پہاڑی سلسلے کا بیشتر حصہ افغانستان میں ہے۔ان شمال مغربی پہاڑیوں کے جنوب میں بھی کچھ پہاڑی سلسلے ہیں، جوشمالاً جنوباً پھیلے ہوئے ہیں۔

6- سوات اور چترال کے پہاڑ

کوہِ ہندوکش کے جنوب میں پھیلے ہوئے ان چھوٹے پہاڑی سلسلوں کی بلندی 3000 سے 5000 میٹر تک ہے۔ ان پہاڑوں کے درمیان درہ لواری، پشاور کو چترال سے ملاتا ہے۔ جوموسم سرما میں برف باری کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے۔چترال کو پشاور کے راستے ملک کے دوسرے حصوں کے ساتھ ملانے کے لیے یہاں ایک لمبی سرنگ ''لواری ٹنل'' کے توسط سے بنائی جارہی ہے۔ جس کے ذریعے سے سارا سال آمد ورفت جاری رہ سکے گی۔ان پہاڑی سلسلوں کے درمیان دریائے سوات، دریائے چترال اور دریائے پنج کوڑا (دریائے گنتر) بہتے ہیں۔

2- وسطی پہاڑی سلسلے

1- کوہستانِ نمک

یہ پہاڑی سلسلہ کوہستان نمک سطح مرتفع پوٹھوہار کے جنوب میں دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہے۔اس سلسلے کا خوب صورت مقام سکیسر ہے۔ یہاں نمک، جپسم اور کوئلے کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔دنیا کی سب سے بڑی نمک کی کان یہیں کھیوڑہ میں ہے۔اس پہاڑی سلسلے کی اوسط بلندی 700 میٹر ہے۔

2- کوہِ سلیمان

یہ پہاڑی سلسلہ دریائے سندھ کے مغرب میں وزیرستان کی پہاڑیوں اور دریائے گومل کے جنوب سے شروع ہوتا ہے اور شمال سے جنوب کی طرف بڑھتا ہوا پاکستان کے وسط تک جا پہنچتا ہے۔اس علاقے کا اہم دریا بولان ہے، جو درّۂ بولان سے بہتا ہوا دریائے سندھ میں جا گرتا ہے۔ اس سلسلے کی سب سے بلند چوٹی ''تختِ سلیمان'' 3443 میٹر بلند ہے۔

3- کوہِ کیرتھر

کوہِ سلیمان کے جنوب اور دریائے سندھ کے مغرب میں کوہِ کیرتھر کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہ دریائے سندھ کے زیریں میدان کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ کم بلند اور خشک پہاڑی سلسلہ ہے۔ دریائے حب اور لیاری کوہِ کیرتھر سے بحیرہ عرب کی طرف بہتے ہیں۔

3- مغربی پہاڑی سلسلے

1- کوہ سفید کا پہاڑی سلسلہ

کوہ سفید کا سلسلہ پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ دریائے کابل کے جنوب میں شمالاً جنوباً دریائے کرم تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ پاکستان میں شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے جبکہ اس کا کچھ حصہ افغانستان میں بھی ہے۔ اس سلسلۂ کوہ کی اوسط بلندی 3600 میٹر ہے۔ تاریخی درۂ خیبر، جو پشاور کابل روڈ کے ذریعے پاکستان کو افغانستان سے ملاتا ہے۔ اسی سلسلۂ کوہ میں واقع ہے۔ اس سلسلۂ کوہ کی بلند ترین چوٹی سکارام (Sikaram) 4761 میٹر بلند ہے۔ جس کے متعلق حفیظ جالندھری نے کہا تھا۔

نہ اس میں گھاس اگتی ہے، نہ اس میں پھول کھلتے ہیں
مگر اس سرزمین سے آسماں بھی جھک کے ملتے ہیں

2- وزیرستان کی پہاڑیاں

یہ پہاڑی سلسلہ دریائے کرّم کے جنوب میں پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ درہ ٹوچی اور درّہ گومل انھی پہاڑوں میں واقع ہیں۔

3- ٹوبا کاکڑ پہاڑی سلسلہ

ٹوبا کاکڑ پہاڑی سلسلہ بھی پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ وزیرستان کی پہاڑیوں کے جنوب میں واقع ہے۔ پہاڑیوں کا یہ سلسلہ شمال سے جنوب کی طرف چلتا ہوا کوئٹہ کے شمال پر آ کر ختم ہو جاتا ہے۔

4- چاغی کی پہاڑیاں

چاغی کی پہاڑیاں پاکستان کے مغرب میں افغان سرحد کے ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے جواب میں پاکستان نے 28 مئی 1998ء کو چاغی کے مقام پر ایٹمی دھماکے کر کے اپنے ایٹمی قوت بننے کا عملی اعلان کیا تھا اور یہ ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے ذہین ساتھیوں کی حب الوطنی اور فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

راس کوہ کی پہاڑیاں

راس کوہ کی پہاڑیاں چاغی کی پہاڑیوں کے جنوب اور مغرب میں واقع ہیں۔ چاغی کے مغرب میں ''کوہِ سلطان'' واقع ہے۔

5- سیہان کی پہاڑیاں

سیہان کی پہاڑیاں صوبہ بلوچستان میں راس کوہ کے جنوب میں واقع ہیں۔

6- وسطی مکران کی پہاڑیاں

یہ پہاڑیاں صوبہ بلوچستان میں واقع ہیں۔ یہاں موسم سرما سرد ترین ہوتا ہے جبکہ موسم گرما معتدل ہوتا ہے۔

7- ساحلی مکران کی پہاڑیاں

یہ پہاڑیاں سیہان کی پہاڑیوں کے مغرب میں واقع ہیں۔ یہ کم بلند پہاڑیاں ہیں۔

(ا) سطح مرتفع

سوال 4: درج ذیل پر نوٹ لکھیے۔

(الف) سطح مرتفع (ب) میدان

جواب: سطح مرتفع

سطح مرتفع سے مراد وہ پتھریلا علاقہ ہے جو سطح سمندر سے کافی بلند ہو، لیکن یہ بلندی پہاڑی سلسلوں کی نسبت کم ہو۔

پاکستان میں مندرجہ ذیل دو سطح مرتفع ہیں:

(i) سطح مرتفع پوٹھوہار (ii) سطح مرتفع بلوچستان

1- سطح مرتفع پوٹھوہار

سطح مرتفع پوٹھوہار کا علاقہ کوہستان نمک کے شمال میں دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں چونا، کوئلہ اور معدنی تیل کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ پاکستان اپنی معدنی تیل کی ضروریات کا کچھ حصہ یہیں سے حاصل کرتا ہے۔ پوٹھوہار کی سطح مرتفع بہت کٹی پھٹی اور ناہموار ہے۔ اس علاقے کا مشہور دریا، دریائے سواں ہے۔ اس سطح مرتفع پوٹھوہار کی زیادہ سے زیادہ بلندی 600 میٹر تک ہے۔

2- سطح مرتفع بلوچستان

سطح مرتفع بلوچستان کوہ سلیمان اور کیرتھر کے پہاڑی سلسلوں کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ سطح مرتفع ناہموار اور بنجر ہے۔ یہاں بارش بہت کم ہوتی ہے لہٰذا یہ علاقہ صحرائی خصوصیات کا حامل ہے۔ اس سطح مرتفع کے شمال میں کوہِ چاغی اور ٹوبا کاکڑ کے پہاڑی سلسلے واقع ہیں۔ صوبہ بلوچستان کے مغربی حصے میں نمکین پانی کی جھیلیں ہیں جن میں سب سے مشہور اور بڑی جھیل ہامونِ مشخیل ہے۔

(ب) میدان

میدان

ایک وسیع سطح زمین، جو ہموار ہو اور نسبتاً کم ڈھلوان رکھتی ہو۔ میدان کہلاتی ہے۔

پاکستان کے میدانی علاقے

پاکستان کے وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے ان میدانوں کو ہم دو بڑے حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں:

1- دریائے سندھ کا بالائی میدان　　　2- دریائے سندھ کا زیریں میدان

1- دریائے سندھ کا بالائی میدان

(i) دریائے سندھ کا بالائی میدان پنجاب میں سطح مرتفع پوٹھوہار کے جنوب سے شروع ہوتا ہے اور مٹھن کوٹ تک پھیلا ہوا ہے۔ دریائے سندھ کے بالائی میدان کو دریائے سندھ اور پنجاب کے تمام معاون دریا، ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم سیراب کرتے ہیں۔ مٹھن کوٹ سے اوپر پنجاب کی طرف کے سارے علاقے کو دریائے سندھ کا بالائی علاقہ کہتے ہیں۔

(ii) دریائے سندھ کے پانچوں معاون دریا مٹھن کوٹ کے مقام پر دریائے سندھ سے مل جاتے ہیں اور یہیں پر سندھ کا بالائی میدان ختم اور زیریں میدان شروع ہو جاتا ہے۔

(iii) دریائے سندھ کے بالائی میدان کے دریاؤں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی ڈھلوان شمال سے جنوب کی طرف ہے۔ اس میدان کے مغرب میں تھل ریگستان ہے۔ ان دریاؤں سے نہریں نکال کر میدانوں کو سیراب کیا گیا ہے۔ اس میدان کو پانچ دریاؤں کے سیراب کرنے کی وجہ سے ''پنج آب'' یعنی پنجاب کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ چنانچہ زرعی نقطۂ نظر سے یہ میدان دنیا کے زرخیز ترین میدانوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جہاں چاول، گندم، کپاس، مکئی اور گنے وغیرہ کی بکثرت کاشت ہوتی ہے۔ پنجاب ملک کی غذائی ضروریات پوری کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

2- دریائے سندھ کا زیریں میدان

(i) مٹھن کوٹ سے نیچے دریائے سندھ بہتا ہوا ٹھٹھہ تک جا پہنچتا ہے۔ ٹھٹھہ کے قریب دریائے سندھ ڈیلٹا بناتا ہوا آگے

2- سطح مرتفع والا برّی آب وہوا کا خطہ

اس خطے میں زیادہ تر صوبہ بلوچستان کا علاقہ شامل ہے۔اس خطے کا موسم شدید گرم اور خشک ہوتا ہے۔مئی سے وسط ستمبر تک گرم اور گرد آلود ہوائیں مسلسل چلتی رہتی ہیں۔ سبی اور جیکب آباد کے شہر اسی خطے میں ہیں۔جنوری اور فروری کے مہینے میں کچھ بارشیں ہوتی ہیں۔اس خطے کی آب وہوا میں موسمِ گرما شدید گرم اور خشک ہوتا ہے۔اس علاقے میں گرد آلود ہواؤں کا چلنا ایک اہم خصوصیت ہے۔

3- میدانی برّی آب وہوا کا خطہ

اس خطے میں دریائے سندھ کا بالائی (صوبہ پنجاب) اور زیریں میدان (صوبہ سندھ) شامل ہیں۔موسم گرما میں اس خطے کی آب وہوا میں درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے البتہ موسم گرما کے آخر میں مون سون ہواؤں کی وجہ سے شمالی پنجاب میں زیادہ بارشیں ہوتی ہیں۔البتہ میدانی علاقوں میں بارشیں کم ہوتی ہیں۔موسم سرما میں بھی بارشیں ہوتی ہیں۔بارشیں کم ہونے کی وجہ سے تھل اور جنوب مشرقی صحرا خشک ترین علاقے ہیں۔موسم گرما میں پشاور کے میدانی علاقوں میں گرد،طوفانِ باد وباراں آتے ہیں۔

4- ساحلی آب وہوا کا خطہ

اس خطے میں صوبہ سندھ اور بلوچستان کے ساحلی علاقے شامل ہیں، سالانہ اور روزانہ اوسط درجہ حرارت میں بہت کم فرق ہے۔موسم گرما میں سمندر سے آنے والی ہوائیں چلتی ہیں ہوا میں نمی زیادہ ہوتی ہے۔سالانہ اوسط درجہ حرارت 32 درجے سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔یہاں مئی اور جون گرم ترین مہینے ہیں۔لسبیلہ کے ساحلی میدان میں موسم گرما اور موسم سرما دونوں موسموں میں بارش ہوتی ہے۔لسبیلہ کے مشرق میں زیادہ بارش موسمِ گرما میں جبکہ مغرب میں زیادہ بارش موسمِ سرما میں ہوتی ہے۔

آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کے خطے

1- بلندی والا برّی آب وہوا کا خطہ
2- سطح مرتفع والا برّی آب وہوا کا خطہ
3- میدانی برّی آب وہوا کا خطہ
4- ساحلی آب وہوا کا خطہ
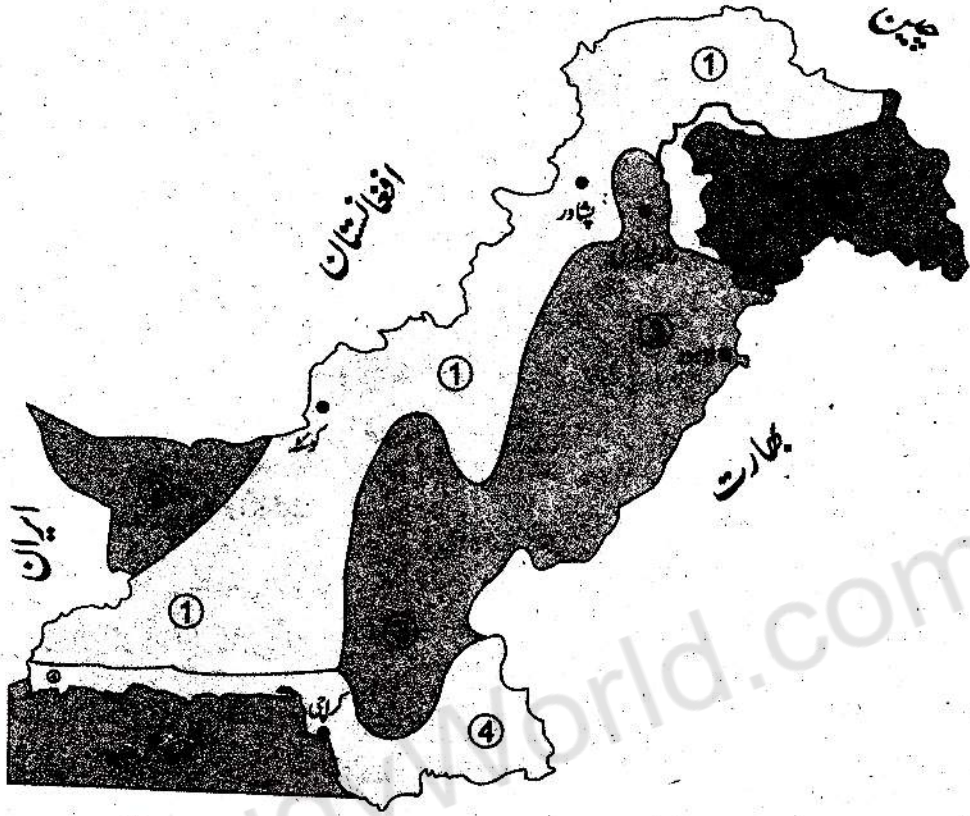
انسانی زندگی پر آب وہوا کے اثرات

سوال 7: آب وہوا انسانی زندگی پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟ وضاحت کیجیے۔

جواب: انسانی زندگی پر آب وہوا کا اثر

آب وہوا کا انسانی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ کسی علاقے کی آب وہوا تمام انسانی سرگرمیوں پر اپنا گہرا اثر رکھتی ہے اور ان علاقوں کے رہنے والوں کی معاشی، معاشرتی، سماجی، سیاسی، تجارتی وغیرہ تمام سرگرمیوں کا دارومدار بڑی حد تک آب وہوا پر ہوتا ہے۔

میدانی علاقوں کا اہم پیشہ زراعت

شمالی پہاڑی علاقوں کے جنوب میں پاکستان کا وسیع میدانی علاقہ واقع ہے۔ پاکستان کے میدانی علاقوں کی آب و ہوا شدید قسم کی ہے یعنی گرمیوں میں شدید گرمی اور سردیوں میں شدید سردی پڑتی ہے۔ ان علاقوں کی آب وہوا

مختلف قسموں کی فصلوں، سبزیوں اور پھلوں، کے لیے بہت مناسب ہے۔ یہ میدانی علاقے دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے وجود میں آتے ہیں۔ اس لیے بہت زرخیز ہیں۔ میدانی علاقوں میں پانی کی کمی کو آبپاشی کے نظام کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ ان علاقوں کے رہنے والے لوگوں کی آمدنی کا زیادہ تر دارومدار زراعت کے پیشے پر ہے۔ فصلوں کی پیداوار کے لیے موسم موزوں ہوتا ہے جس کی وجہ سے فصلیں زیادہ ہوتی ہیں۔ لوگوں کی معاشی حالت اچھی ہے اور وہ خوشحال ہیں۔ پاکستان کی زیادہ تر آبادی ان علاقوں میں ہے۔ ان علاقوں میں بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں۔ ذرائع آمدورفت اور نقل وحمل بہت بہتر ہیں اور لوگوں کو ضروریات زندگی اور وافر سہولتیں حاصل ہیں۔

شمالی پہاڑی علاقوں کا موسم سرما

پاکستان کے شمال اور شمال مغربی علاقے پہاڑی سلسلوں میں واقع ہیں۔ جو سطح سمندر سے کئی ہزار فٹ بلندی پر ہیں ہم جیسے جیسے بلندی پر جاتے ہیں درجہ حرارت کم ہوتا جاتا ہے۔ پہاڑی علاقوں کا درجہ حرارت موسم سرما میں شدید قسم کا ہوتا ہے۔ برف باری زیادہ ہوتی ہے درجہ حرارت نقطۂ انجماد (0 درجے) سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ شمالی علاقوں کے رہنے والوں کی تمام سرگرمیاں اور معمولات تقریباً ختم ہو جاتے ہیں۔ لوگ موسم سرما کے شروع ہونے سے پہلے اپنی گزر بسر کے لیے خوراک اور دیگر ضروریات زندگی جمع کر لیتے ہیں۔ لوگوں کا اہم پیشہ گھریلو دستکاری ہے ان علاقوں میں شدید سردی کی وجہ سے انسانی، حیوانی اور نباتاتی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ سردی کے موسم میں گھاس اور دوسری نباتات کی نشوونما رک جاتی ہے۔ برف باری سے چراگاہیں ختم ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے لوگ اپنے مویشیوں کو پہاڑی علاقوں سے میدانی علاقوں کی طرف لے جاتے ہیں۔

شمالی پہاڑی علاقہ اور موسم گرما

شمالی پہاڑی علاقے میں موسم گرما کی آمد سے صورت حال تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان علاقوں میں برف پگھل جاتی ہے اور درختوں، پودوں اور گھاس کے اُگنے سے یہ علاقے سرسبز وشاداب ہو جاتے ہیں۔ موسم خوش گوار ہو جاتا ہے۔ ندی نالے اور چشمے بہنے لگتے ہیں۔ لوگ مویشیوں کو واپس پہاڑی علاقوں میں لے آتے ہیں اور لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اس علاقے میں سماجی، معاشرتی، معاشی، تجارتی سرگرمیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہاں کے لوگ کاشتکاری کرتے ہیں یہاں بہت سی قسموں کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں معدنیات کے ذخائر بھی وافر پائے جاتے ہیں۔ یہاں کے لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔ ان علاقوں کی اچھی آب وہوا اور خوبصورت مناظر کی وجہ سے سیاحت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

پاکستان کے صحرائی علاقے

پاکستان کے جنوبی حصوں یعنی بہاول پور، خیر پور، میاں والی اور مظفر گڑھ کے اضلاع کے کچھ حصوں میں صحرائی کیفیت پائی جاتی ہے۔ صحرائی علاقوں کی آب وہوا شدید گرم اور خشک ہے۔ دن کے وقت درجہ حرارت زیادہ اور رات کے وقت کم ہوتا ہے موسم گرم میں دن کے وقت سخت گرمی پڑتی ہے۔ لُو چلتی ہے اور گرد آلود آندھیاں آتی ہیں پنجاب کا جنوبی صوبہ سندھ کا شمالی وجنوبی علاقہ ریگستانی یا صحرائی خصوصیت کا حامل ہے۔ ان علاقوں کے لوگوں

کی بے شمار مشکلات ہیں بارشیں کم ہوتی ہیں پینے کے لیے پانی میسر نہیں دور دراز علاقوں سے پینے کے لیے پانی لایا جاتا ہے جن علاقوں میں نہریں موجود ہیں وہاں لوگوں کی زندگی بہتر طور پر بسر ہوتی ہے ان علاقوں کے لوگوں کا ذریعہ معاش بھیڑ، بکریاں اور مویشی پالنا ہے۔ یہاں کے لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔

بلوچستان کی آب و ہوا

سطح مرتفع بلوچستان کے علاقوں کی آب و ہوا گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد ہوتی ہے۔ یہ پاکستان کے خشک ترین علاقوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ سردیوں میں بلند و بالا پہاڑی مقامات پر برف باری ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ علاقہ پانی کے ذخائر کی دستیابی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ موسم گرما میں جب برف پگھلتی ہے تو نشیبی علاقوں اور چھوٹے دریاؤں میں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ اس طرح جھیلیں اور موسمی ندی نالے وجود میں آتے ہیں۔ بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں بارش کے پانی کو جمع کر لیا جاتا ہے اور زمین دوز نالیوں ''کاریز'' کے ذریعے مختلف جگہوں پر لایا جاتا ہے تاکہ پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔ بلوچستان میں درجہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے زمین دوز ''کاریز'' بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ نالیوں کے زمین دوز ہونے کی وجہ سے پانی بخارات بن کے نہیں اُڑتا اور نہ ہی زمین میں جذب ہوتا ہے۔ پانی کے میسر ہونے کی وجہ سے یہاں کاشتکاری شروع ہو گئی ہے۔ بلوچستان معدنی ذخائر کی دولت سے مالا مال ہے۔ مقامی لوگوں کی آمدنی کا زیادہ تر دارومدار بھیڑ، بکریاں اور مویشی پالنے اور مقامی وسائل کی دستیابی پر منحصر ہے۔

گلیشیرز اور دریاؤں کا نظام

(Glaciers and Drainge System)

سوال 8: دریاؤں کے نظام سے کیا مراد ہے؟ تفصیلاً نوٹ لکھیے۔

جواب: گلیشیر (Glacier)
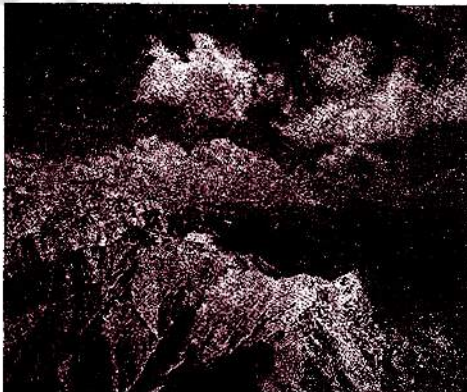
زیادہ بلند و بالا علاقوں اور پہاڑوں پر درجہ حرارت انتہائی کم رہتا ہے اس لیے وہاں برف باری ہوتی رہتی ہے۔ جب برف سالہا سال ایک جگہ پر جمع رہتی ہے تو نیچی تہہ والی برف سخت ہو جاتی ہے اور نیچے کی طرف سرکنے لگتی ہے، اسے گلیشیر کہتے ہیں۔ ہمارے پہاڑوں پر کثرت سے برف باری ہوتی ہے جس سے بڑے بڑے گلیشیرز وجود میں آتے ہیں یہ گلیشیرز موسم گرما میں آہستہ آہستہ پگھل کر سارا سال ہمارے دریاؤں اور نہروں کو پانی مہیا کرتے ہیں، جس سے ہماری زراعت، صنعت اور آبادی کو پانی فراہم ہوتا ہے۔ ہمارا آب پاشی کا منفرد نہری

نظام انھی گلیشیرز کا مرہونِ منت ہے۔

پاکستان کے بڑے گلیشیرز

پاکستان کے چند بڑے گلیشیرز میں سیاچن، بولتورو، بیافو، ہسپر، ریمو اور بتورا کے گلیشیرز ہیں۔

دریاؤں کا نظام (Rivers System)

پاکستان کے گلیشیرز موسمِ گرما میں درجہ حرارت بڑھنے کی وجہ سے پگھلنا شروع ہو جاتے ہیں اور اس کا پانی ہمارے چشموں، نالوں سے بہتا ہوا دریاؤں میں گرتا ہے۔ گلیشیرز کے تخریبی عمل کی وجہ سے پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں تازہ پانی کی کئی جھیلیں بھی بن چکی ہیں جو کہ مقامی لوگوں کی زرعی اور دیگر ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ پاکستان کے تمام رقبے کو دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا سیراب کرتے ہیں۔ دریائے سندھ چین کی سرحد کے قریب شمالی پہاڑوں سے نکل کر مقبوضہ کشمیر سے ہوتا ہوا اسکردو کے مقام پر پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ دریائے سندھ، پنجاب اور سندھ کے میدانوں سے ہوتا ہوا صوبہ سندھ میں ٹھٹھ کے مقام پر بحیرہ عرب میں جا گرتا ہے۔ پاکستان کے کئی چھوٹے بڑے دریا بھی راستے میں اس میں گرتے ہیں۔ یہ تمام دریا، دریائے سندھ کے معاون دریا کہلاتے ہیں۔ ان میں دریائے سندھ کے مشرقی معاون دریا، دریائے جہلم، چناب، راوی اور ستلج شامل ہیں۔ یہ دریا پنجاب میں دریائے سندھ کا حصہ بنتے ہیں۔ دریائے سندھ کے مغربی معاون دریاؤں میں پنج کوڑا، سوات، کابل، کرم اور ٹوچی کے دریا شامل ہیں۔
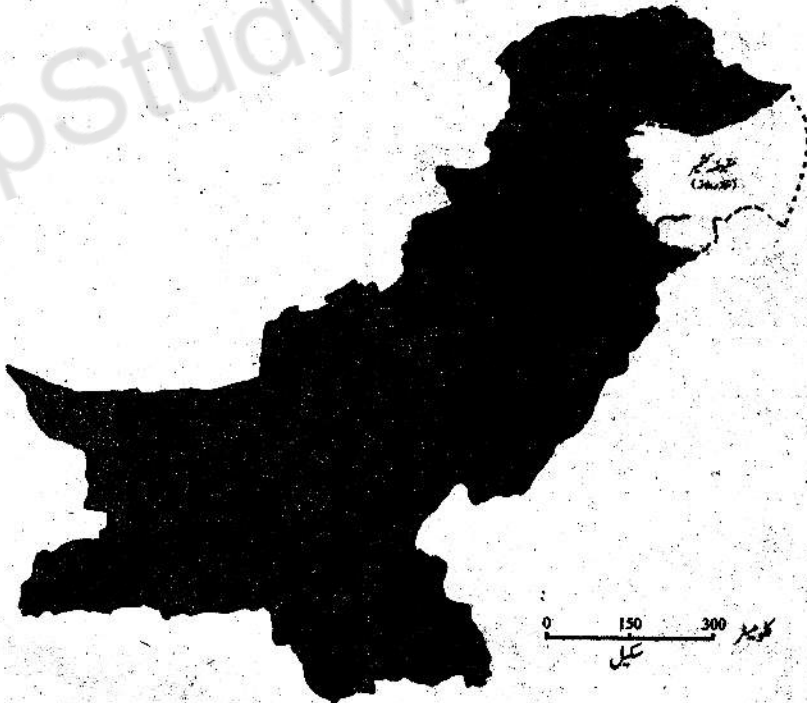
جنگلات اور جنگلی حیات

(Vegetation and Wild Life)

سوال 9: جنگلات کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: جنگلات (Vegetation)

پاکستان کے تمام علاقوں کی آب و ہوا میں نمایاں فرق ہے۔ یہاں مختلف اقسام کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

-1 شمالی علاقہ جات کے جنگلات

پاکستان کے شمالی اور شمال مغربی علاقوں میں سدا بہار جنگلات پائے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے علاقوں کی نسبت ان علاقوں میں اوسطاً بارش زیادہ ہوتی ہے ان علاقوں میں دیودار، کیل، پڑتل اور صنوبر کے قیمتی درخت پائے جاتے ہیں۔ ان درختوں سے اعلیٰ قسم کی لکڑی حاصل ہوتی ہے جو عمارتیں اور فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے۔ یہاں شاہ بلوط، اخروٹ اور کاٹھ کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ شمالی علاقہ جات، مری، ایبٹ آباد، مانسہرہ، چترال، سوات اور دیر صحت افزا مقامات ہیں۔

-2 پہاڑی دامنی علاقے کے جنگلات

پہاڑی دامنی علاقوں میں پشاور، مردان، کوہاٹ، اٹک، راولپنڈی، جہلم اور گجرات کے اضلاع شامل ہیں۔ ان علاقوں میں زیادہ تر پھلاہی، کاہو، جنڈ، بیر، توت، اور سنبل کے درخت پائے جاتے ہیں۔

-3 صوبہ بلوچستان کے جنگلات

پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں کوئٹہ اور قلات ڈویژن خشک پہاڑی جنگلات پر مشتمل ہیں۔ ان جنگلات میں زیادہ تر خاردار جھاڑیاں مازو، چلغوزہ، توت، اور پاپلر کے درخت پائے جاتے ہیں۔ یہ جنگلات 900 سے 3000 میٹر کی بلندی پر واقع ہیں۔

-4 میدانی علاقوں کے جنگلات

میدانی علاقوں کی دریائی وادیوں میں شیشم، پاپلر، شہتوت، سنبل، جامن، دھریک اور سفیدے کے درخت پائے جاتے ہیں۔ ان میدانی علاقوں میں چھانگا مانگا، چیچہ وطنی، خانیوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ، رکھ غلاماں تھل، بہاولپور، تونسہ، سکھر، کوٹری اور گڈو کے اضلاع شامل ہیں۔ دریاؤں کے ساتھ ساتھ بیلے کے جنگلات بھی پائے جاتے ہیں۔ حکومت جنگلات کو فروغ دینے کے لیے سڑکوں اور ریلوے لائنز کے کناروں پر بھی درخت لگا رہی

ہے۔ جنگلات کسی بھی علاقے کی آب و ہوا کو خوش گوار بنا دیتے ہیں اس سے درجہ حرارت کی شدت میں بھی کمی آ جاتی ہے۔

جنگلات کی اہمیت

کسی ملک کی ترقی اور خوشحالی میں جنگلات کی بڑی اہمیت ہے۔ جنگلات خوب صورتی اور دل کشی کا ذریعہ بھی ہیں۔ پاکستان کے جنگلات ملکی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

1- مٹی کا کٹاؤ

شمالی پہاڑی علاقوں میں جنگلات ڈھلوانوں پر اُگے ہوتے ہیں اور ان علاقوں میں بارشیں بھی زیادہ ہوتی ہیں بارشوں کا پانی ڈھلوانوں سے دریاؤں میں گرتا ہے۔ درختوں کا ڈھلوانوں پر ہونا پانی کے بہاؤ میں آڑے آتا ہے جس سے پانی کی رفتار کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح مٹی کا کٹاؤ بھی رُک جاتا ہے اور پانی باقاعدگی سے میدانی علاقوں کو سیراب کرتا ہے۔

2- توانائی کے وسائل

پاکستان میں توانائی کے وسائل بہت کم ہیں جنگلات کی لکڑی سے کوئلہ حاصل کیا جاتا ہے لکڑی کو ایندھن کے طور پر بھی جلایا جاتا ہے۔ کوئلہ توانائی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ کسی ملک کی ترقی کے لیے توانائی بہت اہمیت رکھتی ہے۔

3- جنگلات کا ملکی تجارت میں کردار

جنگلات سے حاصل ہونے والی قیمتی لکڑی فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے اور اس کے علاوہ عمارتوں کی تعمیر میں استعمال ہوتی ہے۔ لکڑی سے بے شمار دوسری اشیاء بنتی ہیں۔

4- کھیلوں کا سامان

جنگلات کی لکڑی سے کھیلوں کا سامان تیار کیا جاتا ہے جسے دوسرے ممالک کو برآمد کر کے زرِ مبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اس طرح جنگلات ملکی تجارت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

5- خوشگوار آب و ہوا

جنگلات کسی بھی علاقے کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتے ہیں اور وہ آب و ہوا کو خوشگوار بنا دیتے ہیں۔ جنگلات سے درجہ حرارت کی شدت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

6- بارش کا سبب

جنگلات کی وجہ سے ہوا کے درجہ حرارت میں کمی واقع ہوتی ہے اور ہوا میں خنکی پیدا ہو جاتی ہے جس سے آبی

بخارات کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے جو بارش کا باعث بنتے ہیں۔

7- زمین کی زرخیزی

جنگلات زمین کی زرخیزی کا ذریعہ ہیں درختوں کی جڑیں زمین کو جکڑے رکھتی ہیں جس کی وجہ سے پانی کے تیز ریلے میں مٹی کی زرخیز تہہ بہہ نہیں سکتی اس طرح زمین کی زرخیزی برقرار رہتی ہے۔

8- پن بجلی کے منصوبے

اگر جنگلات نہ ہو تو دریا اپنے ساتھ ریت اور مٹی کی بڑی مقدار بہا کر لے جا سکتے ہیں جس سے ہمارے ڈیم اور مصنوعی جھیلیں مٹی اور ریت سے بھر سکتی ہیں اور ہمارے پن بجلی، صنعت اور زراعت کے منصوبوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

9- سیم وتھور کے لیے کارآمد

درختوں کی شجر کاری سیم وتھور زدہ علاقوں کے لیے بہت ضروری ہے درخت زمین سے پانی جذب کر لیتے ہیں جس سے زیر زمین پانی کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔ جنگلات کی وجہ سے سیم وتھور کا کافی حد تک سد باب ہو جاتا ہے اور زمین پھر سے کاشت کے قابل اور زرخیز ہو جاتی ہے۔

10- جڑی بوٹیوں کا حصول

جنگلات سے بہت سی جڑی بوٹیاں حاصل ہوتی ہیں ان جڑی بوٹیوں سے ادویات تیار کی جاتی ہیں۔

11- سیاحت کو فروغ

جنگلات خوبصورت اور دل فریب منظر پیش کرتے ہیں جس سے سیاحت کو فروغ حاصل ہوتا ہے پاکستان کے بہت سے شمالی اور شمال مغربی پہاڑی مقامات جنگلات کی وجہ سے صحت افزا مقامات ہیں۔ یہاں لوگ سیر وسیاحت کے لیے آتے ہیں۔

12- جنگلی حیات کے لیے مفید

جنگلات جنگلی حیات کے لیے بہت اہم ہیں جنگلات میں مختلف قسم کے حیوانات اور پرندے (پرند اور چرند) پائے جاتے ہیں۔ جنگلات کی وجہ سے ان کی نشوونما اور زندگی کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

13- پھلوں کا حصول

جنگلات سے ہم مختلف قسموں کے پھل حاصل کرتے ہیں اور جانوروں کے لیے چارہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

14- ملکی معیشت میں کردار

جنگلات کی شجر کاری اور اس سے ملکی مصنوعات کی تیاری وتجارت سے لوگوں کو روزگار مہیا ہوتا ہے۔ اس لیے

جنگلات ملکی معیشت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

15- ریشم سازی کی صنعت

جنگلات لاخ اور ریشم سازی کی صنعت کا ذریعہ ہیں نیز کھمبیاں، شہد اور گوند بھی مہیا کرتے ہیں۔

16- کاغذ اور گتہ سازی

جنگلات کی شجر کاری کاغذ اور گتہ سازی کی صنعت کے لیے بھی مفید ہے۔ درختوں سے کاغذ اور گتہ تیار کیا جاتا ہے۔

حکومت کے اقدامات

حکومتِ پاکستان نے جنگلات کی شجر کاری کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ محکمہ جنگلات اس سلسلہ میں بہت سرگرمِ عمل ہے۔ شعبۂ جنگلات نے تمام بڑے بڑے شہروں میں درخت لگانے کے لیے نرسریاں قائم کی ہیں۔ اِن نرسریوں میں مناسب قیمت پر پودے دستیاب ہوتے ہیں۔

پاکستان میں جنگلی حیات

(Wild Life of Pakistan)

سوال 10: پاکستان میں کون کون سی جنگلی حیات پائی جاتی ہے اور اسے کیا خطرات درپیش ہیں؟

جواب: شمالی علاقہ کی جنگلی حیات

پاکستان کا شمالی علاقہ تین اطراف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ ان پہاڑی سلسلوں میں قراقرم، ہمالیہ اور ہندوکش کے پہاڑ شامل ہیں۔ ان پہاڑوں کی بلندیوں پر بہت سے جنگلی جانور پائے جاتے ہیں۔ جن میں برفانی چیتا، سیاہ ریچھ، بھورا ریچھ، بھیڑیا، سیاہ خرگوش، مارخور، بھرل، پہاڑی بکری، مارکوپولو بھیڑ، ہرن اور تیتر وغیرہ شامل ہیں۔

جنگلی حیات خطرے میں

کچھ جنگلی حیات کی نسل تیزی سے کم ہو رہی ہے مثلاً برفانی چیتا، مارکوپولو بھیڑ اور بھورے ریچھ وغیرہ۔ اس لیے عالمی ادارہ جنگلی حیات نے ان جانوروں کو خطرے کی زد میں قرار دیا ہے۔

1- کم بلند پہاڑی ڈھلوانوں پر جنگلی حیات

شمالی علاقہ کے کم بلند پہاڑی ڈھلوانوں پر بندر، سرخ لومڑی، کالا ہرن، چیتا، تیتر اور چکور وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ سطح مرتفع پوٹھوار، کوہِ نمک اور کالا چٹا پہاڑ پر بہت سے جنگلات ہیں۔ ان جنگلات میں اڑیال، چنکارا ہرن، تیتر، مور، چکور، علاقائی پرندے پائے جاتے ہیں۔
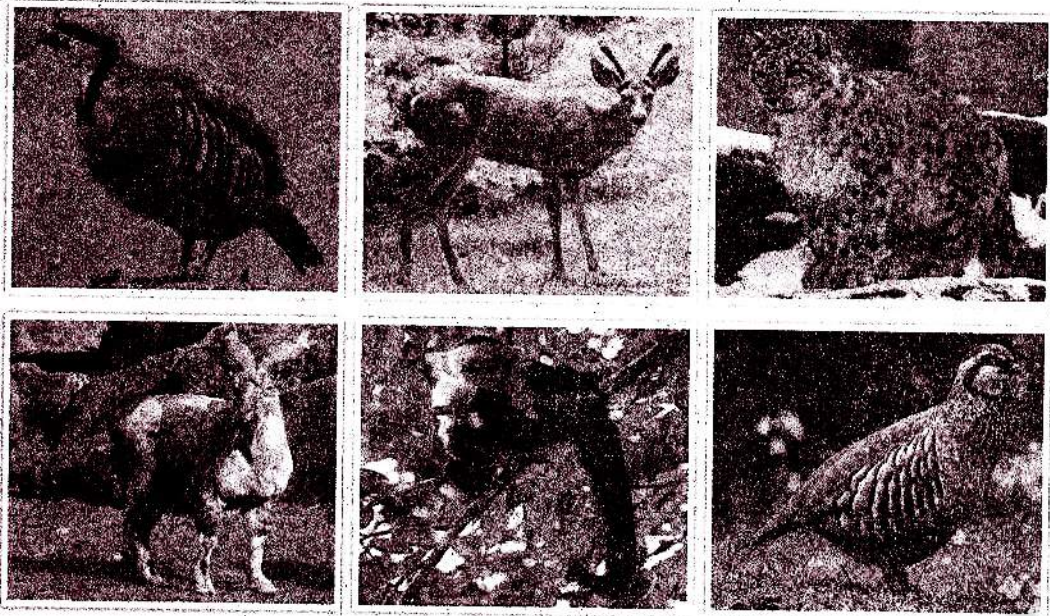
2- میدانی علاقوں کی جنگلی حیات

پاکستان کے میدانی علاقے زراعت کے شعبے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، اس لیے میدانی علاقوں کے جنگلوں میں جنگلی حیات کی نسل تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ ان علاقوں میں گیدڑ، لگڑ بھگڑ، نیولا اور بھیڑیا جیسے جانور دیکھنے کو ملتے ہیں۔
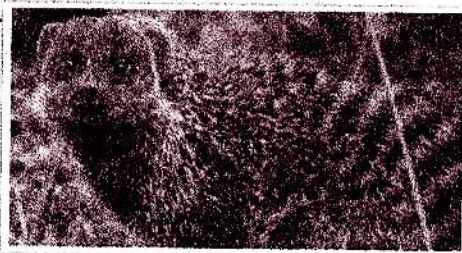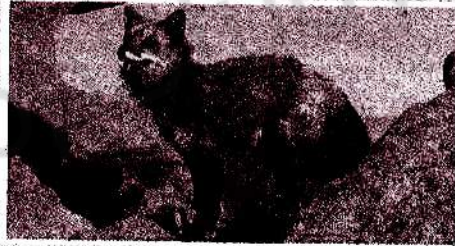
3- ریگستانی علاقے کی جنگلی حیات

ریگستانی علاقوں میں پائے جانے والی جنگلی حیات میں چنکارا ہرن اور مور وغیرہ شامل ہیں۔

4- بلوچستان کے سنگلاخ اور خشک پہاڑ کی جنگلی حیات

بلوچستان کے سنگلاخ اور خشک پہاڑ کئی اقسام کی جنگلی حیات کے مسکن ہیں۔ جن میں مارخور، جنگلی بھیڑ، تیتر، چکور اور جنگلی بلیاں شامل ہیں۔

5- پاکستان میں موسمیاتی پرندوں کی آمد

پاکستان میں بہت سے شکاری پرندے پائے جاتے ہیں۔ جن میں باز، عقاب اور شکرا عام دیکھنے میں ملتے ہیں۔ ان پرندوں کے علاوہ کئی موسمیاتی پرندے ہر سال سردیوں کے شروع میں سائبیریا اور دوسرے سرد ممالک سے ہجرت کر کے پاکستان آتے ہیں اور موسمِ سرما کے ختم ہوتے ہی اپنے علاقوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔

پاکستان کا قومی جانور اور پرندہ

پاکستان کا قومی جانور مارخور ہے اور قومی پرندہ چکور ہے۔ جنگلی حیات کا کسی بھی ملک میں موجود ہونا اس ملک کے حسن اور دلکشی کے ساتھ ساتھ قدرتی توازن کو برقرار رکھنے میں بڑا مددگار ہوتا ہے۔

6- پاکستان میں جنگلی حیات کی کمی کے اسباب

اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو انواع و اقسام کی جنگلی حیات سے نوازا ہے لیکن درج ذیل وجوہات جنگلی حیات کی بقا اور افزائش میں مسلسل کمی کا باعث بن رہی ہیں۔

(i) غیر قانونی شکار (ii) ناقص منصوبہ بندی (iii) انسانی آبادی میں مسلسل اضافہ

(iv) جنگلات کا کٹاؤ (v) پانی کی کمی

(vi) پالتو جانوروں کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے خوراک میں کمی

(vii) جنگلی پناہ گاہوں کا خاتمہ

پاکستان کے اہم قدرتی خطے۔ خصوصیات اور مسائل

(Pakistan's Major Natural Regions. Their Characteristics and problems)

1- میدان

سوال 11: پاکستان کے میدانی خطے کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: قدرتی خطہ

"قدرتی خطہ ایسے علاقے کو کہتے ہیں جس میں سطح زمین کی بلندی، پستی، موسم، نباتات، حیوانات، لوگوں کے رسم و رواج اور رہن سہن کے طور طریقے ایک جیسے ہوں۔"

پاکستان کو درج ذیل پانچ اہم قدرتی خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1- میدانی خطہ 2- صحرائی خطہ 3- ساحلی خطہ

4- مرطوب اور نیم مرطوب پہاڑی خطہ   5- خشک اور نیم خشک پہاڑی علاقہ

7- پاکستان کا میدانی خطہ

میدانی خطے کو دریائے سندھ کا بالائی میدان بھی کہتے ہیں یہ خطہ زرعی لحاظ سے بڑا زرخیز ہے اور یہ دریاؤں کی سال ہا سال سے لائی ہوئی بھل دار نرم مٹی سے بنا ہے۔ یہ خطہ پوٹھوار اور کوہستان نمک سے شروع ہو کر مٹھن کوٹ تک پھیلا ہوا ہے یہ پاکستان کا سب سے بڑا زرعی رقبہ ہے۔

دوآبہ

دو دریاؤں کے درمیان کی زمین کو دوآبہ کہتے ہیں۔ پنجاب کی زمین کئی دوآبوں کے درمیان واقع ہے۔

میدانی خطے میں آبپاشی کا ذریعہ
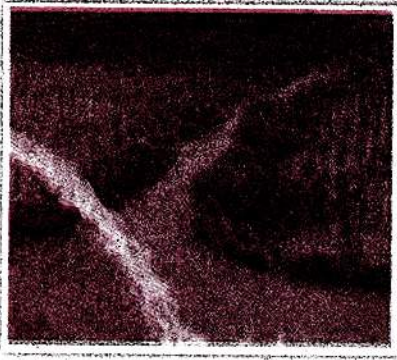
پاکستان میں فصلوں کی آبپاشی کا بڑا ذریعہ نہریں ہیں۔ ملک میں آبادی کی بڑھتی ہوئی زرعی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے نہروں کے علاوہ ٹیوب ویلوں سے بھی آبپاشی کی جاتی ہے۔ آبپاشی کے لیے دریاؤں پر بیراج بنا کر نہریں اور رابطہ نہریں نکالی گئی ہیں۔ آبپاشی کے لیے نہریں اور بیراج زیادہ تر پنجاب کے میدانی خطے میں ہیں۔

چاول کی فصل

میدانی خطے کی اہم فصلیں

اس خطے کی اہم فصلیں گندم، کپاس، چاول، گنا اور مکئی ہیں۔ یہاں کینو، آم اور امرود کے باغات بھی وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

میدانی خطے کی زرعی لحاظ سے اہمیت

اس خطے کی زرعی نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت ہے یہ خطہ نہ صرف ملک کی غذائی ضروریات پوری کرتا ہے۔ بلکہ کئی اقسام کے پھل، کپاس اور چاول کی برآمد سے کثیر زرمبادلہ بھی کماتا ہے۔ یہاں کا باسمتی چاول اپنی خوشبو اور ذائقہ کے لحاظ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

میدانی خطے میں صنعتی ترقی

اس خطے کی زرعی پیداوار کی بنیاد پر صنعتی ترقی بھی اس کی نمایاں خصوصیت ہے۔ پنجاب کے میدانی خطے کا زیادہ تر حصہ گنجان آباد علاقے پر مشتمل ہے اور یہاں بڑے بڑے شہر لاہور، فیصل آباد اور ملتان وغیرہ آباد ہیں۔

سندھ کا میدانی خطہ

اس خطے کو دریائے سندھ کا زیریں میدان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ خطہ بھی زرعی لحاظ سے بہت زرخیز ہے۔ اس کے
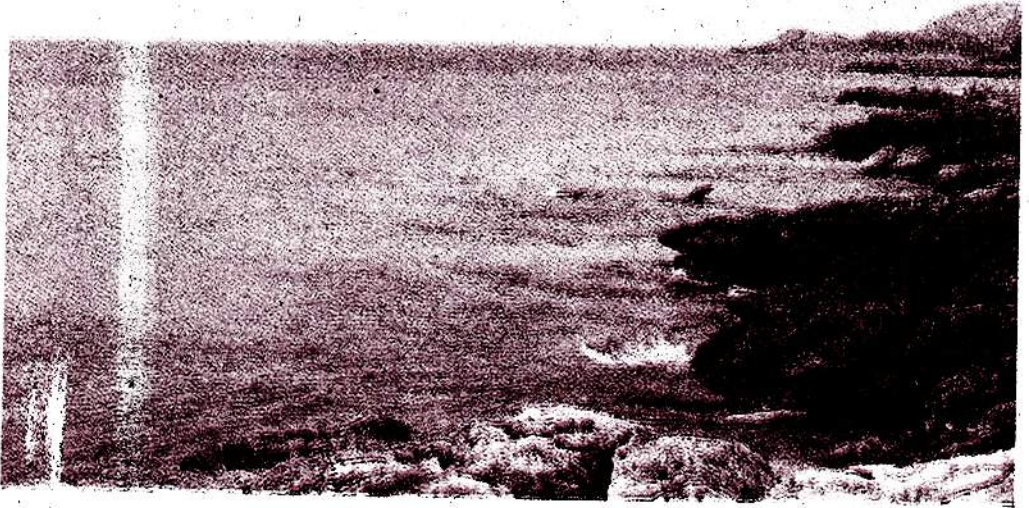
مکران کے ساحل کا موسم

مکران کے ساحل میں بارش زیادہ تر سردیوں کے موسم میں ہوتی ہے۔اس علاقے کا موسم سارا سال خشک اور معتدل رہتا ہے۔صوبہ سندھ کے ساحلی علاقے کی ہوا میں بہت نمی رہتی ہے جبکہ بارش کی صورت حال غیر یقینی ہوتی ہے۔

ساحلی خطے کے جنگلات

دریائے سندھ کے ڈیلٹا کے مشرق کی طرف مینگرو و (Mangrove) کے جنگلات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہ جنگلات سمندری لہروں سے بچاؤ کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔اس سے مچھلی کی افزائش میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہاں کے کافی لوگ ماہی گیری کے پیشے سے وابستہ ہیں۔

4-مرطوب اور نیم مرطوب پہاڑی خطہ

سوال 14: پاکستان کے مرطوب اور نیم مرطوب پہاڑی خطے کون کون سے ہیں؟

جواب: مرطوب پہاڑی علاقہ

وسطی ہمالیہ کے مرطوب پہاڑی خطے میں ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہزارہ اور مری کا علاقہ شامل ہے یہ پاکستان کا سب سے مرطوب پہاڑی خطہ ہے۔اس خطے میں گرمیوں اور سردیوں کے دونوں موسموں میں بارش ہوتی ہے۔ یہاں مون سون کی ہوائیں زیادہ بارش کا موجب بنتی ہیں۔اس خطے کا موسم گرمیوں میں بڑا خوشگوار ہوتا ہے جون کے مہینے میں یہاں کا اوسط درجہ حرارت عموماً 26° ڈگری سینٹی گریڈ تک رہتا ہے۔

نیم مرطوب پہاڑی علاقہ

اس نیم مرطوب پہاڑی خطے میں کوہ ہمالیہ کے شمالی اور عقبی علاقے شامل ہیں۔ان میں وادیٔ کشمیر، وادیٔ چترال، وادیٔ سوات اور کوہاٹ کے علاقے شامل ہیں۔اس خطے میں بہت زیادہ بارشیں نہیں ہوتیں۔ وادیٔ کشمیر میں سب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ یہاں زیادہ تر بارش فروری سے اکتوبر تک کے مہینوں میں ہوتی ہے۔

5- خشک اور نیم خشک پہاڑی خطہ

سوال 15: پاکستان کے خشک اور نیم خشک پہاڑی خطے کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: خشک پہاڑی خطہ

اس خشک پہاڑی علاقے میں صوبہ بلوچستان میں لسبیلہ، مکران، قلات کی چھوٹی پہاڑیاں، چاغی اور خاران کے ریگستانی علاقے، شمالی علاقہ جات جن میں سکردو، چترال اور گلگت وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔صوبہ خیبر پختونخوا کے خشک پہاڑی علاقے میں جنوب مغربی اضلاع ٹانک، بنوں، ڈی آئی خاں، کرک اور کوہاٹ وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔

خشک پہاڑی خطے کا موسم

ان علاقوں میں سالانہ بارش 12 انچ سے کم ہوتی ہے۔ یہاں کے بعض علاقوں میں گرمیوں کے موسم میں درجہ حرارت 47 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے جبکہ موسم سرما میں سخت سردی پڑتی ہے۔

خشک پہاڑی خطے کے جنگلات

یہاں کا موسم سرما بہت شدید ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ علاقہ جنگلات سے محروم ہے اور جن علاقوں میں پانی دستیاب ہے وہاں پھلوں کے باغات اور فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔

نیم خشک پہاڑی خطہ

نیم خشک پہاڑی علاقے میں کالا چٹا پہاڑ، کوہ نمک، کوہ سلیمان اور کوہ کیرتھر کے پہاڑی سلسلے شامل ہیں۔ یہاں کا

موسم گرمیوں میں گرم اور طویل ہوتا ہے۔ یہاں سالانہ بارش کی اوسط مقدار 12 سے 15 انچ تک ہوتی ہے۔

نیم خشک پہاڑی خطے کے پھل/ باغات

یہ نیم خشک پہاڑی علاقہ پھلوں کے لیے خاص طور پر بادام، سیب، انار اور خوبانی کے باغات کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔

نیم خشک پہاڑی خطے کی اہم فصلیں

اس علاقہ کی اہم فصلوں میں گنا، چاول، گندم، مکئی، جوار، چنا، مونگ پھلی اور دالیں شامل ہیں۔

بڑے ماحولیاتی خطرات اور اُن کا حل

(Major Enviornmental Hazards and Their Remedies)

سوال 16: ملک کو درپیش ماحولیاتی خطرات بیان کریں اور ماحولیاتی آلودگی کی اقسام پر نوٹ لکھیے۔

جواب: ماحول سے مراد

ہمارے گردوپیش موجود تمام چیزیں اور عوامل جو ہم پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں ماحول کہلاتے ہیں۔ یعنی ہوا، پانی، پہاڑ، زمین کے طبعی خدوخال، مٹی، نباتات اور دیگر مظاہر فطرت ہمارا ماحول بناتے ہیں۔

ماحول کے زیر اثر انسانی سرگرمیاں

انسان کی معاشی، سیاسی، اقتصادی، سماجی، مذہبی اور دیگر سرگرمیاں جو وہ کسی خاص علاقے میں سرانجام دیتا ہے یہ تمام سرگرمیاں اُس کے ماحول کے زیر اثر ہوتی ہیں۔

انسانی ماحول کو درپیش خطرات

آبادی کی گنجانی ماحول پر اثر انداز ہونے والا ایک اہم عنصر ہے۔ کسی ملک کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی بے

شمار مسائل پیدا کر رہی ہے۔ اگر ہمیں ایک طرف غذا کے حصول میں مسئلہ درپیش ہے تو دوسری طرف زرعی وسائل تیزی سے کم ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر ہمیں پانی کی کمی کا سامنا ہے ان مسائل کی وجہ سے مرغزار، ریگزار بنتے جا رہے ہیں۔ ہمیں ان ماحولیاتی مسائل کو سمجھنا ہوگا اور اُن کا تجزیہ کرنا ہوگا تا کہ ان مسائل اور خطرات کے تدارک کے لیے کوئی موزوں حل تلاش کیا جا سکے۔

اس وقت ہمارے ماحول کو درج ذیل بڑے خطرات کا سامنا ہے۔

1- سیم وتھور
2- جنگلات کا ختم ہونا
3- زمین کا صحرا میں تبدیل ہو جانا
4- ماحولیاتی آلودگی کا بڑھنا

1- سیم وتھور (Water Logging and Salinity)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ ہمارے ملک میں بے شمار زرعی مسائل ہیں۔ سیم اور تھور ایک اہم مسئلہ ہے۔ جب تک ان مسائل پر قابو نہیں پایا جاتا ہم اس شعبہ میں خاطر خواہ ترقی نہیں کر سکتے۔ پانی کی زیر زمین زیادتی سے سیم اور کمی سے تھور کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ پاکستان کا قریباً 2 کروڑ ایکڑ رقبہ سیم اور تھور کا شکار ہے۔ سیم اور تھور سے نہ صرف زمین کی زرخیزی متاثر ہو رہی ہے بلکہ فصلوں سے مطلوبہ پیداوار بھی حاصل نہیں ہو رہی اور اس سے ماحولیاتی آلودگی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

سیم وتھور سے متاثرہ زمین

سیم وتھور کے مسائل کی بڑی وجوہات درج ذیل ہیں:-

(i) نہروں سے پانی کا رساؤ۔
(ii) ناہموار کھیت۔
(iii) آبپاشی کے قدیم اور روایتی طریقوں کا استعمال سے۔
(iv) ایک جیسی فصلوں کی مستقل کاشت کرنے سے۔

حکومت پاکستان نے سیم وتھور کے مسائل پر قابو پانے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے ہیں۔

(i) ٹیوب ویل

حکومت زراعت کے لیے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کر رہی ہے۔جس سے زیرزمین پانی کی سطح کم ہو جاتی ہے اور حاصل شدہ پانی کے استعمال سے تھور میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

(ii) نہروں اور کھالوں کو پختہ کرنا

آبپاشی کے لیے نہروں اور کھالوں کو پختہ کیا جار ہا ہے۔تا کہ پانی کا زیرزمین رساؤ نہ ہو سکے۔

(iii) نکاسی آب

کھیتوں میں نکاسی آب کے لیے مناسب انتظام کیا جار ہا ہے تا کہ کھیتوں میں پانی کھڑا نہ ہو سکے۔

(iv) لیبارٹریوں کا قیام

حکومت پانی اور مٹی کے تجزیے کے لیے لیبارٹریاں قائم کر رہی ہے۔تا کہ اجناس کی مطلوبہ پیداوار حاصل کی جا سکے۔

(v) کاشتکاروں کی تربیت

حکومت کاشتکاروں کی تربیت ومشاورت کے لیے زرعی ورکشاپوں کا انعقاد کر رہی ہے۔

-2 جنگلات کا ختم ہونا (Deforestation)

عالمی ماہرین نباتات کے مطابق کسی بھی ملک میں معتدل آب و ہوا کے لیے ضروری ہے کہ اس کے کل رقبے کے 20 سے 50 فیصد حصے میں جنگلات ہونے چاہئیں۔لیکن ہمارے ملک میں صرف 5 فیصد رقبے پر جنگلات موجود ہیں اور جنگلات میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے۔جنگلات میں کمی کی بہت سی وجوہات ہیں۔اُن میں سے چند وجوہات اہم درج ذیل ہیں۔

جنگلات کو کاٹنے کے بعد کا منظر

1- درختوں کا ضرورت سے زیادہ کٹاؤ 2- آبادی میں اضافے کی وجہ سے لکڑی کی ضروریات میں اضافہ
3- سیم اور تھور میں اضافہ 4- درختوں کی بیماریاں 5- بارشوں کی کمی
6- جنگلات میں لگنے والی آگ 7- ماحولیاتی آلودگی 8- دریائی پانی کی کمی

جنگلات کی کمی سے درج ذیل مسائل پیدا ہوتے ہیں:

(i) حکومت کی آمدنی میں کمی ہوتی ہے۔
(ii) زمین کے کٹاؤ میں اضافہ ہوتا ہے۔
(iii) موسمیاتی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔
(iv) ڈیموں میں ریت اور گار بھر جانے سے ان کی پانی جمع کرنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جس سے پن بجلی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔
(v) جنگلی حیات میں کمی واقع ہوتی ہے۔
(vi) ماحولیاتی حُسن تنزلی کا شکار ہوتا ہے۔
(vii) جنگلات کی کمی سے ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس سے انسانی صحت متاثر ہوتی ہے۔

حکومتی اقدامات

حکومت پاکستان جنگلات کے فروغ کے لیے بڑی کوششیں کر رہی ہے اور ہر سال بہت سے اقدامات کرتی ہے۔ جن میں سے چند اقدامات درج ذیل ہیں۔

(i) شجرکاری مہم

حکومت سال میں دو بار سرکاری سطح پر شجرکاری مہم چلاتی ہے۔

(ii) درخت اُگانے کا رجحان پیدا کرنا

حکومت کئی اقسام کے بیج درآمد کرتی ہے اور نرسری اُگا کر عوام کو پودے فراہم کرتی ہے تاکہ لوگوں میں درخت اُگانے کا رجحان پیدا کیا جا سکے۔

(iii) اشتہاری مہم

حکومت ذرائع ابلاغ کے ذریعے اشتہاری مہم چلا کر عوام میں جنگلات کی شرح میں اضافے کا شعور پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

حکومتی اقدامات کے اثرات

حکومت کے مندرجہ بالا اقدامات سے جنگلات کے فروغ میں بہتری کی توقع کی جا سکتی ہے لیکن شجرکاری مہم کو زیادہ

موثر اور قابلِ عمل بنانے کے لیے اس کا دائرہ کار سکولوں اور کالجوں کی سطح تک بڑھانا ضروری ہے۔ نیز درختوں کی چوری روکنے کے لیے سخت قانون سازی کی بھی ضرورت ہے۔

3- زمین کا صحرا میں تبدیل ہو جانا (Desertification)

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے زرخیز زمین کی دولت سے مالا مال کیا ہے لیکن یہ سونا اُگلنے والی زمین صحرا میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں:
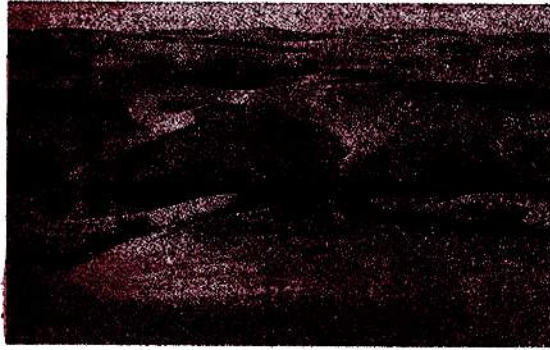
زمین کا صحرا میں تبدیل ہونے کے بعد منظر

(i) زمین پر فصلوں کا بار بار اُگانا

زمین کے کسی ایک ٹکڑے پر فصلوں کے بار بار اُگانے سے اس کی زرخیزی کم ہو جاتی ہے اور زمین بنجر ہو کر صحرا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(ii) مویشیوں کا کھیتوں میں چرنا

مویشیوں کے کھیتوں میں زیادہ چرنے سے نباتات جڑوں سے اکھڑ جاتے ہیں جس سے زمین صحرا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(iii) کاشت کے ناقص طریقوں کا استعمال

کھیتی باڑی کے لیے ناقص طریقوں کا استعمال، جنگلات کا کاٹنا اور تیزی سے بڑھتا ہوا زمینی کٹاؤ بھی زمین کو صحرا میں تبدیل کرنے کا موجب بنتا ہے۔

(iv) انسانی آبادی کا بڑھنا

انسانی آبادی کا تیزی سے بڑھنا اور سیم و تھور بھی قدرتی زمین کو صحرا میں تبدیل کرنے کا باعث ہے۔

(v) قدرتی زمین کا استعمال

جنگلات کو کاٹ کر عمارتیں، کارخانے اور سڑکیں بنانے سے قدرتی زمین ختم ہو جاتی ہے۔

(vi) زمین کی مناسب دیکھ بھال نہ ہونا

قدرتی زمین کی مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے بھی زمین صحرا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

4- ماحولیاتی آلودگی اور اس کی اقسام (Environmental pollution and its Types)

آلودگی

ہمارے صاف ستھرے ماحول میں ایسے اجزا کا شامل ہو جانا جو اس کی قدرتی حالت میں ناخوشگوار تبدیلی لے آئیں، ماحولیاتی آلودگی کہلاتا ہے۔ تمام جانداروں کی صحیح نشوونما کے لیے صاف ستھرا ماحول ناگزیر ہے۔ جوں جوں انسانی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی تناسب سے ضروریات زندگی بڑھتی جا رہی ہیں جس سے ماحولیاتی آلودگی جیسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی کی اقسام

i- فضائی آلودگی ii- آبی آلودگی iii- زمینی آلودگی iv- شور کی آلودگی

i- فضائی آلودگی

صاف ہوا زمین پر بسنے والی تمام مخلوق بشمول نباتات کے لیے بھی بہت ضروری ہے لیکن دورِ حاضر میں صاف ہوا کا میسر آنا دن بدن مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ فضائی آلودگی کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

فضائی آلودگی

(ا) دھواں

کارخانوں، فیکٹریوں، گھروں، ٹرانسپورٹ، اینٹوں کے بھٹوں، آگ اور سگریٹ وغیرہ کا دھواں آلودگی کا باعث بنتا ہے۔

(ب) خطرناک گیسیں

اس میں فصلوں کی کھادوں اور کیڑے مار ادویات سے لے کر گھروں میں کی جانے والی سپرے، فیکٹریوں سے نکلنے والی گیسیں اور گاڑیوں سے نکلنے والی مضرِ صحت گیسیں شامل ہیں۔

(ج) گرد

اس میں آندھی اور گرد باد کے علاوہ اڑتی ہوئی مٹی کے ذرات وغیرہ شامل ہیں۔

فضائی آلودگی کے اثرات

فضائی آلودگی سے زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے اور ایسی موسمیاتی تبدیلیوں کے رونما ہونے کا اندیشہ ہے جس سے انسانوں، جانوروں اور فصلوں پر انتہائی مضر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

ii- آبی آلودگی

ہوا کی طرح پانی بھی زندگی کے لیے لازمی عنصر ہے۔ اگرچہ زمین کا تین چوتھائی حصہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے لیکن انسانی استعمال کے لیے اندازاً صرف تین فیصد پانی دستیاب ہے۔ یہ پانی بھی دن بدن آلودہ ہوتا جا رہا ہے۔ جس کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں:۔
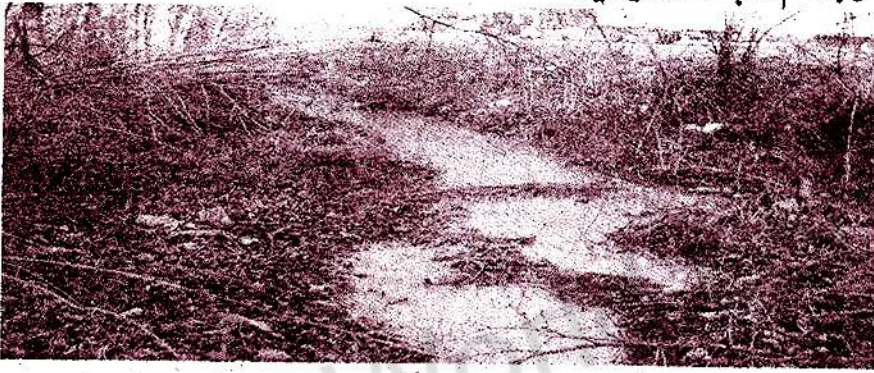
آبی آلودگی

آبی آلودگی کی وجوہات

(i) آلودہ پانی کا پھینکنا

گھروں اور صنعتوں کا استعمال شدہ آلودہ پانی دریاؤں اور نہروں میں ڈالا جاتا ہے جو کہ فصلوں کے علاوہ آبی حیات کے لیے بھی مضر ہے۔

(ii) سیوریج سسٹم

سیوریج سسٹم کے ذریعے گھروں کا آلودہ پانی زیرِ زمین جذب ہو کر صاف پانی کو آلودہ کر رہا ہے۔

(iii) نالیوں کا پانی

گھروں کی نالیوں کا پانی دریاؤں اور نہروں میں شامل ہو کر اسے آلودہ کر رہا ہے۔

(iv) زہریلی ادویات

فصلوں پر سپرے کی جانے والی زہریلی دوائیاں زمین میں جذب ہو کر زیرِ زمین پانی کو آلودہ کر رہی ہیں۔

(v) کھادوں کا استعمال

زراعت کے لیے استعمال کی جانے والی مختلف قسم کی کھادیں زیرِ زمین پانی میں شامل ہو کر اسے آلودہ کر رہی ہیں۔

آبی آلودگی کے اثرات

آبی آلودگی کے باعث بہت سی بیماریاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ مثلاً ہیضہ، ہیپاٹائٹس، ٹائیفائیڈ، جلد اور آشوبِ چشم کی بیماری وغیرہ۔ آبی آلودگی انسانوں کے ساتھ ساتھ آبی مخلوق کے لیے بھی مضرِ صحت ہے۔ اس سے ماہی گیری کے شعبے کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

-III زمینی آلودگی

زمینی آلودگی کی بڑی بڑی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

-1 گھریلو اور فیکٹریوں کے استعمال شدہ پانی کا زمین پر پھیل جانا۔
-2 فصلوں پر سپرے کرنا اور زمین میں کھاد کا استعمال کرنا۔
-3 قدرتی آفات جیسے زلزلے، سیلاب وغیرہ کا آنا۔
-4 زمین کا سیم و تھور زدہ ہونا۔
-5 گھریلو اور صنعتی کوڑا کرکٹ کا زمین پر پھینکنا۔

آلودگی سے متاثرہ زمین

زمینی آلودگی کے اثرات

زمینی آلودگی سے خوراک کی پیداوار میں شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ زمینی آلودگی کا تیزی سے بڑھنا فصلوں، جنگلات اور جنگلی مخلوق کے لیے بڑا نقصان دہ ہے۔

-IV شور کی آلودگی

کرۂ ارض پر غیر ضروری اور ناخوشگوار آواز شور کہلاتی ہے۔ بسوں، ویگنوں، کاروں، رکشاؤں، جہازوں، ریل گاڑیوں، ڈھول ڈرموں، پھیری والوں، لاؤڈ سپیکروں، مختلف اقسام کے ہارنوں اور مشینوں وغیرہ کا ایسا ہی شور

روز بروز ماحول کی آلودگی کا باعث بن رہا ہے۔ شور کی آلودگی دیہی علاقوں کی نسبت شہروں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔
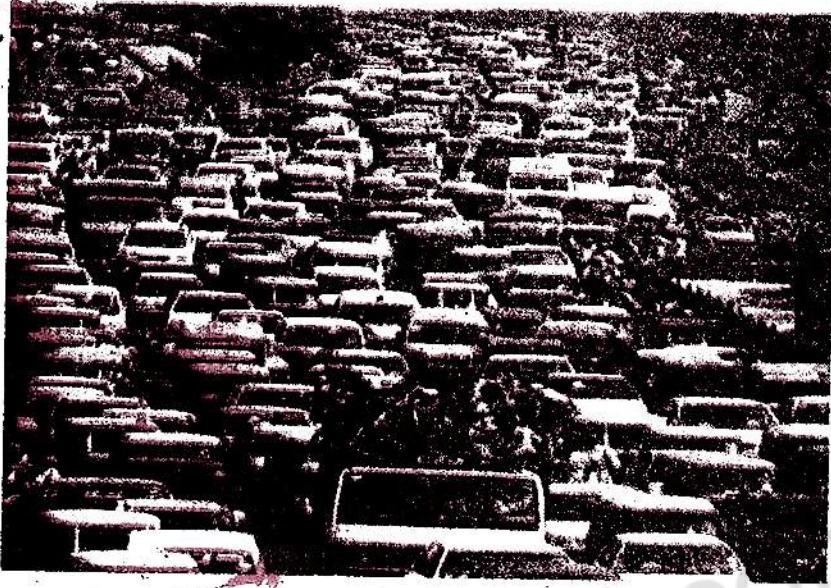
شور کی آلودگی

شور کی آلودگی کے اثرات

اس آلودگی سے ہمارے سننے، سوچنے اور کام کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ شور کی آلودگی انسانی صحت پر بہت برے اثرات ڈالتی ہے۔ مثلاً ہائی بلڈ پریشر، بے چینی، چڑ چڑا پن اور سر درد جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کو درپیش مشکلات

1- پانی کو درپیش مشکلات

سوال 17: پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کو بچانے میں درپیش مشکلات کی نشاندہی کیجیے۔

جواب: پانی

پانی کے حصول میں درج ذیل مشکلات درپیش ہیں:

(i) پانی کا بے تحاشا استعمال

پانی کے بے تحاشا استعمال سے زیر زمین پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں جس سے مستقبل میں پانی کی قلت جیسے

مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

(ii) آبپاشی کے لیے پرانے طریقوں کا استعمال

آبپاشی اور فصلوں کی کاشت کے لیے قدیم اور پرانے طریقوں کے استعمال سے پانی ضائع ہو رہا ہے۔

(iii) ڈیموں کی عدم تعمیر

ڈیموں اور نئے آبی ذخائر کی عدم تعمیر سے پانی کی شدید کمی کا سامنا ہے۔

(iv) نہروں اور کھالوں کا پختہ نہ ہونا

آبپاشی کے لیے نہروں اور کھالوں کے پختہ نہ ہونے کے باعث کافی مقدار میں پانی ضائع ہو جاتا ہے۔

(v) پانی ذخیرہ کرنے کا مسئلہ

ہمارے پاس پانی کو ذخیرہ کرنے کا مناسب انتظام نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے کافی مقدار میں پانی سمندر کی نذر ہو کر ضائع ہو رہا ہے۔

2- زمین کو درپیش مشکلات

(i) آبادی میں اضافہ

ہمارے ملک کی آبادی میں تیزی کے ساتھ مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس سے زیرِ کاشت رقبے میں کمی واقع ہو رہی ہے۔

(ii) سیم وتھور

سیم وتھور کی وجہ سے ہماری زمین کی زرخیزی بُری طرح متاثر ہو رہی ہے۔

(iii) کاشت کے پرانے طریقے

زمین کو پرانے اور قدیم طریقوں سے کاشت کیا جا رہا ہے جس سے فصل کی پیداوار میں اضافہ ممکن نہیں ہے۔

(iv) ایک جیسی فصلیں کاشت کرنا

زمین پر بار بار ایک جیسی فصلیں اُگانے سے زمین کی زرخیزی متاثر ہو رہی ہے۔

(v) صنعتی اور گھریلو استعمال شدہ اشیاء

صنعتی اور گھریلو استعمال شدہ اشیاء ہماری زمین کی صلاحیتوں کو متاثر کر رہی ہیں۔

(حصہ دوم)

○ مختصر جوابات دیں۔

سوال 1: جنگلات کی کمی کی پانچ وجوہات لکھیے۔

جواب: جنگلات کی کمی سے درج ذیل مسائل پیدا ہوتے ہیں:

(i) جنگلات کی کمی سے ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس سے انسانی صحت متاثر ہوتی ہے۔

(ii) ماحولیاتی حُسن تنزلی کا شکار ہوتا ہے۔

(iii) موسمیاتی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

(iv) جنگلی حیات میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(v) حکومت کی آمدنی میں کمی ہوتی ہے۔

سوال 2: پاکستان کا محلِ وقوع بیان کیجیے۔

جواب: پاکستان کا محلِ وقوع

براعظم ایشیا کے جنوب میں عرض بلد: ½ °23 درجے شمالی سے °37 درجے شمالی کے درمیان طول بلد: °61 درجے مشرقی سے °77 درجے مشرق کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان کی مشرقی سرحد بھارت، شمالی سرحد چین اور مغربی سرحد افغانستان اور ایران سے ملتی ہے اور جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

سوال 3: زمینی آلودگی کی پانچ وجوہات بیان کیجیے۔

جواب: (i) آلودہ پانی کا پھینکنا: گھروں اور صنعتوں کا استعمال شدہ آلودہ پانی دریاؤں اور نہروں میں ڈالا جاتا ہے جو کہ فصلوں کے علاوہ آبی حیات کے لیے بھی مضر ہے۔

(ii) سیوریج سسٹم: سیورج سسٹم کے ذریعے گھروں کا آلودہ پانی زیرِ زمین جذب ہو کر صاف پانی کو آلودہ کر رہا ہے۔

(iii) نالیوں کا پانی: گھروں کی نالیوں کا پانی دریاؤں اور نہروں میں شامل ہو کر اسے آلودہ کر رہا ہے۔

(iv) زہریلی ادویات: فصلوں پر سپرے کی جانے والی زہریلی دوائیاں زمین میں جذب ہو کر زیرِ زمین پانی کو آلودہ کر رہی ہیں۔

(v) کھادوں کا استعمال: زراعت کے لیے استعمال کی جانے والی مختلف قسم کی کھادیں زیرِ زمین پانی میں شامل ہو کر اسے آلودہ کر رہی ہیں۔

سوال 4: درہ ٹوچی اور درہ گومل کس پہاڑی سلسلے میں واقع ہیں؟

جواب: وزیرستان کا پہاڑی سلسلہ دریائے کرّم کے جنوب میں پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ درہ ٹوچی اور درہ گومل انھی پہاڑی سلسلوں میں واقع ہیں۔

سوال5: ماحولیاتی آلودگی کی اقسام تحریر کیجیے۔

جواب: ماحولیاتی آلودگی کی مندرجہ ذیل چار اقسام ہیں:

i- فضائی آلودگی   ii- آبی آلودگی   iii- زمینی آلودگی   iv- شور کی آلودگی

سوال6: پاکستان میں واقع پانچ بڑے گلیشیرز کے نام لکھیے۔

جواب: پاکستان کے پانچ بڑے گلیشیرز: (i) سیاچن (ii) بولتورو (iii) بیافو (iv) ہسپر (v) ریمو

سوال7: اس وقت ہمارے ماحول کو کون کون سے خطرات درپیش ہیں؟

جواب: ہمارے ماحول کو درج ذیل بڑے خطرات کا سامنا ہے۔

(i) سیم وتھور   (ii) جنگلات کا ختم ہونا

(iii) زمین کا صحرا میں تبدیل ہو جانا   (iv) ماحولیاتی آلودگی کا بڑھنا

سوال8: زمینی آلودگی میں کمی کے لیے پانچ حکومتی اقدامات بیان کیجیے۔

جواب: حکومت پاکستان نے زمینی آلودگی کے مسائل پر قابو پانے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے ہیں۔

(i) ٹیوب ویل: حکومت زراعت کے لیے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کر رہی ہے۔ جس سے زیر زمین پانی کی سطح کم ہو جاتی ہے اور حاصل شدہ پانی کے استعمال سے تھور میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

(ii) نہروں اور کھالوں کو پختہ کرنا: آبپاشی کے لیے نہروں اور کھالوں کو پختہ کیا جا رہا ہے۔ تاکہ پانی کا زیر زمین رساؤ نہ ہو سکے۔

(iii) نکاسی آب: کھیتوں میں نکاسی آب کے لیے مناسب انتظام کیا جا رہا ہے تاکہ کھیتوں میں پانی کھڑا نہ ہو سکے۔

(iv) لیبارٹریوں کا قیام: حکومت پانی اور مٹی کے تجزیے کے لیے لیبارٹریاں قائم کر رہی ہے۔ تاکہ اجناس کی مطلوبہ پیداوار حاصل کی جا سکے۔

(v) کاشتکاروں کی تربیت: حکومت کاشتکاروں کی تربیت ومشاورت کے لیے زرعی ورکشاپوں کا انعقاد کر رہی ہے۔

سوال9: ہمالیہ کبیر کے پہاڑی سلسلے کی مشہور چوٹی کون سی ہے؟

جواب: ہمالیہ کبیر کا پہاڑی سلسلہ

یہ دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلوں میں سے ایک ہے اور یہ سارا سال برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ پیر پنجال اور ہمالیہ کبیر کے درمیان کشمیر کی جنت نظیر وادی ہے۔ وادی میں کئی گلیشیر (برفانی تودے) پائے جاتے ہیں جن کے پگھلنے سے دریا معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ اس سلسلے کی مشہور پہاڑی چوٹی نانگا پربت ہے جو 8126 میٹر بلند ہے۔ اس کی اوسط بلندی 6500 میٹر ہے۔

سوال10: پاکستان کے پانچ اہم قدرتی خطوں کے نام لکھیے۔

جواب: پاکستان کو درج ذیل پانچ اہم قدرتی خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے

1- میدانی خطہ   2- صحرائی خطہ   3- ساحلی خطہ

4- مرطوب اور نیم مرطوب پہاڑی خطہ 5- خشک اور نیم خشک پہاڑی علاقہ

سوال 11: پاکستان کے لیے افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: پاکستان کے مغرب اور شمال مغرب میں افغانستان کے علاوہ روس کی نو آزاد مسلم ریاستیں قازقستان، کرغیزستان، تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان اور ازبکستان واقع ہیں۔ یہ سبھی ممالک سمندر سے دور ہیں۔ ان ممالک کو سمندر تک پہنچنے کے لیے پاکستان کی سرزمین استعمال کرنی پڑتی ہے۔ وسطی ایشیائی ممالک تیل اور قدرتی گیس کی دولت سے مالا مال ہیں، زراعت میں خود کفیل ہیں اور خوش حال ہیں۔ ان ریاستوں کی کل آبادی پاکستان کی آبادی سے کم ہے۔ ان تمام ریاستوں کا مجموعی رقبہ پاکستان کے رقبے سے چھ گنا زیادہ ہے۔

سوال 12: جنگلات کی بہتری کے لیے حکومت کون کون سے اقدامات کر رہی ہے؟

جواب: **حکومتی:** حکومتِ پاکستان نے جنگلات کی شجرکاری کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ محکمہ جنگلات اس سلسلہ میں بہت سرگرمِ عمل ہے۔ شعبۂ جنگلات نے تمام بڑے بڑے شہروں میں درخت لگانے کے لیے نرسریاں قائم کی ہیں۔ اِن نرسریوں میں مناسب قیمت پر پودے دستیاب ہوتے ہیں۔

سوال 13: ٹوبا کاکڑ کا پہاڑی سلسلہ کہاں واقع ہے؟

جواب: **ٹوبا کاکڑ پہاڑی سلسلہ:** ٹوبا کاکڑ پہاڑی سلسلہ پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ وزیرستان کی پہاڑیوں کے جنوب میں واقع ہے۔ پہاڑیوں کا یہ سلسلہ شمال سے جنوب کی طرف چلتا ہوا کوئٹہ کے شمال پر آ کر ختم ہو جاتا ہے۔

تفصیل سے جوابات دیجیے۔

5- پاکستان کے محلِ وقوع کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 2

6- پاکستان کے پہاڑی سلسلوں کا حال بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 3

7- درج ذیل پر نوٹ لکھیے۔

(الف) سطح مرتفع (ب) میدان

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 4

8- آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ ہر حصے کی تفصیل بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 6

9- آب وہوا انسانی زندگی پر کیسے اثرانداز ہوتی ہے؟ وضاحت کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 7

10- دریاؤں کے نظام سے کیا مراد ہے؟ تفصیلاً نوٹ لکھیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 8

11- پاکستان کے میدانی خطے کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 11

12- جنگلات کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 9

13- پاکستان میں کون کون سی جنگلی حیات پائی جاتی ہے اور اُن کو کیا خطرات درپیش ہیں؟

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 10

14- ملک کو درپیش ماحولیاتی خطرات بیان کریں اور ماحولیاتی آلودگی کی اقسام پر نوٹ لکھیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 16

15- درجہ حرارت کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے علاقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ وضاحت کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 5

16- پانی، زمین، نباتات اور جنگلی حیات کو بچانے میں درپیش مشکلات کی نشاندہی کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 17

عملی کام

☆ طلبہ کی مدد سے سکول کی گراؤنڈ میں شجرکاری کیجیے۔

☆ طلبہ کو چڑیا گھر کی سیر کروائی جائے تاکہ وہ جنگلی حیات کے بارے میں بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

باب چہارم

تاریخِ پاکستان (حصہ اوّل)

تدریسی مقاصد

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ مندرجہ ذیل باتوں کے بارے میں جان سکیں گے:

- پاکستان کو درپیش ابتدائی مشکلات کی نشاندہی
- پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت قائداعظمؒ کا کردار
- پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار
- 1956ء اور 1962ء کے آئین کے اہم خدوخال
- ایوب خاں کے دور میں رونما ہونے والے اہم واقعات
- یحییٰ خان کے دورِ حکومت کے حالات
- مشرق پاکستان کی علیحدگی کے اسباب کا جائزہ

باب نمبر 4

تاریخ پاکستان (حصہ اوّل)

ریاست کا استحکام اور آئین کی تیاری

(Consolidation of the State and search for a Constitution 1947-58)

سوال 1: پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی کارروائی کا مختصر جائزہ لیجیے۔

جواب: پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کا اجلاس

11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائداعظمؒ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔

قائداعظمؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل

قائداعظمؒ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ 14 اگست 1947ء کو آپؒ نے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اُٹھایا۔ چیف جسٹس سر عبدالرشید نے آپؒ سے حلف لیا۔ مولوی تمیز الدین اسمبلی کے پہلے سپیکر منتخب ہوئے۔ حصول آزادی کے بعد پاکستان کی اسمبلی 69 ارکان پر مشتمل تھی، بعدازاں اُس کی تعداد 79 ہوگئی۔

دستوری ڈھانچا

جب قائداعظمؒ نے نوزائیدہ مملکت کا نظم ونسق سنبھالا تو اُس وقت کوئی دستوری ڈھانچا تیار نہ تھا۔ پاکستان کے پہلے آئین کی تیاری تک 1935ء کا ایکٹ ہی چند ترامیم کے ساتھ عبوری آئین کے طور پر نافذ کیا گیا۔

وفاقی نظام حکومت

ملک میں آئین کے تحت وفاقی نظام حکومت رائج کیا گیا اور نئی آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا یہ مرکزی پارلیمنٹ بھی تھی۔

پاکستان کی ابتدائی مشکلات

(Early Problems of Pakistan)

سوال 2: پاکستان کی ابتدائی مشکلات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: 1- ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم

گورداسپور کے علاقے کو بھارت میں شامل کرنے سے ریاست جموں و کشمیر تک کا راستہ بھارت کو دے دیا گیا۔

3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال کی مسلم اور غیر مسلم اکثریت کی بنیاد پر تقسیم کا فیصلہ ہوا تھا۔ مسلم اکثریت والے علاقوں کو پاکستان میں شامل ہونا تھا اور غیر مسلم اکثریت والے علاقوں کو ہندوستان میں رہنا تھا۔ اس مقصد کے لیے صوبوں کی تقسیم کی ذمہ داری ایک انگریز وکیل ماہر قانون سر ریڈکلف کے سپرد کی گئی۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا تقسیم میں کردار

آخری وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن، جسے بعد میں ہندوستان کا پہلا گورنر جنرل بنایا گیا، ایک سازش کے تحت وہ پہلے ہی کانگرس سے ملا ہوا تھا۔ سر ریڈکلف نے اس کے دباؤ میں آ کر صوبوں کی غیر منصفانہ تقسیم کے متعلق ریڈکلف کے پرائیویٹ سیکرٹری کا اعتراف اب تاریخی دستاویز بن چکا ہے۔

مسلم اور غیر مسلم آبادی کی تقسیم

مسلم اور غیر مسلم آبادی کے لحاظ سے تقسیم کی خاطر صوبوں کے نقشوں پر متفقہ طور پر جو لائن لگائی گئی تھی، اسے بے ایمانی سے تبدیل کر دیا گیا اور ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریت والی تین تحصیلیں گورداسپور، پٹھانکوٹ اور بٹالہ، نیز ضلع فیروزپور کی تحصیل زیرہ اور بعض دوسرے مسلم اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل کر دیئے گئے۔

بنگال کی تقسیم

اسی طرح کی بددیانتی بنگال کے حد بندی ایوارڈ میں کلکتہ کا شہر اور بندرگاہ، ضلع مرشد آباد اور ندیہ کے علاقے متفقہ فیصلے کے بعد ہندوستان کے حوالے کر کے کی گئی۔

KEEP VISITING

TOPSTUDYWORLD
.COM

FOR 4 REASONS

1 NOTES

KIPS AND OTHER NOTES FOR
9TH, 10TH, 11TH AND 12TH CLASS

GREAT MARKS TIPS 2

GETTING 94 MARKS IN URDU,
AND PAPER ATTEMPTING,
ENTRY TEST, FSC EXAMS TIPS

3 BOARD NEWS AND POLICY

BOARD UPDATES, PAPER
IMPROVEMENT, CANCELLATION
POLICIES ETC IN EASY WORDS

FREE SUPPORT

ARE YOU BROKEN? ARE YOU
FINDING THE SOLUTION TO
YOUR PROBLEM? DO YOU WANT
TO KNOW ANYTHING RELATED
TO STUDY? WE WILL BE HAPPY
TO HELP YOU!

YOU ARE GOOD TO GO!

Stay safe

WEBSITE: WWW.TOPSTUDYWORLD.COM
FREE SUPPORT: FB.COM/TOPSTUDYWORLD &
CEO@TOPSTUDYWORLD.COM

گورداسپور کی غیر منصفانہ تقسیم کا مقصد

پنجاب کی سرزمین کو سیراب کرنے والی نہروں کے ہیڈ ورکس بھی ہندوستان کو دے دیے گئے۔ گورداسپور کے علاقے ہندوستان کو دینے کا مقصد صرف یہ تھا کہ بھارت کو کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے لیے راستہ دے دیا جائے۔ اگر صوبہ پنجاب کی تقسیم صحیح ہوتی تو کشمیر کا مسئلہ کبھی پیدا ہی نہ ہوتا جس پر تین پاک بھارت جنگیں ہو چکی ہیں۔

قائدِ اعظمؒ کی اصول پسندی

قائدِ اعظمؒ نہایت بااصول آدمی تھے چونکہ وہ ریڈکلف کو ثالث تسلیم کر چکے تھے اس لیے وہ اس کا فیصلہ ماننے پر اصولاً مجبور تھے۔ قائدِ اعظمؒ نے فرمایا:-

''یہ ایوارڈ غیر منصفانہ، ناقابلِ فہم بلکہ غیر معقول ہے چونکہ میں اس پر عمل کرنے کا عہد کر چکا ہوں، اس لیے اس کی پابندی ہم پر لازم ہے''

2- مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ

قیامِ پاکستان کا اعلان ہوتے ہی ہندو اور سکھ فوجیوں اور شہریوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ پاکستان کے قیام کے بعد ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں نے اپنے نئے وطن پاکستان میں آنے کا فیصلہ کیا۔

بھارت سے مسلمانوں کی ہجرت کا ایک منظر

روزانہ لاکھوں کی تعداد میں مہاجرین اپنے گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر پاکستان پہنچنے لگے، لاکھوں ضعیف، عورتیں اور بچے تو راستے ہی میں شہید کر دیے گئے۔ تاہم جو لٹے پٹے مہاجرین پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ان کی تعداد بھی ایک کروڑ پچیس لاکھ سے زیادہ تھی۔ دنیا میں اتنی بڑی ہجرت دیکھنے میں نہیں آئی۔

حکومتِ پاکستان نے مہاجرین کے لیے خوراک، رہائش، ادویات اور دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کے لیے تیزی سے منصوبہ بندی کی۔ حکومت نے انھیں عارضی کیمپوں میں رکھا۔ کیمپوں میں جگہ نہ رہی تو مہاجرین کو جہاں جگہ ملی انھوں نے کھلے آسمان تلے ڈیرے ڈال دیے یا گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنا لیں۔

پاکستان کی طرف ہجرت

مہاجرین کی آبادکاری ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ بہرحال جیسے بھی بن پڑا حکومت نے مخیّر شہریوں کی مدد سے مہاجرین کی بحالی کا فریضہ ادا کیا۔ قائدِاعظمؒ کی تقاریر مہاجرین کا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ پاکستانی شہریوں نے بھی انصارِ مدینہ کی طرح مہاجرین کی مہمان نوازی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ وزارتِ بحالی مہاجرین نے ہندوؤں کی متروکہ املاک مہاجرین میں تقسیم کر دیں اور پاکستان کے درد دل رکھنے والے صاحبِ حیثیت شہریوں نے دل کھول کر قائدِ اعظمؒ ریلیف فنڈ میں زرتعاون جمع کرا کر حکومت کا ہاتھ بٹایا۔ یہ سمجھ کر کہ

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

3- انتظامی مشکلات

ابتدا میں پاکستان کو ملکی انتظام میں بے حد مشکلات پیش آئیں۔ دفتروں میں اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے والے زیادہ تر ہندو تھے، جو جاتے ہوئے سارا دفتری سامان حتیٰ کہ ٹائپ رائٹر تک اپنے ساتھ لے گئے۔ ہر محکمے میں تجربہ کار افراد کی بے حد کمی تھی۔ دفتروں میں سٹیشنری اور ٹائپ رائٹروں کی شدید کمی تھی۔ اکثر دفاتر نے کھلے آسمان تلے دفتری امور کا آغاز کیا۔ کچھ جونیئر افراد کو ترقی دے کر انتظامی امور سرانجام دیئے گئے۔ کئی جگہ ٹین کی چھتیں ڈال کر دفتر قائم کیے گئے۔ کام کا آغاز بے حد مشکل تھا لیکن قوم پُرعزم تھی، عوام میں جذبۂ تعمیر موجود تھا لہٰذا انھوں نے جلد ہی ان مشکلات پر قابو پالیا

ہزار طوفان نے سر ابھارا، ہزار گرداب آئے لیکن
سدا کنارے پہ لا کے چھوڑا سفینۂ انقلاب ہم نے

4- اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ

بھارتی حکمرانوں نے قیامِ پاکستان کے بعد اثاثوں کی متناسب تقسیم میں بھی ناانصافی سے کام لیا۔ جب قیامِ پاکستان کا اعلان ہوا تو متحدہ ہندوستان کے مرکزی ریزرو بینک میں چار بلین روپے جمع تھے۔ تناسب کے لحاظ سے ان میں سے 750 ملین روپے پاکستان کو ملنا چاہییں تھے۔ بھارت پاکستانی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے یہ اثاثے دینے میں مسلسل ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔
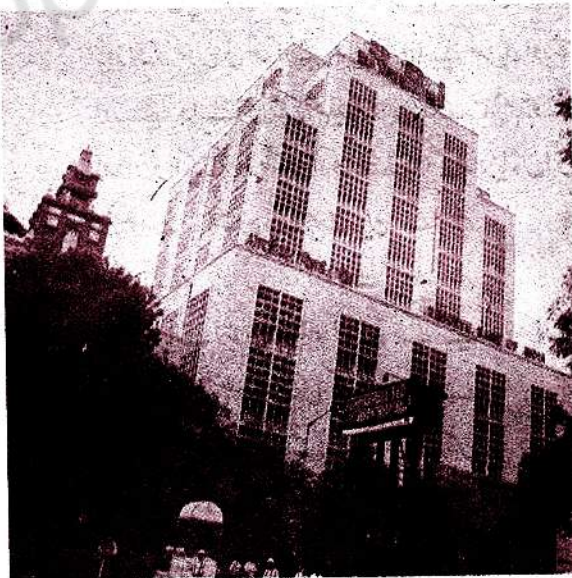
ریزرو بینک آف انڈیا

آخر پاکستان کے مسلسل مطالبے پر اور بین الاقوامی ساکھ قائم رکھنے کے لیے اس نے پاکستان کو 700 ملین روپے دے دیے۔ باقی 50 ملین کی ادائیگی کے لیے نومبر 1947ء میں دونوں ملکوں کے نمائندوں کا ایک اجلاس ہوا۔ اس میں ادائیگی کے لیے معاہدے کی توثیق بھی ہوگئی لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔

5- افواج اور فوجی اثاثوں کی تقسیم کا مسئلہ

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ملک کی تقسیم کے فیصلے کے ساتھ ہی افواج اور فوجی ساز و سامان کی تقسیم بھی عمل میں آجاتی۔ بھارتی کمانڈر ان چیف فیلڈ مارشل آکن لک چاہتا تھا کہ افواج کو تقسیم نہ کیا جائے اور اسے ایک ہی کمانڈر کے تحت رکھا جائے لیکن مسلم لیگ اس پر رضا مند نہ ہوئی۔ آخر طے پایا کہ پاکستان کو فوجی اثاثوں کا ایک تہائی حصہ ملے گا۔

افواج پاکستان

اسلحہ ساز فیکٹریاں

اس وقت متحدہ ہندوستان میں سولہ اسلحہ ساز فیکٹریاں کام کر رہی تھیں اور ان میں سے ایک بھی پاکستانی علاقے میں نہ تھی اور بھارتی حکومت کسی اسلحے کا کوئی پرزہ تک پاکستان کو دینے پر آمادہ نہ تھی۔

فوجی اثاثوں کی تقسیم کا معاہدہ

آخر دونوں ملکوں کے نمائندوں کی کافی بحث و تکرار کے بعد یہ طے پایا کہ بھارت اور پاکستان میں تمام فوجی اثاثے 64 فیصد اور 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کیے جائیں اور یہ بھی طے پایا کہ آرڈی ننس فیکٹریوں کے حوالے سے پاکستان کو 60 ملین روپے دیے جائیں گے تاکہ وہ آرڈی ننس فیکٹری لگا سکے۔

فوجی اثاثوں کی تقسیم کا فارمولا

فوجی اثاثوں کی تقسیم کا جو فارمولا بنایا گیا تھا اُسے بھارتی حکومت نے مسترد کر دیا۔ جس کی وجہ سے پاکستان اپنا فوجی ساز و سامان میں جائز حصہ لینے سے محروم رہ گیا۔ افواج کی فوری تقسیم نہ کرنے کا اثر یہ ہوا کہ بھارتی افواج اپنی نگرانی میں پاکستانی علاقوں میں رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کو ان کے مال و دولت اور ساز و سامان سمیت نکال کر لے گئے لیکن پاکستان کے پاس مہاجرین کو لانے کے لیے فوجی عملہ موجود نہیں تھا۔

6- دریائی پانی کا مسئلہ

یہ ایک بین الاقوامی مسلمہ قانون ہے کہ دریا قدرتی وسائل میں سے ہیں اور کوئی دریا جس ملک سے گزرتا ہو، اس ملک کو اس سے فائدہ اٹھانے کا پورا حق ہے اور کسی ملک کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے ملک کے دریا کا رُخ

بدل کر اُسے آبی وسیلہ سے محروم کر دے۔

دریائے راوی

پنجاب اور سندھ کے دریا

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور دریا اس کی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پنجاب اور سندھ کو دریائے سندھ اور اُس کے پانچ معاون دریا ستلج، بیاس، راوی، چناب اور جہلم سیراب کرتے ہیں۔ ملک کی تقسیم کے وقت پنجاب بھی دو حصوں میں تقسیم ہوا تو دریاؤں کی تقسیم بھی عمل میں آ گئی۔ دریائے راوی، ستلج اور بیاس بھارتی سرزمین سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے پاکستان میں پانی کا بحران پیدا ہوا۔

ریڈکلف حد بندی کمیشن کی ناانصافی

ریڈکلف حد بندی کمیشن نے سرحد کا تعین کرتے وقت یہ بددیانتی کی کہ دریائے راوی کا مادھو پور ہیڈ ورکس اور دریائے ستلج کا فیروز پور ہیڈ ورکس مسلم اکثریتی علاقوں میں ہونے کے باوجود بھارت کے حوالے کر دیے حالانکہ ان ہیڈ ورکس سے نکلنے والی نہریں پاکستان کے وسیع علاقوں کی آبپاشی کا واحد ذریعہ ہیں۔

بھارت کا دریاؤں کے پانی کا روکنا

بھارت نے اپریل 1948ء میں جب کہ ہماری گندم کی فصل تیار کھڑی تھی۔ ہمارے دریاؤں کے پانی کا راستہ روک لیا۔ بھارت کا یہ اقدام نہ صرف یہ کہ بین الاقوامی اصولوں کے خلاف تھا اور پاکستانی معیشت کو تباہ کرنے کے مترادف تھا کیونکہ پنجاب اور سندھ میں فصلوں کی آبیاری کا ذریعہ دریا ہی ہیں۔

بھارت کا ڈیم بنانے کا فیصلہ

بھارت نے دریائے ستلج پر بھاکڑا ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا، تو پاکستان نے اس پر شدید احتجاج کیا اور عالمی برادری کو بھارت کی زیادتیوں اور بے انصافیوں سے آگاہ کیا۔

سندھ طاس معاہدہ

آخر عالمی بینک کی مدد سے 1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ''سندھ طاس کا معاہدہ'' طے پایا۔ جس

کی رو سے تین مشرقی دریاؤں راوی، ستلج اور بیاس پر بھارت کا حق تسلیم کر لیا گیا اور دوسرے تین دریا سندھ، جہلم اور چناب پاکستان کے حصے میں آئے۔ پاکستان نے عالمی برادری کی مدد سے دو بڑے ڈیم، منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم اور سات رابطہ نہریں بنائیں۔ اس طرح پاکستان کا نہری پانی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو گیا۔

7- ریاستوں کا تنازعہ

انگریزوں کے دورِ حکومت میں برصغیر میں 635 ریاستیں تھیں۔ جن کا خارجی کنٹرول برطانوی حکومت کو حاصل تھا۔ کابینہ مشن میں انھیں اختیار دیا گیا تھا کہ وہ اپنے عوام کی پسند اور مذہبی رشتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے پاکستان یا بھارت کے ساتھ اپنے الحاق کا فیصلہ کریں۔ 20 فروری 1947ء کو انڈین ریاستوں پر برطانوی کنٹرول کے خاتمے کے بعد اکثر ریاستوں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ کر بھی لیا۔ البتہ کچھ ریاستوں نے فوری طور پر کوئی اقدام نہ کیا تو بھارت نے وہاں اپنی فوجیں اتار کر ان پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ جس سے پاکستان کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ جن ریاستوں پر بھارت نے قبضہ کیا وہ درجہ ذیل ہیں:

1- ریاست حیدر آباد دکن
2- ریاست جونا گڑھ
3- ریاست مناوادر
4- ریاست جموں و کشمیر وغیرہ

پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار

سوال 3: پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار واضح کیجیے۔

جواب: قائدِاعظمؒ بڑے صاحبِ بصیرت اور بے لوث قومی رہنما تھے۔ انھوں نے اپنی سیاسی حکمت عملی کی بدولت قوم کو بہت سے بحرانوں سے نکالا لیکن پاکستان ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا بھی نہیں ہو پایا تھا کہ 11 ستمبر 1948ء کو قائدِاعظمؒ اللہ کو پیارے ہو گئے اور یوں پاکستان کو ابتدا ہی سے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مخلص رہنماؤں کی بدولت پاکستان ہر بحران سے سرخرو ہو کر نکلا اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ ترقی کی منازل تیزی سے طے کر رہا ہے۔ بقول صوفی تبسم

اک فردِ ناتواں آیا، تواں دے کر گیا
قوم کو بے تابیٔ عزمِ جواں دے کر گیا
جادۂ آزادیٔ گم گشتہ کا پا کر سراغ
رہبروں کو منزلِ نو کا نشاں دے کر گیا

قائداعظم محمد علی جناحؒ بطور گورنر جنرل پاکستان

گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار

(i) قیامِ پاکستان کے بعد مشکلات

آزادی کے بعد پاکستان کو اقتصادی، معاشی اور سماجی مشکلات درپیش ہوئیں۔ اُن کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت نے احسن طریقے سے سلجھایا۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی ہندوؤں نے پاکستان کے لیے بے پناہ مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کی جن میں اثاثہ جات کی غیر مساوی تقسیم، مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ اور اُن کے ساتھ غیر مناسب سلوک کے علاوہ انتظامی ریکارڈ کا بروقت مہیا نہ کرنا شامل تھا۔

(ii) دارالخلافہ کا قیام

قائداعظمؒ نے بہت غور و فکر کے بعد اور حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فوری طور پر کراچی کو پاکستان کا دارالخلافہ بنایا۔ آج کل اسلام آباد پاکستان کا دارالخلافہ ہے۔

(iii) سرکاری افسروں کو تلقین

پاکستان کا سیکرٹریٹ قائم کیا 25 مارچ 1948ء کو سرکاری افسروں اور ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے تلقین کی کہ آپ کو قوم کے خادم کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہئیں۔ آپ کا رویہ عوام سے ایسا ہونا چاہیے کہ اُن کو احساس ہو کہ آپ حکمران نہیں بلکہ قوم کے خادم ہیں۔ آپ کو تمام امور ایمانداری و دیانتداری سے انجام دینے چاہئیں۔ قائداعظمؒ کی ہدایت و نصیحت کا افسران نے گہرا اثر لیا اور انھوں نے دن رات محنت کر کے پاکستان کو مشکلات سے نکالا۔

(iv) انتظام نقل و حمل

جب کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا تو اُس وقت سرکاری ملازمین کی تعداد بہت کم تھی جس سے انتظامی

امور میں مشکلات پیش آئیں۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ہندوستان سے سرکاری افسروں اور ملازمین کی پاکستان منتقلی کے لیے سپیشل گاڑیاں چلوائیں۔

(v) ہوائی کمپنی سے معاہدہ

قائداعظمؒ نے ہوائی کمپنی سے معاہدہ کیا جس سے بھارت سے سرکاری ملازمین کی نقل و حمل شروع ہوئی۔

(vi) انتظامی امور کمیٹی کا قیام

آزادی کے بعد مرکزی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے وسائل کی بہت کمی تھی۔ یہاں تک کہ روزمرہ کے عام سرکاری کام چلانے میں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ قائداعظمؒ نے ملک کے انتظامی ڈھانچے کی بہتری کے لیے چودھری محمد علی کی سرکردگی میں کمیٹی بنائی۔

(vii) سول سروس اکیڈمی کا قیام

کسی ملک کی ترقی کے لیے ایک مستحکم اور ایماندار انتظامیہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں قائداعظمؒ نے سول سروسز کا اجرا کیا اور سول سروسز اکیڈمی قائم کی۔ یہ کام آپ نے چوہدری محمد علی کے سپرد کیا۔

(ix) اکاؤنٹس اور فارن سروس کی تنظیمِ نو

آپ نے اکاؤنٹس اور فارن سروسز کا بھی اجرا کیا اور اس کی بہتری کے لیے اقدامات کیے اور اکرام اللہ کو وزارت خارجہ کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

(x) بحری و بری فوج کی تنظیمِ نو

حصولِ پاکستان کے بعد قائداعظمؒ نے بحیثیت گورنر جنرل پاکستان کے تینوں مسلح افواج کے کمانڈر انچیف مقرر کیے اور دفاعِ پاکستان کی اہمیت پر بڑا زور دیا۔ اس سلسلے میں بری و بحری افواج کو بہتر بنانے کے لیے ہیڈکوارٹر بنائے گئے۔

(xi) اسلحہ ساز فیکٹری کا قیام

قیامِ پاکستان کے وقت تمام اسلحہ ساز فیکٹریاں بھارت میں رہ گئی تھیں اس کے علاوہ فوجی اثاثوں پر بھی بھارت نے غاصبانہ طور پر قبضہ کر لیا۔ اس سے پاکستان کی دفاعی قوت کو شدید نقصان پہنچا۔ پاکستان کی پہلی اسلحہ ساز فیکٹری کا قیام آپؒ کے دور میں عمل میں آیا۔ قائداعظمؒ نے افواجِ پاکستان سے خطاب کرتے ہوئے دفاع پر بہت زور دیا اور فرمایا کہ آپ کو زمانے کے ساتھ چلنا ہوگا اور جدید ترین اسلحہ رکھنا ہوگا تاکہ کوئی طاقت آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

(xii) خارجہ پالیسی

پاکستان کے تمام مسائل کی طرف قائداعظمؒ نے خاص توجہ دی اس کے علاوہ خارجہ پالیسی کے ضمن میں قائداعظمؒ

کی خواہش تھی کہ ایک مضبوط خارجہ پالیسی بنائی جائے جو غیر جانبدار ہو اور مسلم ممالک اور دیگر بڑے ممالک کے ساتھ قریبی اور گہرے تعلقات استوار ہوں۔ آپؒ کی خارجہ پالیسی میں مسلمان ممالک کے مابین اتحاد کا جذبہ غالب رہا۔

(xiii) اقوام متحدہ کی رکنیت

قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظمؒ نے پاکستان کو اقوام متحدہ کا رُکن بنانے کی طرف توجہ دی۔ 30 ستمبر 1947ء کو پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن بنا۔ اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنا قائداعظمؒ کی مدبرانہ شخصیت و بصیرت کا مرہون منت تھا۔

(xiv) پہلی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد

نومبر 1947ء میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کی پہلی کانفرنس منعقد کروائی۔ جس کا مقصد تعلیمی نظام کو بہتر کرنا تھا۔ آپ نے تعلیم کے مسئلے پر خاص توجہ دی آپ کی نظر میں حصول تعلیم کا مقصد اخلاقیات کی نشوونما تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ پاکستان کا ہر شہری تعلیم حاصل کر کے ملک و قوم کی بے لوث خدمت کرے۔ تعلیم قوموں میں شعور پیدا کرتی ہے۔ آپ نے طالب علموں کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو حاصل کرنا لازمی قرار دیا۔

(xv) قوم کی ہر ممکن خدمت

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے آخر وقت تک قوم کی ہر ممکن خدمت کی۔ خرابیٔ صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ اہم امور کی فائلوں کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔

(xvi) استحکام پاکستان کے لیے کام

قائداعظم محمد علی جناحؒ کو موذی مرض ٹی بی لاحق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپؒ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ آپؒ نے مرض کو فرائض کے آڑے نہ آنے دیا آپؒ کا حوصلہ بہت بلند تھا۔ ان حالات میں بھی آپؒ نے پاکستان کے استحکام کے لیے کام کیا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ قائد نے اپنے خون سے پاکستان کی آبیاری کی۔

پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار

Liaquat Ali Khan's Role as Pakistan's First Prime Minister

سوال 4: پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار واضح کیجیے۔

جواب: وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار

پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خاں ایک متوازن ذہن اور دھیمے مزاج کے پُرخلوص سیاستدان تھے۔ آپ

ہندوستان کے مشرقی پنجاب کے علاقے کرنال میں 2 اکتوبر 1896ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام نواب رستم علی خان اور والدہ کا نام محمودہ بیگم تھا۔

ابتدائی حالات

آپ نے قرآن وحدیث کی ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ آپ نے 1918ء میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ سے گریجویشن کی اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے 1922ء میں انگلینڈ بار میں شمولیت اختیار کی۔ 1918ء میں آپ نے جہانگیر بیگم سے پہلی شادی کی اور 1932ء میں بیگم رعنا سے دوسری شادی کی۔ بیگم رعنا لیاقت علی آپ کی سیاسی زندگی کے لیے ایک بڑی معاون ثابت ہوئی۔ بعدازاں وہ سندھ کی گورنر بھی بنی۔

سیاسی زندگی

آپ نے 1923ء میں برطانیہ سے واپس آ کر اپنے ملک کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کروانے کے لیے سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے 1923ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ 1936ء میں مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ آپ 1940ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے۔ آپ نے 15 اگست، 1947ء کو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کا حلف اُٹھایا۔ آپ نے قائداعظمؒ کی وفات کے بعد اپنی سیاسی بصیرت اور عزم واستقامت سے ملک کو سنبھالا۔

شہادت

آپ کو 16 اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ آپ قائدِ اعظمؒ کے دستِ راست اور سچے مخلص مسلمان رہنما تھے۔ آپ نے قوم کی خاطر جان کا نذرانہ دے کر یہ ثابت کر دیا کہ۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

لیاقت علی خاں کی خدمات

سرحدی علاقوں کا دورہ

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں نے پنڈت نہرو کے ساتھ پنجاب میں مسلمانوں کا قتلِ

عام رکوانے کے لیے سرحدی علاقوں کا دورہ کیا اور ہندو تخریب کاروں سے مسلمانوں کے خون بہا سے باز رہنے کی اپیل کی۔

(ii) مہاجرین کی آبادکاری

ہندوستان سے ہجرت کر کے پنجاب میں آنے والے کثیر تعداد میں مہاجرین کی آبادکاری بہت مشکل مسئلہ تھا۔ قائداعظمؒ کی ہدایت پر آپ نے پنجاب مہاجر کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے مہاجرین کی آبادکاری میں گہری دلچسپی لی اور مہاجرین کو رہائش، ادویات وغیرہ جیسی ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کے کام کی نگرانی کی۔

(iii) نظم و نسق کی تشکیل

ملک کے انتظامی ڈھانچے کی تشکیل، معاشی زندگی کی بحالی، بجٹ کی تیاری، داخلی انتشار پر قابو پانا، کشمیر کی جنگ اور بھارتی سازشوں کے خلاف دفاعی معاملات سمیت تمام درپیش مسائل سے متعلق فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپ قائداعظمؒ، قوم اور حکومت کی مدد کرتے تھے۔

(iv) قائدِ ملت کا خطاب

قائداعظمؒ کی وفات کے بعد پاکستان ایک نازک دور میں داخل ہو گیا تھا اور قوم کے حوصلے پست ہو رہے تھے۔ بھارتی حکمران پاکستان کے خلاف مسلسل سازشیں کر رہے تھے تو آپ اس مشکل دور میں پاکستان کی سلامتی کے محافظ رہے۔ آپ قوم کے مخلص قائد اور ترجمان تھے۔ آپ کی اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں اور بصیرت کی بنا پر قوم نے آپ کو قائدِ ملت کے خطاب سے نوازا۔

(v) پاکستانی مصنوعات کا فروغ

لیاقت علی خاں کے عہد حکومت میں ملکی معاشی ترقی کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کمیٹی بنائی گئی۔ پاکستانی عوام کو اپنی مصنوعات کے فروغ کی ترغیب دی گئی۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری کی تعمیر و ترقی کے لیے جاپان سے مشینری درآمد کی گئی۔

ترقی قوم کی اس سے ہے ممکن
کہ انداز نظر لوگوں کا بدلے

(vi) امریکا میں پاکستان کو روشناس کرانا

لیاقت علی خاں پہلے پاکستانی وزیراعظم تھے جنھوں نے امریکا میں پاکستان کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے 1950ء میں امریکا کا دورہ کیا اور اپنی تقاریر میں امریکی قائدین اور عوام کو قیامِ پاکستان کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ آپ نے امریکی قیادت کو پاکستان کی دفاعی ضروریات پوری کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔

(vii) لیاقت علی خاں کی خارجہ پالیسی

لیاقت علی خاں کی خارجہ پالیسی میں اسلامی ممالک کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ آپ نے اسلامی ممالک کے ساتھ برادرانہ اور خوشگوار تعلقات قائم کیے۔ شاہ ایران نے پاکستان کا دورہ کیا۔ لیاقت علی خاں نے تیل کو قومی تحویل میں لینے کے سلسلے میں ڈاکٹر مصدق وزیر اعظم ایران کے اقدام کی حمایت کی۔ دونوں ملکوں کے راہنماؤں نے مشترکہ پالیسی اختیار کرنے کے لیے مذاکرات کیے۔ آپ نے مصر کے خلاف مغربی ممالک کی جارحیت کی پُر زور مذمت کی اور انڈونیشیا کی آزادی کی تحریک کی بھرپور حمایت کی۔

(viii) ہندو مسلم فسادات پر کنٹرول

قیام پاکستان کے بعد بھارت میں ہندو مسلم فسادات معمول بن چکے تھے۔ بھارت میں ہندو قوم کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی تھی۔ لیاقت علی خاں نے ہندو مسلم فساد کو حکومتی سطح پر حل کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لیے آپ نے 1950ء میں بھارت کا دورہ کیا اور لیاقت نہرو معاہدے پر دستخط کیے۔

(ix) قوم کو حوصلہ

بھارتی فوجیں 1951ء کے وسط میں جب پاکستانی سرحد پر جمع ہوئیں تو ملک میں غیر یقینی صورت حال پیدا ہوگئی تھی۔ آپ نے قوم کا حوصلہ بلند کرنے اور دشمن کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنے کے لیے ملک گیر دورے کیے۔

قرارداد مقاصد 1949ء

سوال 5: قراردادِ مقاصد کے اہم نکات کی وضاحت کیجیے۔

جواب: قراردادِ مقاصد

قراردادِ مقاصد سے مراد وہ قرارداد ہے جو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے 12 مارچ 1949ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے سامنے پیش کی اور وہ منظور کر لی گئی۔ اس قرارداد میں ان بنیادی اصولوں کی وضاحت کی گئی تھی، جن پر آئین پاکستان کی بنیاد رکھی جانا تھی۔ اس قرارداد کے ذریعے سے پاکستان کو ایک اسلامی اور جمہوری ملک قرار دیا گیا اور اس کے بعد بننے والے پاکستان کے تمام دستور اسی قرارداد کی بنیاد پر بنے۔ پہلے یہ قرارداد ہر آئین کا دیباچہ ہوا کرتی تھی۔ اب اسے آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ قرارداد مقاصد کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

قراردادِ مقاصد کے اہم نکات

1- اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ اعلیٰ

اس پوری کائنات پر اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، مالک وہی ہے تاہم اس نے پاکستان کے مسلمانوں کو جو اختیار دے رکھا ہے وہ اسے ایک مقدس امانت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر ہی استعمال کریں گے۔

حاکم اعلیٰ ہمارا ہے خدا
اوّل و آخر سہارا ہے خدا

2- اسلامی قانون سازی (Islamic Legislation)

پاکستان کا آئین قرآن وسنت کی روشنی میں مرتب کیا جائے گا اور ملک میں اسلامی اصولوں سے متصادم کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

3- اسلامی اقتدار (Islamic values)

پاکستان میں اسلامی اقتدار، جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں کو نافذ کیا جائے گا اور اسلامی قوانین پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ ریاست اپنے اختیارات کا استعمال منتخب نمائندوں کے ذریعے سے کرے گی۔

4- اسلامی طرزِ زندگی (Islamic Way of Life)

مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی و اجتماعی شعبوں میں اپنی زندگیاں قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق بسر کرسکیں۔

5- وفاقی طرزِ حکومت

پاکستان میں وفاقی طرزِ حکومت ہوگا۔ جس میں صوبوں کو آئینی حدود کے مطابق صوبائی خودمختاری حاصل ہوگی۔

6- بنیادی حقوق

عوام کو بلا امتیاز تمام بنیادی حقوق مثلاً معاشرتی، معاشی، سیاسی اور مذہبی حقوق حاصل ہوں گے۔ انھیں فکر و اظہار، آزادی، اجتماع اور تنظیم سازی کی بھی آزادی ہوگی۔ تاکہ وہ اپنی شخصیت کی بہتر نشوونما کر سکے۔

7- پسماندہ علاقوں کی ترقی (Development of Backward Areas)

پسماندہ علاقوں کے لوگوں کو سیاسی، معاشرتی اور معاشی شعبوں میں شرکت کرنے اور ترقی کے یکساں مواقع میسر

آئیں گے اور اُن کے حقوق کو قانونی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

8۔ اقلیتوں کا تحفظ

غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے عقائد اور مذہب پر عمل کرنے اور اپنی ثقافت اور روایات کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔ نیز اقلیتوں کو اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے لیے عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی آزادی ہوگی۔

9۔ عدلیہ کی آزادی

عدلیہ پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہوگا اور وہ اپنے فیصلے کرنے میں آزاد اور خود مختار ہوگی۔

قرارداد کی اہمیت

قراردادِ مقاصد پاکستان کی آئین سازی کی تاریخ میں بہت اہمیت کی حامل ہے اس قرارداد میں قرآن وسنت کی روشنی میں ایک اسلامی معاشرے کے قیام کو نصب العین قرار دیا گیا ہے۔ قرارداد مقاصد کو پاکستان کے تینوں دساتیر 1956ء، 1962ء، 1973ء میں دیباچے کے طور پر شامل کیا گیا بلکہ اب تو یہ قرارداد ہمارے آئین کا حصہ بن چکی ہے چنانچہ اس کے متعین کیے ہوئے اسلامی اور جمہوری اصولوں کو تمام آنے والے دساتیر میں مشعلِ راہ بنایا گیا۔

ریاستوں اور قبائلی علاقوں کا پاکستان سے الحاق

(Accession of States and Tribal Areas)

سوال 6: پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں سے ریاستوں کے تنازعوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

جواب: ریاستوں کے الحاق کے تنازعات

پاکستان اور بھارت کے علاقوں میں بہت سی دیسی ریاستیں موجود تھیں۔ جن میں زیادہ تر ریاستوں نے پاکستان یا ہندوستان سے الحاق کر لیا۔ البتہ ریاست جموں کشمیر، ریاست حیدر آباد دکن، ریاست جونا گڑھ اور ریاست مناوادر وغیرہ کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا تھا۔ ان ریاستوں میں عوام کی اکثریت غیر مسلم تھی۔

ریاستوں کا پاکستان سے الحاق کا فیصلہ

ریاست جونا گڑھ اور مناوادر نے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا۔ ریاست حیدر آباد دکن کے نظام نے اپنی ریاست کو آزاد حیثیت دینے کا عزم کیا۔ لیکن بھارت نے زبردستی ان ریاستوں میں اپنی فوجیں داخل کر کے ان پر اپنا غاصبانہ قبضہ جما لیا۔

ریاست جموں وکشمیر

ریاست جموں وکشمیر میں مسلمان بھاری اکثریت میں تھے۔ وہ پاکستان سے الحاق چاہتے تھے لیکن بھارت نے ہندو راجا کی ملی بھگت سے وادیٔ کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ کشمیری عوام نے بھارت کے ظالمانہ قبضے کے خلاف جہاد شروع کردیا۔ بھارت نے کشمیری مجاہدین کی پیش قدمی روکنے کے لیے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل سے رجوع کیا اور اقوامِ متحدہ نے بھارت کے ریاست جموں وکشمیر میں رائے شماری کے وعدے پر جنگ بندی کرادی۔ بقول اقبالؒ

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

ریاست جموں وکشمیر میں رائے شماری

بھارتی وزیرِاعظم جواہر لعل نہرو نے کشمیر میں قیامِ امن کے بعد رائے شماری کرانے کا وعدہ کیا لیکن جب بھارت نے کشمیریوں پر پوری طرح کنٹرول کرلیا تو اپنے وعدے سے منحرف ہوگیا اور آج تک رائے شماری کا اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ دونوں ممالک کے درمیان مسئلہ کشمیر پر تین جنگیں 1948ء، 1965ء اور 1971ء میں ہو چکی ہیں ریاست جموں وکشمیر کا تنازعہ تاحال انصاف کے مطابق حل نہیں ہوسکا اور کشمیری عوام کے حقِ خود ارادیت کو مسلسل نظر انداز کیا جارہا ہے۔

قائداعظمؒ کی اصول پسندی

قائداعظمؒ ایک عظیم اصول پسند راہنما تھے۔ آپؒ نے پاکستان میں صرف اُن ہی ریاستوں کو شامل کیا جنھوں نے اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تھا۔ ان میں بہاول پور، خیر پور، خاران اور مکران کی ریاستیں شامل تھیں۔

قبائلی علاقوں کی آزادی اور خود مختاری

برطانوی دورِ حکومت میں قبائلی علاقے آزاد اور خود مختار تھے۔ قائداعظمؒ نے قبائلی علاقوں کی آزادی اور خود مختاری کی مکمل پاسداری کرنے کا اعلان کیا۔ جب قبائلی عمائدین نے اپنی مرضی اور خوشی سے اپنی خود مختاری اور آزادی کو قائم رکھتے ہوئے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تو قائداعظمؒ نے بہادر اور غیور قبائلی عوام کو پاکستان کی شمال مغربی سرحدوں کے محافظ قرار دیا۔ بقول علامہ اقبالؒ

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

مالاکنڈ ڈویژن کی تشکیل

قیامِ پاکستان سے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں دیر، سوات اور چترال کی ریاستوں کا الگ وجود قائم رہا۔ ان

ریاستوں کے عوام کو وہ سہولیات حاصل نہ تھیں۔ جو پاکستان کے دیگر علاقوں کے عوام کو حاصل تھیں۔ جنرل یحییٰ خاں نے 1969ء میں ان ریاستوں کی الگ حیثیت کو ختم کر دیا۔ ان تینوں ریاستوں کو ملا کر مالاکنڈ ڈویژن کی تشکیل کی گئی اور اس کو صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کا ایک انتظامی حصہ بنا دیا گیا۔

1956ء کے آئین کے اہم خدوخال

(Salient Features of Constitution of 1956)

سوال 7: 1956ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

جواب: پاکستان میں آئین سازی کا ارتقا

پاکستان کے جغرافیائی عوامل آئین سازی میں تاخیر کا باعث بنے کیونکہ ملک دو غیر مساوی حصوں میں تقسیم تھا۔ مشرقی پاکستان ایک وحدت پر مبنی تھا اور اُس کی آبادی بھی زیادہ تھی۔ مغربی پاکستان چار صوبوں اور بارہ ریاستوں پر مشتمل تھا۔ حکومت نے تمام صوبوں اور ریاستوں کو ملا کر ایک نیا صوبہ تشکیل دے دیا۔

نئے صوبے کی تشکیل

14 اکتوبر 1955ء کو ایک نیا صوبہ مغربی پاکستان وجود میں آیا جو بارہ ڈویژن پر محیط تھا۔ اس طرح پاکستان کا وفاق مغربی اور مشرقی پاکستان پر مشتمل ہو گیا۔ اس طرح دونوں صوبوں کی نمائندگی کے مسئلے میں حائل رکاوٹیں ختم ہو گئیں۔

مغربی پاکستان کے پہلے گورنر

نواب مشتاق احمد گورمانی مغربی پاکستان کے پہلے گورنر مقرر ہوئے۔

مغربی پاکستان کے پہلے وزیر اعلیٰ

ڈاکٹر خان صاحب مغربی پاکستان کے پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔

وحدتِ پاکستان

پاکستان کی یہ وحدت 1970ء تک قائم رہی۔ مغربی پاکستان کی وحدت کے بعد آئین سازی کا کام بہت حد تک آسان ہو گیا تھا۔

پہلی آئین ساز اسمبلی میں دستور سازی

پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی اپنا کافی کام مکمل کر چکی تھی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ وزیر اعظم چودھری محمد علی نے دوسری آئین ساز اسمبلی کی نگرانی میں بڑی کوشش اور محنت سے ایک ایسا فارمولا تشکیل دیا جس پر تمام

سیاسی گروپوں کے راہنماؤں اور صوبوں نے رضامندی ظاہر کی۔

ملک میں پہلے آئین کا نفاذ

پاکستان کے پہلے نئے آئین کا مسودہ 9 جنوری 1956ء کو دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ 29 فروری 1956ء کو اس آئین کو منظور کر لیا گیا اور گورنر جنرل کی منظوری کے بعد اسے 23 مارچ 1956ء کو ملک میں نافذ کر دیا گیا اور یہ "1956ء کا آئینِ پاکستان" کہلایا، جو قیام پاکستان کے کوئی نو سال بعد اسے پہلی دفعہ نصیب ہوا۔ اس آئین کے نمایاں خدوخال درج ذیل ہیں۔

1- تحریری آئین (Written Constitution)

1956ء کا آئین تحریری آئین تھا۔ یہ 234 دفعات، 13 ابواب اور 6 گوشواروں پر مشتمل تھا۔ یہ آئین طویل تھا۔ جس میں مرکزی اور صوبائی نظام کی وضاحت کی گئی تھی۔ مقننہ، انتظامیہ، عدلیہ اور بنیادی حقوق کی وضاحت کر دی گئی تھی۔ دستور میں ترمیم کرنے کی بھی وضاحت کی گئی تھی۔ آئین کے دیباچہ میں قراردادِ مقاصد کو شامل کیا گیا۔

2- لچک دار آئین (Flexible Constitution)

یہ آئین لچک دار خصوصیت کا حامل تھا۔ پارلیمنٹ کے حاضر ارکان کی دو تہائی اکثریت جب چاہے آئین میں ترمیم کر سکتی تھی۔ جس کی توثیق صدر مملکت کرتا تھا۔

3- وفاقی آئین (Federal Constitution)

اس آئین کے تحت پاکستان کو ایک وفاقی ریاست قرار دیا گیا تھا۔ جس کے دو صوبے تھے۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان، ہر صوبے کی اپنی اپنی ایک حکومت تھی آئین میں بہت حد تک صوبوں کو صوبائی خود مختاری دی گئی تھی لیکن اہم شعبے مرکز کے پاس تھے تاکہ مرکز کو مضبوط رکھا جائے۔ اختیارات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ (i) مرکزی حکومت کے اختیارات (ii) صوبائی حکومتوں کے اختیارات (iii) مشترکہ اختیارات، جس پر مرکزی او رصوبائی حکومتوں کو قانون سازی کا اختیار دیا گیا تھا۔ وفاق میں سربراہ صدر تھا جبکہ صوبوں کے سربراہ گورنر تھے۔

4- پارلیمانی نظام (Parlimentary System)

یہ آئین پارلیمانی نظام کا حامل تھا۔ ملک میں پارلیمانی طرز حکومت قائم ہوا۔ صدر سربراہ حکومت اور وزیراعظم وسیع اختیارات کا مالک تھا۔ کابینہ قومی اسمبلی کے سامنے جواب دہ تھی۔ قومی اسمبلی کی اکثریت وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لا سکتی تھی۔ صدر اور گورنر اپنے اختیارات پارلیمنٹ اور کابینہ کے ذریعے استعمال کرتے تھے۔ صدر کے اختیارات محدود تھے۔ صدر کا انتخاب قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں مل کر پانچ سال کے لیے کرتی تھیں۔ صدر کا مواخذہ قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت سے ہو سکتا تھا۔

5- یک ایوانی مقننہ (Unicameral Legislature)

اس آئین کے تحت ایک ایوانی مقننہ تھی۔ اسے قومی اسمبلی کہا جاتا تھا۔ اس میں ارکان کی تعداد 300 تھی۔ جس میں سے 150 مشرقی پاکستان اور 150 مغربی پاکستان کے لیے مختص تھیں۔ عورتوں کے لیے 10 نشستیں مخصوص تھیں۔ جن میں پانچ مغربی پاکستان اور پانچ مشرقی پاکستان کے لیے مخصوص تھیں۔ ایوان کی معیاد پانچ سال تھی۔ ایوان اس مدت سے قبل بھی توڑا جا سکتا تھا۔

6- عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

آئین میں عدلیہ کی آزادی کی ضمانت دی گئی تھی۔ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت سپریم کورٹ ہوگی اور ہر صوبے میں صوبائی کورٹ بنائیں گئی تھیں۔ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے آزاد اور خود مختار تھی۔ سپریم کورٹ بین الحکومتی معاملات حل کرتی تھی۔ آئین کی تشریح کر سکتی تھی اور ہائی کورٹ کے خلاف اپیلیں سن سکتی تھی۔ صدر مملکت چیف جسٹس اور ججوں کی تقرری کریں گے۔ ججوں کو ملازمت کا تحفظ حاصل ہوگا۔ قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت سے ججوں کا مواخذہ ہو سکتا تھا۔ جس کی توسیع صدر پاکستان کر سکتا تھا۔

7- واحد شہریت (Single Citizenship)

پاکستان میں واحد شہریت کا نظام رائج ہے۔ پاکستانی شہریوں کو صرف واحد شہریت حاصل ہوگی۔ ملک کے تمام شہری پاکستانی کہلائیں گے۔ مثلاً امریکا میں شہریوں کو دوہری شہریت کے حقوق حاصل ہیں۔ (i) مرکزی حکومت کی شہریت (ii) ریاستوں کی حکومت کی شہریت۔ جبکہ پاکستان میں واحد شہریت کا نظام رائج ہے۔

8- بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

اس آئین کے تحت عوام کو وہ تمام بنیادی حقوق حاصل ہوں گے جس کی ضمانت اقوام متحدہ کے چارٹر میں دی گئی تھی۔ تمام شہری قانونی طور پر برابر ہوں گے۔ اُن کو بنیادی حقوق جیسے معاشی، سیاسی اور معاشرتی حقوق حاصل ہوں گے اور عدلیہ کو ان حقوق کے تحفظ کا مکمل اختیار تھا۔ کسی شہری کو بلا جواز گرفتار نہیں کیا جاسکے گا۔ گرفتاری کی صورت میں صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ ان حقوق کی خلاف ورزی پر شہری عدالت سے رجوع کر سکیں گے۔

9- سرکاری زبانیں (Offical Languages)

1956ء کے آئین میں دو زبانوں کو سرکاری زبان قرار دیا گیا۔ جن میں ایک اُردو اور دوسری بنگالی تھی لیکن آئندہ پچیس سال تک دفتری زبان انگریزی ہی رائج رہے گی۔

10- اسلامی دفعات (Islamic Provisions)

مملکت خداداد پاکستان کے پہلے آئین مجریہ 1956ء میں موجود اسلامی دفعات درج ذیل ہیں:

ملک کا سرکاری نام

اس آئین میں ملک کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا۔

صدر کا مسلمان ہونا

آئین 1956ء کے مطابق صدر پاکستان کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

اللہ تعالٰی کی حاکمیت

1949ء کی منظور کردہ قرارداد مقاصد کو 1956ء کے آئین میں ابتدائیہ کے طور پر شامل کرتے ہوئے اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو تسلیم کیا گیا اور اختیارات کو قرآن وسنت کی حدود میں رہ کر استعمال کرنے کا عزم دہرایا گیا۔ مسلمانانِ پاکستان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کے قابل بنایا جائے گا۔

اسلامی قوانین

ملک میں خلافِ قرآن کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا اور موجودہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

سود کا خاتمہ

جس قدر جلد ہو سکے، ملک سے سود کو ختم کر دیا جائے گا۔

فلاحی ریاست

پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنایا جائے گا۔ جس میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور بُرے کاموں مثلاً زنا کاری، شراب نوشی، جوا، فحاشی اور بے حیائی کا انسداد کیا جائے گا۔

آئینی ادارے (Constitutional Institutions)

1956ء کے آئین کے تحت ملک میں کئی آئینی ادارے قائم کیے گئے جن میں ادارہ تحقیقات اسلامی، پبلک سروس کمیشن، چیف الیکشن کمشنر اور آڈیٹر جنرل کے ادارے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ تمام ادارے اپنے دائرہ اختیارات میں عمل کرنے کے مجاز تھے۔

آئین کی منسوخی

1956ء کا آئین 9 سال کی ان تھک کوششوں اور محنت کے بعد منظور ہوا تھا لیکن سیاست دانوں کی باہمی کشمکش، جمہوری اداروں کی بے حسی، فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت اور مخلص قیادت کے فقدان کی وجہ سے زیادہ دیر نہ چل سکا اور صرف 2 سال 7 ماہ تک نافذ رہا۔ آخر 8 اکتوبر 1958ء کو پاک آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں نے جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر لی۔ تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ ملک

میں مارشل لا لگا دیا اور 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ تمام وفاقی وصوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں اور خود چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر اور صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔

ایوب خاں کا دور 1969 - 1958ء

سوال 8: 1958ء کے مارشل لا کے اہم اسباب کیا تھے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

جواب: ایوب خاں کا دور 1969 - 1958ء

صدر پاکستان سکندر مرزا نے 7 اکتوبر 1958ء کو ایک اعلان کے ذریعے 1956ء کا دستور منسوخ کر دیا۔ کابینہ توڑ دی گئی اور ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ کمانڈر انچیف محمد ایوب خان کو مارشل لا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا گیا۔ ایوب خان نے سکندر مرزا سے استعفیٰ لے لیا اور انھیں بیرون ملک بھیج دیا اور خود فیلڈ مارشل بن گئے۔ اس مارشل لا کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

1958ء کے مارشل لا کے اسباب

1- اقتدار کی کشمکش (Political Conflict)

قیامِ پاکستان کے بعد 1958ء تک ملک میں سیاسی انتشار اور غیر جمہوری ہتھکنڈے انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ مسلم لیگ میں دھڑوں میں بٹ چکی تھیں۔ اس سیاسی انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گورنر جنرل غلام محمد نے دوبارا اسمبلی توڑی۔ چنانچہ اس سیاسی کشمکش نے ملک میں پہلے مارشل لا کی راہ ہموار کر دی۔

2- معاشی بدحالی (Poor Economic Condition)

پاکستان سیاسی عدم استحکام اور معاشی بدحالی کا شکار ہو گیا۔ ملک کا اقتدار جاگیردار طبقے کے ہاتھ میں تھا۔ جو ملک کو اپنی ہوس اور خود غرضی سے لوٹ رہا تھا۔ ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود پاکستان میں خوراک کی قلت اور گرانی پیدا ہو گئی۔ ملک میں معاشی بدحالی اس انتہا تک پہنچ گئی کہ اُس کے بعض علاقوں میں قحط کے آثار پیدا ہو گئے۔

3- سیاسی قیادت کا فقدان (Lack of Political Leadership)

پاکستان قائد اعظمؒ، لیاقت علی خاں اور حسین شہید سہروردی کے بعد اہل سیاسی قیادت سے محروم ہو گیا۔ لیاقت علی

خاں کی شہادت کے بعد صرف سات سال کے عرصے میں چھ حکومتیں تبدیل ہو چکی تھیں اور ملک کی باگ ڈور ایسے سیاسی قائدین کے ہاتھوں میں پہنچ گئی جو عوام میں قومی وحدت برقرار نہ رکھ سکے اور عوامی مسائل بھی نہ حل کر سکے۔

4- سمگلنگ اور اقربا پروری (Smuggling and Nepotism)

پورے ملک کا نظام درہم برہم ہو گیا تھا۔ چور بازاری، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، رشوت ستانی اور ناجائز منافع خوری زوروں پر تھی اور مارشل لا کی ایک وجہ اقربا پروری اور ناجائز مراعات کا حصول بھی تھا۔ عوام مفلسی اور تنگ دستی کے عذاب میں مبتلا تھی۔ متوسط طبقہ کسمپرسی کی زندگی گزار رہا تھا۔

5- بیوروکریسی کا کردار (Role of Bureaucracy)

ملک میں بیوروکریسی کا رویہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ تھا۔ جس نے ملک میں جمہوریت کو ناکام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بیوروکریسی بااثر تھی اس وجہ سے اُن کے دلوں میں اقتدار کی ہوس پیدا ہو گئی جو مارشل لا کے نفاذ کا سبب بنی۔

6- ایوب خاں کی سیاست (Ayub Khan's Politics)

گورنر جنرل غلام محمد اور مرکزی حکومت کے بعض رہنماؤں کے مابین شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔ گورنر جنرل نے 24 اکتوبر 1954ء کو سیاستدانوں کی باہمی رسہ کشی اور سیاسی عدم استحکام کے نتیجے میں اسمبلی توڑ دی۔ ایک کابینہ مرتب کی گئی۔ گورنر جنرل غلام محمد نے جنرل ایوب خاں کو وزیرِ دفاع کی حیثیت سے نئی کابینہ میں شامل کیا جس کی وجہ سے ملک میں غیر یقینی حالات پیدا ہو گئے جو مارشل لا کا باعث بنے۔

7- صوبائی تعصّبات (Provincial Prejudices)

سکندر مرزا طویل مدت تک اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے ملک میں علاقائی تعصب انتہا کو پہنچ چکا تھا جو ملک میں مارشل لا کے نفاذ کا سبب بنا۔ سیاستدانوں نے صوبائی تعصّبات کو فروغ دیا اور اقتدار تک پہنچنے کے لیے ملکی سلامتی کی پرواہ کیے بغیر عوام کے جذبات کو خوب بھڑکایا۔ ایک ہی ملک کے عوام ایک دوسرے کے خلاف ہونے لگے جبکہ برسرِ اقتدار طبقے نے تعصب کے خطرناک رُجحان کو روکنے کی کوئی کوشش نہ کی۔

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصّب ہے، ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنّت سے نکلواتا ہے آدمؑ کو

8- سیاسی عدمِ استحکام (Political Instability)

پاکستان کے دو گورنر جنرلوں نے 1953ء سے 1958ء تک چھے وزارتوں کی تشکیل کی۔ ملک میں اس سیاسی عدمِ استحکام اور پارلیمانی نظام کی ناکامی کے نتیجے میں سیاسی بحران پیدا ہو گیا۔ عوام سیاستدانوں سے بیزار ہو گئے اور ان کا جمہوریت پر سے اعتماد اُٹھ گیا جو مارشل لا کا باعث بنا۔

9- انتخابات کا التوا (Delay in Elections)

قیامِ پاکستان کے پہلے گیارہ سالوں میں ملک میں کبھی عام انتخابات نہ کرائے گئے۔ صرف صوبوں میں باری باری انتخاب کرایا گیا۔ 1956ء کا آئین پاس ہونے کے بعد اُمید کی جارہی تھی کہ ملک میں ایک سال کے اندر عام انتخابات کا انعقاد ہوجائے گا لیکن ایسا نہ ہوسکا یہ بھی مارشل لا کے نفاذ کی ایک وجہ تھی۔

بنیادی جمہوریتوں کا نظام 1959ء

سوال 9: بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے مختلف مراحل کا جائزہ لیجیے۔

جواب: بنیادی جمہوریتوں کا نظام

صدر محمد ایوب خاں کی مارشل لا کی حکومت نے یکم نومبر 1959ء سے لوکل سیلف گورنمنٹ کا ایک نیا نظام رائج کیا، جو بنیادی جمہوریتوں کا نظام کہلایا۔ یہ ایک قسم کی محدود اور کنٹرول شدہ جمہوریت تھی۔ یہ نئی طرز کے وہ ادارے تھے جو کسی خاص جگہ، گاؤں، قصبہ یا شہر کی ابتدائی ضرورتوں اور رفاہی کاموں کے پیشِ نظر قائم کیے گئے۔ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان کی کل تعداد 80 ہزار تھی۔ 1962ء کے آئین کے تحت ان ارکان کو صدر، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے انتخاب کے لیے انتخابی ادارے کی حیثیت حاصل تھی۔ ان اداروں کا سلسلہ گاؤں، قصبوں اور شہروں سے لے کر صوبائی حکومت تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ نیا نظام بنیادی طور پر درج ذیل پانچ مراحل پر مشتمل تھا۔

1- یونین کونسل اور یونین کمیٹی
2- تحصیل کونسل اور تھانہ کونسل
3- ڈسٹرکٹ کونسل
4- ڈویژنل کونسل
5- صوبائی مشاورتی کونسل

1- یونین کونسل اور یونین کمیٹی

ابتدائی ادارہ: یونین کونسل پاکستان میں بنیادی جمہوریتوں کا ابتدائی ادارہ تھا۔ اس ادارے کو دیہی علاقوں میں یونین کونسل اور شہری علاقوں میں یونین کمیٹی کہا جاتا تھا۔

نمائندے کا انتخاب: بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں ایک ہزار سے پندرہ سو ووٹر براہ راست اپنا ایک نمائندہ منتخب کرتے تھے۔ جسے بی ڈی ممبر کہا جاتا تھا۔ یونین کونسل کے ممبران اتفاق رائے سے اپنا ایک صدر چن لیتے تھے، جسے چیئرمین کہتے تھے۔

فرائض: بی ڈی ممبر کے فرائض میں شہروں اور دیہاتوں کی صحت و صفائی، روشنی کا انتظام، مسافر خانوں کا انتظام اور پیدائش و اموات کا ریکارڈ مرتب کرنا شامل تھا۔

اس نظام کے تحت شہروں اور قصبوں میں یونین کمیٹیاں یا ٹاؤن کمیٹیاں بھی ہوتی تھیں، یونین کونسل اور یونین کمیٹی کے علاوہ مقامی سطح پر بھی ادارے بنائے گئے جو مندرجہ ذیل ہیں:

قصبہ کمیٹی: دس ہزار سے بیس ہزار آبادی والے قصبات میں قصبہ کمیٹی ہوتی تھی۔

ٹاؤن کمیٹی: دس ہزار سے تیس ہزار آبادی والے ٹاؤنز میں ٹاؤن کمیٹی ہوتی تھی۔

میونسپل کمیٹی: تیس ہزار سے پانچ لاکھ آبادی والے شہروں میں میونسپل کمیٹی ہوتی تھی۔

میونسپل کارپوریشن: پانچ لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہروں میں میونسپل کارپوریشن ہوتی تھی۔

کنٹونمنٹ بورڈ: چھاؤنیوں کے علاقے میں ترقیاتی کاموں کے لیے کنٹونمنٹ بورڈ قائم کیے گئے۔

2- تحصیل کونسل اور تھانہ کونسل

بنیادی جمہوریتوں کے نظام میں تحصیل کونسل مغربی پاکستان میں اور تھانہ کونسل مشرقی پاکستان میں دوسرا مرحلہ تھا۔ اس کے چیئرمین کو ڈویژنل آفیسر کہتے تھے۔ اس کونسل میں بھی چند نامزد نمائندے ہوتے تھے۔ اُن میں سرکاری اہل کار، نامزد ارکان اور منتخب عوامی نمائندے شامل ہوتے تھے۔ اس ادارے کے فرائض میں اپنے علاقوں میں تعلیمی اور معاشی منصوبوں کی تیاری شامل تھے۔

3- ڈسٹرکٹ کونسل

ڈسٹرکٹ کونسل ضلعی سطح پر قائم کیا گیا ادارہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر اس کونسل کا سربراہ تھا۔ اس میں آدھی تعداد ضلع کونسل کے منتخب اراکین کی ہوتی تھی اور آدھی تعداد سرکاری اور غیر سرکاری نامزد اراکین کی ہوتی تھی۔ ان اراکین کے فرائض میں سکولوں کا قیام، سڑکوں کی تعمیر، صحت وصفائی کا انتظام، ہسپتالوں کا قیام، آب رسانی کا انتظام، امراض کی روک تھام کے اقدامات کرنا اور امداد باہمی کو فروغ دینا وغیرہ کے ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کرانا تھا۔

4- ڈویژنل کونسل

ڈویژنل کونسل ڈویژن کی سطح پر قائم کیا گیا ادارہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر اس کا سربراہ تھا۔ ڈویژنل کونسل میں سرکاری اور نامزد ارکان شامل تھے۔ اس میں ضلع کی تمام یونین کونسلیں، یونین کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی نمائندگی تھی۔ اس کی فرائض میں مختلف محکموں کی جانچ پڑتال اور اصلاحی سرگرمیوں کے لیے سفارشات تیار کرنا اور عملدرآمد کرانا شامل تھا۔

5- صوبائی مشاورتی کونسل

صوبائی کونسل صوبائی حکومت کے محکموں کے اعلیٰ افسران اور یونین کونسلوں کے ممبران پر مشتمل ہوا کرتی تھی۔ یہ کونسل براہِ راست گورنر کے ماتحت کام کرتی تھی۔ اس کے فرائض میں صوبے کے بنیادی جمہوریتوں کے ادارے کی کارکردگی اور سرگرمیوں پر نظر رکھنا تھا۔ اس کے دائرہ کار میں صوبے کی ترقیاتی پروگرام بھی ہوتے تھے۔ صوبے کا

گورنر اپنی کارکردگی کی رپورٹ براہِ راست صدر کو پیش کرتا تھا۔

مسلم فیملی لاز آرڈی نینس (عائلی قوانین) 1961ء

Muslim Family Laws Ordinance 1961

سوال 10: مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء کی شرائط بیان کریں۔

جواب: فیملی لاز کا نفاذ

ایوب حکومت نے عائلی معاملات کو بہتر بنانے کے لیے بھی قانون سازی کی۔ ایوب نے 2 مارچ 1961ء کو عائلی قوانین کا نفاذ کیا۔ اس میں طلاق اور ایک سے زیادہ شادی کے لیے بنیادی جمہوری اداروں سے رجوع کرنے کے لیے کہا گیا۔ نکاح رجسٹرڈ کرنے کو کہا گیا۔ شادی کے وقت لڑکے اور لڑکی کی عمر کا تعین کیا گیا۔ مطلقہ عورتوں اور ان کے بچوں کے متعلق بھی حکم جاری ہوئے۔ عائلی قوانین کی بہت مخالفت ہوئی لیکن اس کے بہت سے فوائد بھی سامنے آئے۔

صدر ایوب خان نے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء نافذ کیا جس کے مطابق:

(i) نکاح کو یونین کونسل میں رجسٹرڈ کرانا لازمی قرار دیا گیا۔
(ii) پہلی بیوی اور یونین کونسل کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کی ممانعت کر دی گئی۔
(iii) شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم اٹھارہ سال اور لڑکی کی عمر سولہ سال مقرر کی گئی۔
(iv) طلاق وغیرہ کی صورت میں مدتِ عدت نوے دن مقرر کی گئی۔
(v) یتیم پوتے کو بھی وراثت میں حقدار تسلیم کر لیا گیا۔
(vi) پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے کنٹرول کیا جائے گا۔

علما کرام کے ایک گروہ نے اس آرڈی نینس کی مخالفت کی اور اسے اسلام کے خلاف قرار دیا لیکن عوام کی اکثریت نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو قبول کر لیا۔

1962ء کے آئین کے اہم خدوخال

(Salient Features of Constitution of 1962)

سوال 11: 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

جواب: 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال

اکتوبر 1956ء کو صدر سکندر مرزا کے ذریعے ایوب خان نے ملک میں مارشل لاء لگا دیا۔ چند دنوں کے بعد ایوب

خان صدر پاکستان بھی مقرر ہو گئے۔ فروری 1960ء میں ایوب خاں نے جسٹس شہاب الدین کی سربراہی میں ایک آئین سازی کے لیے دس رکنی آئینی کمیشن تشکیل دیا۔ اس کمیشن نے اپنی سفارشات مئی 1961ء کو صدر مملکت کو پیش کر دیں۔ اس کے بعد صدر نے وزیر خارجہ منظور قادر کی رہنمائی میں کابینہ کے سات ممبران پر مشتمل ایک آئینی کمیٹی تشکیل دی جس نے آئینی کمیشن کی سفارشات کو نظر انداز کر دیا اور اپنی نئی آئینی سفارشات مرتب کیں۔ ان سفارشات کو گورنروں کی کانفرنس میں منظور کر لیا گیا اور یہ آئین صدر محمد ایوب خاں نے 8 جون 1962ء کو ایک صدارتی حکم کے ذریعے نافذ کر دیا۔ اس آئین کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- تحریری دستور (Written Constitution)

1956ء کے آئین کی طرح یہ بھی تحریری آئین تھا۔ 1962ء کا آئین 250 دفعات، 5 گوشواروں اور 8 ترامیم پر مشتمل تھا۔ اس آئین سے قبل جاری احکامات اور مارشل لا کے 31 ضوابط پر مشتمل ایک تحریری آئین تھا۔ اسے 12 حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

2- وفاقی آئین (Federal Constitution)

1962ء کے آئین کے تحت پاکستان میں وفاقی طرز حکومت اپنایا گیا۔ پاکستان کے دو صوبے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان تھے۔ دونوں صوبوں اور مرکز کے درمیان اختیارات کی تقسیم کر دی گئی۔ دونوں صوبوں کو یکساں نمائندگی دی گئی تھی۔ دونوں صوبوں کی انتخابی ادارے میں بھی یکساں نمائندگی تھی۔ آئین میں مرکزی حکومت کے اختیارات واضح کیے گئے تھے۔ اختیارات کی تشریح کے لیے صدر اور پارلیمنٹ سے رجوع کرنا پڑتا تھا۔

3- صدارتی آئین (Parliamentary System)

1962ء کے آئین کے تحت صدر سربراہ حکومت تھا جس کو وسیع انتظامی اختیارات حاصل تھے۔ صدر کا انتخاب بنیادی جمہوریتوں کے 80 ہزار ارکان پر مشتمل انتخابی ادارہ کرتا تھا۔ صدر کی معیاد پانچ سال تھی۔ اسے سنگین بدعنوانی یا خرابی صحت کی بناء پر برطرف کیا جاسکتا تھا۔ صدر کو قانون سازی کے وسیع اختیارات بھی حاصل تھے۔ کابینہ کے ارکان صدر کے سامنے جواب دہ تھے۔ صدر کابینہ، گورنرز اور دیگر کلیدی آسامیوں کی تقرریاں خود کرتا تھا۔

4- استوار آئین (Rigid Constitution)

1962ء کے آئین کے تحت قومی اسمبلی کے ارکان کی دو تہائی اکثریت آئین میں ترمیم کر سکتی تھی۔ لیکن اس ترمیم کے مؤثر ہونے کے لیے صدرِ مملکت کی منظوری ضروری قرار دی گئی تھی۔

5- یک ایوانی مقننہ (Unicameral Legislature)

1962ء کے آئین کے تحت بھی ایک ایوان پر مشتمل پارلیمنٹ تشکیل دی گئی۔ جسے قومی اسمبلی کہتے ہیں۔ قومی اسمبلی کو بالواسطہ انتخاب کے ذریعے انتخابی ادارہ منتخب کرتا تھا۔ اس کی مدت پانچ سال تھی۔ اس میں دونوں صوبوں

مشرقی اور مغربی پاکستان کو مساوی نمائندگی حاصل تھی۔

6- واحد شہریت (Single Citizenship)

1962ء کے آئین میں بھی واحد شہریت کا نظام رائج کیا گیا۔ پاکستان کے تمام شہری خواہ وہ مشرقی پاکستان سے ہوں یا مغربی پاکستان سے وہ صرف پاکستانی شہری تھے۔

7- بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

آئین میں بنیادی حقوق نہیں رکھے گئے تھے لیکن بعد میں عوام اور سیاسی جماعتوں کے زبردست ردعمل سے اس آئین میں بنیادی حقوق شامل کیے گئے۔ یہ حقوق ایک ترمیم کے ذریعے دیئے گئے۔ ان حقوق میں شہریوں کو تحفظ کی ضمانت فراہم کی گئی۔ ان حقوق کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہوسکتی تھی۔ ان حقوق کی معطلی پر عدالت سے رجوع کیا جاسکتا تھا۔ ان بنیادی حقوق میں تحریر وتقریر کی آزادی، اجتماع وانجمن سازی مذہبی آزادی اور جان و مال کا تحفظ شامل تھا۔

8- اسلامی دفعات (Islamic Provisions)

(i) قراردادِ مقاصد کو آئین میں دیباچہ کے طور پر شامل کیا گیا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا اقرار کیا گیا اور کہا گیا کہ پاکستان کے عوام قرآن وسنت کی روشنی میں حاکمیت کے اختیارات کو ایک مقدس امانت سمجھ کر استعمال کریں گے۔

(ii) 1962ء کے آئین میں مملکت کا نام ''جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا تھا۔ بعدازاں عوام کے مطالبے پر اس میں ترمیم کر کے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔

(iii) 1956ء کے آئین طرح 1962ء کے آئین میں بھی صدر مملکت کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(iv) پاکستان کے عوام کو اپنی انفرادی واجتماعی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کرنے کے قابل بنایا جائے گا۔

(v) 1962ء کے آئین کے تحت اسلامی تعلیمات کے منافی کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی۔

9- اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام (Islamic Advisory Council)

اس آئین میں کہا گیا کہ ایک اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی جائے گی۔ جس کا فرض ہوگا کہ وہ صوبائی اور مرکزی حکومت کو مشورہ دے گی کہ کوئی قانون اسلام کے خلاف نہ ہو۔ پہلے رائج شدہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنا بھی اس کونسل کا کام ہوگا۔ اس کونسل کے رکن علماء ہوں گے۔ اسلامی مشاورتی کونسل کی حیثیت ایک بے اختیار ادارہ کی تھی، حکومت اس کی سفارشات کو قبول کرنے کی پابند نہ تھی۔

10- قومی زبانیں (National Languages)

1962ء کے آئین کے تحت اردو اور بنگالی کو قومی زبانیں قرار دیا گیا تھا لیکن انگریزی کو اُس وقت تک سرکاری زبان کی حیثیت حاصل رہے گی جب تک قومی زبانیں دفتروں میں رائج نہیں ہو جاتیں۔ ان دونوں زبانوں کو

علاقائی زبانیں بھی قرار دے دیا گیا۔

-11 بالواسطہ جمہوریت (Indirect Democracy)

1962ء کے آئین کے تحت براہِ راست انتخاب کا طریقہ ختم کر دیا گیا اور بالواسطہ جمہوریت کا نیا نظام رائج کیا گیا۔ اس نئے نظام کو بنیادی جمہوریتوں کا نام دیا گیا۔ صدر، قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب براہ راست عوام کے ذریعے نہیں تھا۔ بلکہ اس مقصد کے لیے بنیادی جمہوریت پر مشتمل ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ جس کے ارکان کی تعداد 80 ہزار تھی۔ اس ادارہ میں دونوں صوبوں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے ارکان کی تعداد یکساں تھی۔ اسمبلیوں کی معیاد پانچ سال تھی۔

-12 طریقہ ترمیم

اس آئین کے تحت ترمیم کرنا کافی مشکل تھا۔ پارلیمنٹ کی 3/4 اکثریت قانون میں ترمیم کر سکتی تھی۔ لیکن صدر کو اس ترمیم کو ویٹو کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ گویا کوئی ترمیم صدر کی منظوری کے بغیر ممکن نہ تھی۔

-13 عدلیہ کی آزادی

اس آئین میں عدلیہ کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ ججوں کو ملازمت کا تحفظ کیا گیا تا کہ وہ آزادی سے فیصلے کر سکیں۔

انتخابات 1965ء

سوال 12: پاکستان میں انتخابات 1965ء کے اثرات/نتائج کا جائزہ لیجیے۔

جواب: بنیادی جمہوری نظام اور انتخابات 1965ء

صدر ایوب خان نے حکومت چلانے کے لیے 1960ء میں ملک میں بنیادی جمہوریتوں کا ایک نظام رائج کیا۔ اس نظام کے تحت 80 ہزار بنیادی جمہوریت کے ارکان کا انتخاب کیا گیا۔ مقامی طور پر اس نظام نے مسائل حل کرنے میں مدد دی لیکن ایوب خان نے اس بنیادی جمہوری نظام کو انتخابی ادارہ بنا دیا اور پھر اسی نظام کے تحت ملک میں دو مرتبہ عام انتخابات کرائے۔ صدر ایوب نے مارشل لا کے دوران ان بنیادی جمہوریت کے ارکان سے اپنی صدارت کی توثیق کرائی۔ ان ارکان کی مدت 1965ء میں ختم ہو رہی تھی۔ اس لیے نومبر 1964ء میں ان کا دوبارہ انتخاب کرایا گیا۔ یہ ایک قسم کی پائیدار اور محدود قسم کی جمہوریت تھی اور اس کے ذریعے پاکستان کے عوام کو براہ راست حق رائے دہی سے محروم کر دیا گیا۔ 80 ہزار بنیادی جمہوریت کے ممبروں کو حکومت آسانی کے ساتھ دباؤ اور لالچ کے تحت اپنے حق میں استعمال کر سکتی تھی۔ چنانچہ 1965ء کے صدارتی انتخاب میں متحدہ حزب

مخالف کی مشترکہ امیدوار قائداعظم کی ہمشیرہ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناحؒ، ایوب خان کے مقابلے میں اسی لیے کامیاب نہ ہوسکیں کہ حکومت نے دھاندلیوں کے ذریعے بنیادی جمہوریت کے ممبران کو اپنے ساتھ ملالیا۔ چنانچہ اس نظام نے عوام میں ایک بیزاری پیدا کردی اور ان کا حکومت پر سے اعتماد اٹھ گیا۔ آخر صدر ایوب خاں کے زوال کے ساتھ ہی اس نظام کا خاتمہ ہوگیا۔

1965ء کے انتخابات کے اثرات/نتائج

بنیادی جمہوریتوں کے نظام پر تنقید

ایوب خاں کے بنیادی جمہوریتوں کے نظام پر بہت تنقید ہونے لگی اور کھلم کھلا یہ کہا گیا کہ یہ نظام خامیوں سے بھر پور ہے اور اس طریقۂ انتخاب کے تحت ایوب خاں کے مقابلے میں کوئی بھی شخصیت کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

جمہوریت کا خاتمہ

ایوب خاں نے بنیادی جمہوریتوں کو انتخابی ادارے کی حیثیت دے کر جمہوریت کو ختم کردیا، اس لیے عوام نے اس بنیادی جمہوریت کے نظام کو مُسترد کردیا۔

ایوب خاں کی مقبولیت متاثر

اس نظام سے ایوب خاں کی مقبولیت بُری طرح متاثر ہوئی چنانچہ یہ بنیادی جمہوریتوں کا نظام ایوب خاں کے زوال کا باعث بھی بنا۔

جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز

پاکستان کی حزبِ مخالف کی تمام سیاسی جماعتوں نے ان نام نہاد انتخابات میں ایوب خاں پر دھاندلی کا الزام لگا کر جمہوریت کی بحالی کے لیے عوامی رابطہ مہم کا آغاز کردیا۔

پاک بھارت جنگ 1965ء

(Indo-Pak War 1965)

سوال 13: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجوہات تحریر کریں۔

جواب: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کی وجوہات

بھارت نے کبھی بھی پاکستان کو قبول نہیں کیا۔ اس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کا وجود ختم کردیا جائے۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے بھارت نے کئی اقدام کیے لیکن ہر بار منہ کی کھانی پڑی۔ 6 ستمبر 1965ء کو بھی

بھارت نے اس خواہش کے زیر اثر پاکستان کے خلاف کھلی جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حملہ کر دیا۔ پاکستان کے فوجی اور اقتصادی وسائل بھارت کے مقابلے میں انتہائی کم تھے۔ لیکن پاکستان کی مسلح افواج جذبۂ جہاد سے سرشار تھی۔ اُس نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو ذلت آمیز شکست دی۔ یہ جنگ سترہ روز جاری رہی بالآخر اقوام متحدہ کی مداخلت پر ختم کر دی گئی۔ ستمبر 1965ء کی تاریخی جنگ کے واقعات اور وجوہات کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:
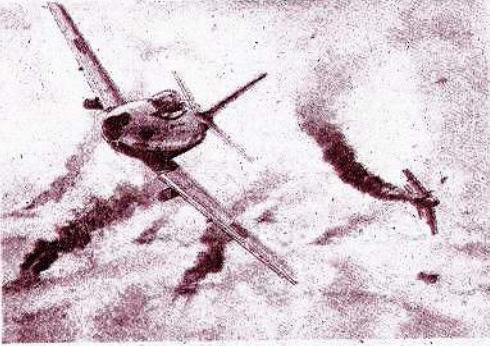
پاک فوج گولہ باری کرتے ہوئے

پاک فضائیہ کے شاہین

1- بھارت کا نظریۂ سیاست

بھارت کا نظریہ سیاست ہندو مفکر چانکیہ کی سیاست پر ہے جس کا بنیادی اصول مکر و فریب اور ہمسایہ ممالک کے ساتھ جارحانہ عزائم رکھنا ہے۔ اس لیے بھارت کے راہنما ہمیشہ منہ سے آشتی کا پرچار کرتے ہیں لیکن عملاً ہمسایہ کے خلاف جارحیت کرتے ہیں۔

2- بھارت کی پاکستان دشمنی

پاکستان کا قیام ہندوؤں کی مرضی کے خلاف تھا۔ اس وجہ سے انھوں نے پاکستان کے قیام کو دل سے پسند نہ کیا۔ انھوں نے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس سے پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ جیسے جیسے پاکستان مضبوط ہو رہا تھا، ہندوستان پاکستان کو تباہ کرنے کی زیادہ تیاریاں کر رہا تھا۔ 1965ء کی جنگ اس کا ثبوت تھا۔

3- مسئلہ کشمیر

قیام پاکستان کے بعد مسئلہ کشمیر دونوں مملکتوں کے لیے بہت اہم تھا۔ ستمبر 1965ء کی جنگ کی بڑی وجہ مسئلہ کشمیر تھا۔ بھارت نے کشمیر کے زیادہ حصے پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے تھے۔ سلامتی کونسل نے بھارت کے خلاف قرارداد بھی پاس کر دی تھی جس کی وجہ سے اسے کشمیر میں رائے شماری کرانی تھی لیکن بھارت رائے شماری نہیں کرانا چاہتا تھا۔ مسئلہ کشمیر کو پوری دنیا میں اُٹھانے اور کشمیری عوام کی اخلاقی مدد کرنے کی پاداش میں بھارت نے پاکستان پر ستمبر 1965ء کی جنگ مسلط کر دی تھی۔

4- چین بھارت جنگ

بھارت نے 1962ء میں طاقت کے نشے میں نیفا کے مقام پر چین سے جنگ شروع کر دی جس میں بھارت کو زبردست شکست ہوئی۔ اس کو بین الاقوامی طور پر ذلیل ہونا پڑا اور اس کا وقار مجروح ہوا۔ بھارت اب کسی ملک پر حملہ کر کے اس شکست کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنی خفت مٹانے کے لیے مئی 1965ء میں رَن کچھ کے متنازعہ علاقے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن اُسے پاکستانی افواج کے ہاتھوں ذلّت آمیز شکست نصیب ہوئی۔ بھارت نے اپنا وقار بحال کرنے کے لیے پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔

5- بھارت کی داخلی سیاست

نہرو کے انتقال کے بعد بھارت داخلی سیاست میں الجھ کر رہ گیا۔ بھارت میں عام انتخابات کا انعقاد ہونے والا تھا۔ کانگرس انتخابات میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اُس نے پاکستان پر حملہ کر کے فتح حاصل کرنے کا ارادہ کیا تاکہ عوام سے ووٹ حاصل کیے جاسکیں۔ اس لیے بھارت نے ستمبر 1965ء میں پاکستان پر حملہ کر دیا۔

6- عالمی طاقتوں کی پاکستان دشمنی

برطانیہ پاکستان کے خلاف تھا۔ پاکستان نے چین سے دوستی کر لی تو امریکہ بھی اس کے خلاف ہو گیا۔ روس پہلے ہی پاکستان کے خلاف تھا۔ روس کے ساتھی ممالک بھی پاکستان کے مخالف ہو گئے۔ بھارت نے ان ممالک کی حمایت سے پاکستان پر حملہ کر دیا۔

1965ء کی جنگ کے واقعات

سوال14: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے واقعات بیان کیجیے۔

جواب: ستمبر 1965ء کی جنگ کے واقعات

صدرِ پاکستان جنرل ایوب خاں نے جنگ شروع ہونے کے بعد ریڈیو پر ہنگامی حالت کا اعلان کیا اور قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''پاکستان کے عوام اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک بھارتی توپوں کے دہانے مستقل طور پر سرد نہیں ہو جاتے۔ بھارتی حکمران نہیں جانتے کہ انھوں نے کس بہادر قوم کو للکارا ہے۔ ہمارے صف شکن سپاہی دشمن کو پسپا کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ پاکستان کی افواج دشمن کے حملے کا منہ توڑ جواب دیں گی۔'' صدرِ پاکستان نے قوم کو پکارتے ہوئے کہا ''مردانہ وار آگے بڑھو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو، خدا تمھارا حامی و ناصر ہو'' جنگ 6 ستمبر 1965ء کے اہم واقعات کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے:

صدر پاکستان جنرل ایوب خاں ریڈیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے

1965ء کی جنگ کے اہم واقعات درج ذیل ہیں

1- لاہور۔۔۔ واہگہ برکی محاذ

بھارت نے 5 ستمبر اور 6 ستمبر کی درمیانی رات کو لاہور شہر پر تین اطراف واہگہ، برکی اور قصور سے حملہ کر دیا۔ بھارتی فوج کا ایک ڈویژن واہگہ کی طرف دوسرا ڈویژن بھینی اور برکی کی طرف سے جبکہ تیسرا ڈویژن قصور کی طرف سے آگے بڑھا۔ بھارت کا یہ منصوبہ تھا کہ لاہور پر قبضہ کر لیا جائے۔ اپنی من مانی شرائط کے مطابق بھارت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے لیکن پاکستان کی بہادر افواج نے دشمن کو بی آر بی نہر کے دوسرے کنارے پر روک لیا۔ اس محاذ پر میجر عزیز بھٹی شہید نے اپنی کمپنی کے ساتھ کئی روز تک دشمن کی پیش قدمی کو روکے رکھا اور آخر کار جامِ شہادت نوش کیا۔ پاکستان کی حکومت نے میجر عزیز بھٹی شہید کو اس عظیم کارنامے پر پاکستان کا سب بڑی فوجی اعزاز ''نشان حیدر'' عطا کیا۔

میجر عزیز بھٹی شہید نشانِ حیدر

2- قصور کا محاذ

بھارت کا منصوبہ تھا کہ قصور کی طرف سے لاہور میں داخل ہوا جائے۔ ہماری افواج نے اس حملہ کو پسپا کر دیا بلکہ اگلے روز جوابی حملہ کیا اور 11 ستمبر کو ہندوستان کا تاریخی شہر کھیم کرن فتح کر لیا۔ ہندوستان نے اس علاقہ کو واپس لینے کی بڑی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ بعد ازاں بھارت نے ہیڈ سلیمانکی کی طرف نیا محاذ کھولا لیکن وہاں بھی اُسے منہ کی کھانی پڑی۔ بلکہ ہزاروں اپنے فوجی مروا لیے۔

3- سیالکوٹ کا محاذ

بھارت نے لاہور کے تینوں محاذوں پر شکست کھانے کے بعد ٹینکوں اور بکتر بند ڈویژن کے ساتھ سیالکوٹ کے علاقے چونڈہ پر حملہ کر دیا۔ سیالکوٹ کے محاذ پر حملہ کامیاب بنانے کے لیے بھارت نے ایک بکتر بند ڈویژن اور چار سو ٹینک استعمال کیے۔ سیالکوٹ پر بھاری بمباری کی لیکن افواج پاکستان اور بہادر عوام نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ چونڈہ کے مقام پر 13 ستمبر کو ایک عظیم معرکہ ہوا جو کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی تھی۔ اس محاذ پر بھارت کی ایک تہائی بکتر بند فوج تباہ ہو گئی اور اسے ذلت آمیز شکست بھی ہوئی۔

4- راجستھان کا محاذ

ہر محاذ پر شکست کھانے کے بعد بھارت نے راجستھان میں نیا محاذ کھولا اور حیدر آباد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ یہاں پر حر مجاہدین نے پاکستان کی افواج کی مدد کی اور دشمن کو بھگا دیا۔ پاکستان کی افواج نے بھارت کی کئی چوکیوں پر قبضہ کر لیا اور بھاگتی ہوئی بھارتی فوج پر کاری ضرب لگائی۔ اس محاذ پر پاکستانی فوج نے بھاری تعداد میں جنگی سامان حاصل کیا۔

5- فضائی کارنامے

جب بھارت کو میدان جنگ میں شکست ہوئی تو انھوں نے اپنی فوج کے تحفظ کے لیے فضائی جنگ شروع کی۔ پاکستان فضائیہ نے 6 اور 7 ستمبر کی درمیانی شب کو پٹھانکوٹ، جودھ پور، آدم پور، ہلواڑہ، جام نگر، جموں اور سری نگر کے بھارتی اڈوں پر حملہ کر کے بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ کر رکھ دی اور بھارت کے 13 مگ طیارے تباہ کر دیئے۔ 7 ستمبر کی صبح بھارت نے سرگودھا کے ہوائی اڈے پر حملہ کیا۔ پاک فضائیہ نے جوابی حملہ کر کے انھیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ لاہور کے مقام پر سکواڈرن لیڈر محمد محمود عالم (ایم۔ایم۔ عالم) نے ایک ہی جھڑپ میں دشمن کے پانچ طیارے مار گرائے جو کہ عالمی ریکارڈ ہے۔ اس حملہ میں بھارت کو ایک سکواڈرن طیاروں کا نقصان ہوا۔ اس جنگ میں ہندوستان کے ایک سو گیارہ طیارے مارے گئے جبکہ پاکستان کے صرف چودہ طیارے تباہ ہوئے۔ بھارت نے تنگ آ کر شہری علاقوں کو بموں کا نشانہ بنایا لیکن پاکستان نے صرف فوجی ٹھکانوں پر ہی حملے کیے۔

پاک فضائیہ کے جانباز پائلٹ ایم۔ایم۔عالم
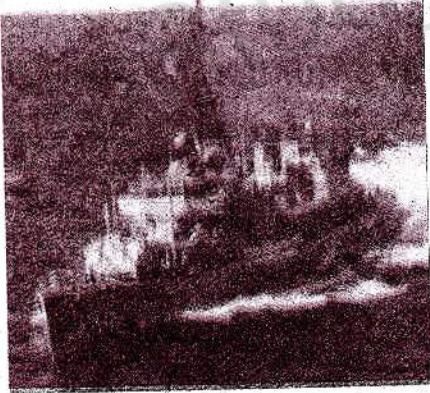
6- بحری جنگ

اس جنگ میں پاکستانی بحریہ نے بھی ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا۔ پاکستانی بحریہ نے کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع دوارکا کا مشہور بھارتی اڈہ تباہ کیا۔ وہاں پر بڑے بڑے راڈار کام کرتے تھے۔ ہندوستان نے جوابی حملہ کیا تو اس کے تین طیارے گرا لیے گئے۔ 22 ستمبر اور 23 ستمبر کی درمیانی رات کو بھارت کی بحریہ نے پاک بحریہ کے ایک یونٹ پر اچانک حملہ کر دیا۔

پاک بحریہ نے جوابی حملہ کر کے بھارتی بحریہ کا ایک فریگیٹ جہاز ڈبو دیا اور بھارتی بحریہ کے دیگر جہازوں کو دُم دبا کر بھاگنا پڑا۔

7- جنگ بندی

بھارت کو جب ہر محاذ پر شکست ہی شکست نظر آئی تو اس نے اقوام متحدہ سے جنگ بند کرانے کی اپیل کی۔ اقوام متحدہ تو پہلے دن سے ہی یہ کوشش کر رہا تھا کہ جنگ بند ہو جائے۔ سلامتی کونسل نے 20 ستمبر کو حکم دیا کہ جنگ 22 ستمبر کو رات بارہ بجے بند کر دی جائے لیکن ہندوستان نے مزید پندرہ گھنٹے طلب کیے اور اس طرح 23 ستمبر کو

رات تین بجے سحری کے وقت جنگ بند ہوگئی۔

جنگ کے اثرات/نتائج

سوال 15: 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے نتائج بیان کیجیے۔

جواب: 1965ء کی جنگ کے نتائج

پاک بھارت جنگ 1965ء، 17 دن تک جاری رہی اور بالآخر اقوام متحدہ کی قرارداد کی روشنی میں جنگ بندی ہوئی جس کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

1- پاکستان کے وقار میں اضافہ

اس جنگ میں پاکستان نے دشمن کو جس عبرت ناک شکست سے دوچار کیا اور جس کامیابی سے اپنی سرحدوں کا دفاع کیا اُس نے دشمن پر پاکستان کی برتری ثابت کردی۔ پاکستان کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست نے بھارت کے فوجی وقار کو خاک میں ملادیا اور بیرونی دنیا میں پاکستان کی عزت اور وقار میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

2- مسئلہ کشمیر

1965ء کی جنگ دراصل کشمیر کی جنگ تھی۔ اس لیے مسئلہ کشمیر کی اہمیت میں اور اضافہ ہوگیا۔ اس سے اقوام متحدہ کو معلوم ہوگیا کہ اس مسئلہ کا حل بہت ضروری ہے۔ اقوام عالم کو محسوس ہوگیا کہ اگر اس کو حل نہ کیا گیا تو مزید جنگ کے امکانات ہیں۔

3- امریکہ اور یورپ کا دوغلہ پن

اس جنگ نے دوست دشمن کی پہچان بھی کرادی۔ امریکہ نے پاکستان کی اقتصادی اور فوجی امداد بند کردی۔ یورپ کے دیگر ممالک برطانیہ، فرانس اور روس نے سردمہری کا رویہ اپنایا بلکہ روس پاکستان کے خلاف ویٹو کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

4- جنگ میں چین کی مدد

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں چین نے پاکستان کی کھل کر حمایت کی اور دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے اسلحہ دیا۔ پاکستان اور چین کے درمیان کئی باقاعدہ دفاعی معاہدے بھی ہوئے۔ واہ آرڈی ننس فیکٹری کی تعمیر بھی چین کی مدد سے پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ چین نے جس طرح پاکستان کی مدد کی اس سے پاکستان کو دوست اور دشمن میں تمیز واضح ہوگئی۔

5- عالم اسلام کا اتحاد

ستمبر 1965ء کی جنگ میں برادر اسلامی ممالک نے غیر مشروط طور پر پاکستان کی مدد کی۔ اس کی بنا پر اتحاد عالم

اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اس طرح مسلم ممالک کے درمیان تعلقات مزید پیدا ہوئے اور پاکستانیوں کے سر فخر سے بلند ہو گئے۔

پاکستانی عوام میں اتحاد اور قومی یکجہتی

ستمبر 1965ء کی جنگ کے درج ذیل قومی اور بین الاقوامی نتائج برآمد ہوئے۔

1- لیڈروں کے طرزِ عمل میں تبدیلی

جنگِ ستمبر نے ملک کے حزب اختلاف کے لیڈروں کے طرزِ عمل میں بھی واضح تبدیلی پیدا کر دی۔ انھوں نے صدر ایوب خاں کی مخالفت چھوڑ کر مکمل تعاون کی پیشکش کی۔

2- یکجہتی کا جذبہ

جنگ 1965ء سے قبل ملک کے اندر مختلف مسائل کی وجہ سے قوم انتشار کا شکار ہو چکی تھی لیکن جنگ کی وجہ سے عوام میں اتحاد اور قومی یکجہتی پیدا ہو گئی۔ قوم نے نظم وضبط اور اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے تمام داخلی اختلافات بھلا دیئے تھے۔ قوم میں جذبۂ جہاد نئے سرے سے پیدا ہو گیا اور وہ دشمن کے مقابلے میں سینہ سپر ہو گئی۔

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

3- قومی جذبہ

پاک بھارت جنگ 1965ء حق و باطل کے درمیان ایک ایسا انقلاب آفرین واقعہ تھا۔ جس میں پوری پاکستانی قوم اپنی جانباز افواج کے پیچھے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کھڑی ہو گئی۔ اس جنگ میں ایک چھوٹے سے چھوٹے ملازم سے لے کر آفیسر تک، ایک مزدور سے تاجر تک تمام افراد نے قومی جذبے سے سرشار ہو کر دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے حکومت سے تعاون اور یکجہتی کا مظاہرہ کیا اور دفاعی فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیا۔

4- فلاحی کام

جنگ کے دوران پوری قوم میں جذبہ ایمانی ابھرا۔ پاکستانی عوام نے ہسپتالوں میں پہنچ کر بہادر مجاہدین کے لیے خون کے عطیات دیئے اور محاذوں پر پہنچ کر افواج کو اپنی خدمات پیش کیں۔ جنگی بے گھروں کے لیے کیمپ لگائے گئے۔ لوگوں میں محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوئے۔

5- غازی بھائیوں کی حوصلہ افزائی

ملک کے فنکاروں نے اپنے فن کا مظاہرہ کر کے اپنے غازی بھائیوں کے حوصلوں کو بلند رکھا یہاں تک کہ پوری قوم

نے دشمن کا مردانہ وار ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اُسے شکست دے کر فتح و نصرت کا جھنڈا بلند کیا۔
اس جنگ کی وجہ سے پاکستان کے دفاعی اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اس کا ملکی معیشت پر اثر پڑا۔

(Economic Development)

سوال 16: معاشی ترقی سے کیا مُراد ہے؟

جواب: معاشی ترقی سے مراد

معاشی ترقی سے مراد کسی ملک کی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت میں تبدیل ہونا ہے۔ یہ ترقی کا ایک ایسا عمل ہے جس میں جدید اور ترقی یافتہ ذرائع کو استعمال کر کے، انسانی وسائل اور سرمایہ کے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے معیشت میں ایسی انقلابی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں کہ جس سے ملک کی خام قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔ عوام کو تعلیم، صحت، روزگار اور تفریح کے بہتر مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

ایوب خاں کے دورِ حکومت میں معاشی ترقی

ایوب خاں کی مارشل لا حکومت نے معاشی ترقی کے لیے عالمی بینک کے ماہر معاشیات محمد شعیب کو وزیرِ خزانہ مقرر کیا۔ انھوں نے ملکی درآمدات اور برآمدات پر خاصا کنٹرول کیا جس سے ملکی تجارت میں برآمدات کی حوصلہ افزائی ہوئی اور کافی زرِ مبادلہ حاصل ہوا۔ اُن کی وزارت کے دوران صنعت و حرفت کی ترقی کے لیے لائسنس جاری کیے گئے اور نئی صنعتوں کا قیامِ عمل میں آیا جس سے 1960ء کے عشرہ کے دوران پاکستان میں صنعتی شعبہ کو ترقی اور استحکام حاصل ہوا۔ اس معاشی ترقی سے ملک میں خوش حالی میں اضافہ ہوا۔ اسی دوران دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (1960-65ء) اور تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965-70ء) شروع کیا گیا۔
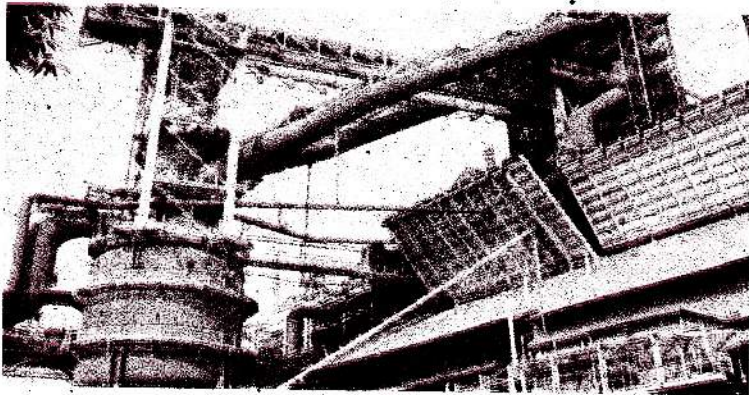
پاکستان سٹیل مل کراچی

سوال 17: دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہداف، حاصلات اور ناکامیوں پر نوٹ لکھیے۔

جواب: دوسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1960-1965ء)

منصوبے کا تعارف

پاکستان کا دوسرا قومی ترقیاتی منصوبہ 1960ء میں اپنایا گیا اور اس منصوبے کی 1955ء تک تکمیل ہوئی۔

اہداف اور مقاصد (Targets)

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور اہداف مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قومی آمدنی میں 24 فی صد اضافہ کرنا
2۔ فی کس آمدنی میں دس (10) فی صد اضافہ کرنا
3۔ 25 لاکھ نئے افراد کے لیے روزگار کے مواقع مہیا کرنا
4۔ زرعی پیداوار میں 14 فی صد اضافہ کرنا
5۔ بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیتیں 14 فی صد تک زیادہ کرنا
6۔ گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو 25 فی صد تک بڑھانا۔
7۔ برآمدات میں 3 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ کرنا۔

منصوبے کے لیے مختص رقوم

اس منصوبے کے لئے 23 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا۔ اس رقم میں سے 12 ارب 40 کروڑ روپے سرکاری شعبے میں، 3 ارب 80 کروڑ روپے نیم سرکاری شعبے میں اور 6 ارب 80 کروڑ روپے نجی شعبے میں خرچ کرنے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔

حاصلات اور ناکامیاں

1۔ قومی آمدنی میں اضافہ چوبیس فی صد کی بجائے 30 فی صد سے بھی زیادہ ہو گیا۔
2۔ برآمدات میں تین فی صد کی بجائے 7 فی صد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوا۔
3۔ صنعتی شعبے میں 40 فی صد سے بھی زیادہ ترقی ہوئی۔
4۔ زرعی شعبے میں ترقی 15 فی صد سے زیادہ ہوئی۔
5۔ البتہ روزگار کے مواقع کا ہدف حاصل نہ کیا جا سکا۔

منصوبے کی اہمیت

یہ منصوبہ تیار کرتے وقت پہلے پانچ سالہ منصوبے کی خامیوں کی اصلاح کی گئی تھی اور ملکی وسائل کا جائزہ لینے میں خاصی احتیاط سے کام لیا گیا تھا، لہٰذا نتائج کافی حوصلہ افزا رہے جو مستقبل کی منصوبہ بندی میں معاون ثابت

ہوئے۔ پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی میں دوسرے پانچ سالہ منصوبے کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

سوال 18: تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہداف' حاصلات اور ناکامیوں کا تذکرہ کیجیے۔

جواب: تیسرا پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (1965-1970ء)

منصوبے کا تعارف

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کی کامیابی کے بعد تیسرا پانچ سالہ منصوبہ ایک بیس سالہ طویل المیعاد منصوبے کے پہلے حصے کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہ طویل المیعاد منصوبہ چار پانچ سالہ ترقیاتی منصوبوں پر مشتمل تھا۔ اسے طویل المیعاد تناظری منصوبہ (1965-1985ء) کا نام دیا گیا۔ اس تناظری منصوبے کے اہم اہداف یہ تھے:

تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہداف و مقاصد (Tagets and Aims)

تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہم اہداف و مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

1- ملکی ترقی کی رفتار کو تیز کر کے قومی پیداوار میں 37 فی صد اضافہ کرنا۔
2- فی کس آمدنی میں 20 فی صد اضافہ کرنا۔
3- 55 لاکھ افراد کو روزگار مہیا کرنا۔
4- زرعی ترقی کی رفتار کو تیز کر کے اس میں 5 فی صد اضافہ کرنا۔
5- صنعتی ترقی کی شرح میں 13 فی صد سالانہ کی شرح تک اضافہ کرنا۔
6 بنیادی صنعتوں کے قیام کو ترجیح دینا۔
7- برآمدات میں 9.5 فی صد اضافہ کرنا۔ زرِ مبادلہ میں اضافہ کر کے ادائیگیوں کے توازن میں استحکام پیدا کرنا۔
8- بنیادی سہولتوں میں اضافے کی کوشش کرنا اور معاشرتی تحفظ فراہم کرنا۔

منصوبے کے لیے مختص رقوم

ان مقاصد کے حصول کے لیے کل 52 ارب روپے مختص کیے گئے تھے۔ ان میں سے 30 ارب سرکاری شعبہ جات کے لیے اور 22 ارب نجی شعبے کے لیے وقف تھے۔

حاصلات اور ناکامیاں (Achievements and Failures)

1- برآمدات میں 9.5 فی صد اضافے کی توقع تھی مگر یہ اضافہ صرف 7 فی صد ہو سکا۔
2- زرعی ترقی کی رفتار کا ہدف پانچ فی صد سالانہ تھا۔ یہ 4.5 فی صد سالانہ رہی۔
3- صنعتی ترقی کا ہدف 13 فی صد تھا مگر اسے صرف 9 فی صد تک بڑھایا جا سکا۔

ناکامیوں کے اسباب

نتائج سے پتا چلتا ہے کہ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اکثر اہداف حاصل نہ کیے جا سکے کیوں کہ ابتدا ہی میں ملک

ناموافق حالات کے نرغے میں پھنس گیا تھا۔

1- خشک سالی

منصوبے کے ابتدائی دو سال انتہائی خشک سالی کے تھے، جس سے فصلیں بری طرح مُتاثر ہوئیں۔

2- پاک بھارت جنگ

1965ء کی پاک بھارت جنگ کے باعث دفاعی اخراجات بڑھ گئے، جنھیں ترقیاتی اخراجات کے لیے مجوزہ وسائل میں کمی کر کے پورا کرنا پڑا۔

3- غیر ملکی امداد

غیر ملکی امداد میں بھی 27 فی صد کمی کا سامنا کرنا پڑا اور زرعی ترقی میں کمی واقع ہوئی۔

4- سیاسی حالات

ملک کے سیاسی حالات خراب رہے ہڑتالیں اور ہنگامے ہوتے رہے۔ اس لیے صنعتی ترقی پر بہت برا اثر پڑا۔ مختصر یہ کہ تیسرے پانچ سالہ منصوبے کو مجوزہ وسائل کی فراہمی کے لیے سازگار حالات میسر نہ آ سکے لہٰذا اس کے اکثر اہداف حاصل نہ کیے جا سکے۔

1958-69ء کے دوران پاکستان میں صنعتی شعبہ اور زراعت کی شرح ترقی (%)

سال	بڑی صنعتیں	چھوٹی صنعتیں	زراعت
1958-59ء	5.6	2.3	4.0
1960-61ء	20.3	2.9	-0.2
1961-62ء	19.9	2.9	6.2
1962-63ء	15.7	2.9	5.2
1963-64ء	15.5	2.9	2.5
1964-65ء	13.0	2.9	5.2
1965-66ء	10.8	2.9	0.5
1966-67ء	6.7	2.9	5.5
1967-68ء	7.6	2.9	11.7
1968-69ء	10.6	2.9	4.5

2- زرعی اصلاحات

سوال 19: پاکستان میں زرعی اصلاحات کی اہمیت اور افادیت بیان کیجیے۔

جواب: زرعی اصلاحات سے مراد

زرعی اصلاحات سے مراد زرعی شعبے کی خامیوں کو دُور کرنا ہے جو کاشت کار طبقہ کے استحصال کا باعث ہیں اور دوسرے جن کے باعث فی ایکڑ زرعی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ ان مقاصد کی خاطر بڑی بڑی جاگیرداریوں کو محدود کر کے زرعی زمین چھوٹے زمینداروں میں تقسیم کی جاتی ہے۔
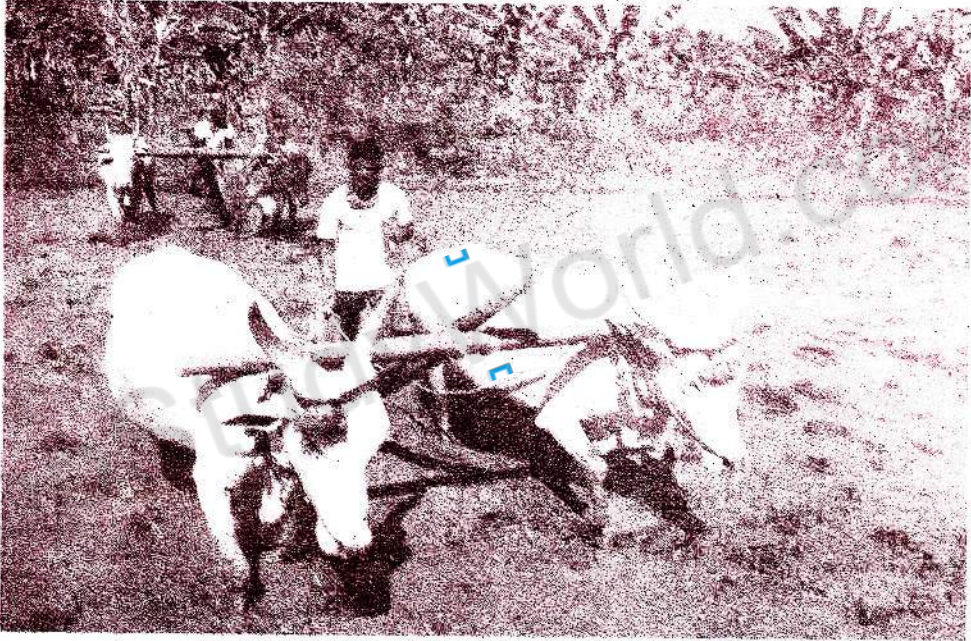
ایوب خان نے زرعی اصلاحات کے لیے ایک کمیشن بنایا جس کے سربراہ گورنر اختر حسین تھے۔ اس کمیشن نے 18 اکتوبر کو کام شروع کیا۔ اور جنوری 1959ء کو ان اصلاحات کا اعلان کر دیا۔ زرعی اصلاحات کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

زراعت کی ترقی گر ہے مقصود
قدم اصلاح کی جانب بڑھاؤ

1- حد ملکیت زمین

کوئی شخص ایک وقت میں 5 سو ایکڑ نہری یا ایک ہزار ایکڑ بارانی زمین سے زیادہ کا مالک نہیں ہوگا۔ باغات

وچراگاہوں کی صورت میں موجودہ زمیندار 150 ایکڑ رقبہ اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

2- زمین کی منتقلی کی مراعات

زمیندار کو حق دیا گیا کہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں اور یتیم بچوں کو اپنی زمین ہبہ (Gift) کر سکتا ہے لیکن اس کی مقدار 250 ایکڑ نہری یا 500 ایکڑ بارانی سے زیادہ نہ ہوگی۔

3- زائد زمین کی ادائیگی

زمیندار مقررہ حد سے زیادہ زمین سرکاری تحویل میں دے دیں گے۔ جس کا معاوضہ انھیں 25 سالوں میں قسطوں میں ادا کیا جائے گا۔

4- جاگیریں بلا معاوضہ بحق سرکار ضبط

زرعی اصلاحات کے تحت حد ملکیت سے زائد جاگیریں بلا معاوضہ بحق سرکار ضبط کر لی گئیں۔ البتہ وہ جاگیریں مستثنیٰ رکھی گئیں جو تعلیمی، مذہبی اور خیراتی اداروں کے نام وقف تھیں۔

5- فاضل زمین کی تقسیم

1959ء کی زرعی اصلاحات کے تحت جو فاضل زمین حکومت کے کنٹرول میں آئی اس کے موروثی مزارعین کو مالک قرار دے دیا گیا اور اس کے علاوہ دیگر مزارعین اور غیر مالک کسانوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ حکومت سے زمین آسان قسطوں میں خرید سکتے تھے۔

6- مزارعین کو قانونی تحفظ

زرعی اصلاحات میں مزارعین کو قانونی تحفظ دیا گیا کہ مزارعین کو زمینوں سے قانونی کارروائی کے بغیر بے دخل نہیں کیا جا سکے گا۔ اور ان سے خلافِ قانون کوئی فیس / جرمانہ وصول کرنا، بیگار یا کسی اور طرح کی خدمت حاصل کرنا خلافِ قانون قرار دے دیا گیا۔

7- زمیندار کا شرح منافع

زرعی اصلاحات کے مطابق زمیندار خود بخود اپنے حصہ پیداوار میں اضافہ نہیں کر سکے گا۔ یوں اجارہ کی شرح منافع میں اضافہ پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

8- اشتمال اراضی

زرعی اصلاحات کے تحت اشتمال اراضی کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ زرعی کمیشن کی سفارش پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کی ہوئی زمینوں کو یکجا کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ اشتمال اراضی کا یہ کام کافی عرصہ تک جاری رہا۔ ایوب خاں کے اپنے بیان کے مطابق قریباً نوے لاکھ ایکڑ زمین اشتمال اراضی کے ذریعے یکجا کی گئی۔

محمد یحییٰ خان کا دورِ حکومت 71-1969ء

سوال 20: "لیگل فریم ورک آرڈر" کے نمایاں خدوخال کی وضاحت کیجیے۔

جواب: "لیگل فریم ورک آرڈر" کے نمایاں خدوخال

محمد ایوب خاں نے ملک پر قریب قریب 10 سال تک حکومت کی۔ اس دورِ حکومت میں ملک میں کئی اصلاحات نافذ کی گئیں اور ملک صنعتی لحاظ سے خود کفیل ہونے کے قابل ہو گیا۔ صنعت، زراعت اور دیگر کئی شعبوں میں پیش رفت ہوئی۔ آئین کے تحت تمام اختیارات صدر کے پاس تھے۔ جنرل محمد ایوب خاں کی حکومت آمرانہ تھی اس لیے عوام نے اس کے خلاف زبردست تحریک چلائی۔ حالات حکومت کے کنٹرول سے باہر ہو گئے۔ ان حالات کے پیشِ نظر ملک میں ایک دفعہ پھر مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔
جنرل محمد یحییٰ خان نے 25 مارچ 1969ء کو ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ اس نے 1962ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ بنیادی حقوق معطل کر دیے۔ قوم سے وعدہ کیا گیا کہ جلد ہی انتخاب کرا کر اقتدار عوام کے نمائندوں کو دے دیا جائے گا۔

لیگل فریم ورک آرڈر (L.F.O) 1970ء

صدر پاکستان جنرل محمد یحییٰ خان نے 1970ء کے انتخابات کرانے کے لیے ایک آئینی ڈھانچے لیگل فریم ورک آرڈر کا اعلان کیا۔ اس کے نکات درج ذیل اہم ہیں:

1- قومی اسمبلی کی تشکیل

مرکز میں قومی اسمبلی کی تشکیل کی گئی۔ اس کی کل نشستیں تین سو تیرہ (313) مقرر ہوئیں۔ ان میں تیرہ نشستیں خواتین کے لیے مخصوص تھیں۔

2- قومی/صوبائی اسمبلی کے رکن کی عمر

قومی یا صوبائی اسمبلی کے امیدوار کے لیے عمر کی حد کم از کم 25 سال اور ووٹر کی عمر 21 سال مقرر کی گئی۔ کوئی شخص

بیک وقت ایک سے زیادہ نشستوں پر انتخاب لڑنے کا حق رکھتا ہے۔

3- قومی/صوبائی اسمبلی کے انتخابات کی تاریخ

قومی اسمبلی کے انتخابات کے لیے پولنگ کی تاریخ 5 اکتوبر اور صوبائی اسمبلی کے لیے 22 اکتوبر 1970ء مقرر کی گئی۔

4- وفاقی طرز حکومت

ملک میں وفاقی طرزِ حکومت رائج کیا جائے گا اور شہریوں کو تمام بنیادی حقوق فراہم کیے جائیں گے۔

5- وفاقی آئین

ملک کا آئین وفاقی ہوگا اور وفاقی اکائیوں کو حدود کے اندر صوبائی خودمختاری حاصل ہوگی۔

6- عدلیہ کی آزادی

عدل وانصاف کے لیے عدالتیں آزاد ہوں گی اور تمام افراد کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ عدلیہ عوام کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے گی اور اُس کے فیصلوں کی پابندی مرکز اور صوبوں پر لازم ہوگی۔

7- صدر کا مسلمان ہونا

اسلامی نظریہ پرعمل کیا جائے گا۔ ملکی قوانین کو بتدریج قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے گا صدر مملکت کے لیے مسلمان ہونا لازمی ہوگا۔

8- کورم اور قواعد وضوابط

قومی اسمبلی میں تمام فیصلے سادہ اکثریت کی بنا پر ہوں گے۔ کورم صرف 100 ہوگا اگر کوئی ارکان سپیکر کی توجہ مبذول کرائے گا کہ کورم ٹوٹ چکا ہے تو سپیکر ارکان کو اجلاس میں بلانے کے لیے ضروری اقدامات کرے گا۔ پھر بھی کورم پورا نہ ہوا تو اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ اراکین اسمبلی کو خیالات کے اظہار کے لیے مکمل آزادی ہوگی۔ اس بنا پر کسی ارکان کے خلاف قانونی کارروائی نہ کی جائے گی۔

9- ملک کا نام

پاکستان ایک وفاقی جمہوریہ ہوگا۔ اس کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' ہوگا جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر عمل کیا جائے گا۔ ملکی وقومی سلامتی کا تحفظ کیا جائے گا اور ملکی سلامتی کو نقصان پہنچانے والے کسی اقدام کی اجازت نہ ہوگی۔

10- آئندہ حکمت عملی کے لیے راہنما اصول

ریاستی پالیسی کے یہ راہ نما اصول دستور میں شامل کیے جائیں گے:

(i) اسلامی طرزِ زندگی کا فروغ۔

(ii) اسلامی اخلاقی اصولوں پر عمل کرنا۔

(iii) پاکستان میں اسلامی اصولوں کے فروغ و ترقی کے لیے اقدامات کرنا۔ اسلامی قوانین کے منافی کوئی قانون منظور نہیں کیا جائے گا۔

(iv) مسلمانوں کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور اسلامیات کی تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنا۔

1970ء کے انتخابات

(Elections 1970)

سوال 21: مشرقی پاکستان کی علیٰحدگی کی وجوہات بیان کیجیے۔

جواب: انتخابات 1970ء کے نتائج

جنرل محمد یحییٰ خان کے دورِ حکومت 1970ء میں عام انتخابات ہوئے۔ شیخ مجیب الرحمٰن کی پارٹی عوامی لیگ نے 169 میں سے 167 نشستیں حاصل کیں۔ جن میں 7 نشستیں خواتین کی تھی۔ ایک نشست پر پی ڈی پی کے نور الامین کامیاب ہوئے اور دوسری نشست پر چٹا کانگ کے پہاڑی قبائل کے راجا دیو رائے بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔ مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی نے 144 میں سے 88 نشستیں حاصل کر کے واضح کامیابی حاصل کی۔ جن میں 5 نشستیں خواتین کی تھیں۔ مغربی پاکستان میں باقی نشستیں دیگر سیاسی پارٹیوں کونسل مسلم لیگ، کنونشن مسلم لیگ، جماعت اسلامی، جمیعت علماء پاکستان، نیشنل عوامی پارٹی اور جمیعت العلماء اسلام نے حاصل کیں۔ انتخابات کے بعد اقتدار کی جنگ نے ایک نئی صورت حال پیدا کر دی۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلا دیش کا قیام

(Separation of East Paksitan and Emergence of Bangladesh)

(i) شیخ مجیب الرحمٰن کی تحریک عدم تعاون

انتخابات کے بعد اقتدار حاصل کرنے کی جنگ شروع ہوئی۔ شیخ مجیب الرحمان نے اپنے منشور کی بنیاد پر انتخاب جیتا تھا اور اپنی کامیابی کے بعد اس نے اسی بنیاد پر حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا لیکن پیپلز پارٹی نے بھرپور مخالفت کی۔ شیخ مجیب الرحمٰن کو اقتدار حوالے نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ یحییٰ خاں کے اقتدار سے چمٹے رہنے کی خواہش نے حالات کو خراب تر کر دیا۔ شیخ مجیب الرحمان نے جب دیکھا کہ اقتدار اس کے حوالے نہیں کیا جا رہا تو اس نے ریاستی معاملات میں عدم تعاون کی تحریک کا اعلان کر دیا۔ جگہ جگہ قتل و غارت گری، عدم تعاون، ٹیکسوں کی ادائیگی سے انکار، کارخانوں اور صنعتی اداروں میں پے در پے ہڑتالیں، عدالتوں کا بائیکاٹ اور ملازمین کا کام پر نہ جانا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ داخلی انتشار اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

(ii) جنرل ٹکا خاں کا تقرر اور متوازی حکومت کا قیام

جنرل یحییٰ خاں نے حالات پر قابو پانے کے لیے جنرل ٹکا خاں کو مشرقی پاکستان کا گورنر بنا دیا۔ جنرل ٹکا خاں کی سخت پالیسی اور زیادہ سختی کی وجہ سے حالات قابو سے باہر ہو گئے۔ اس صورت حال میں شیخ مجیب الرحمان نے بھارت کی شہ پر مشرقی پاکستان میں متوازی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا اور کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی شرائط کو مزید سخت کر دیا۔

(iii) بنگلا دیش کا پرچم لہرانا

23 مارچ 1971ء کو شیخ مجیب الرحمان نے اپنے گھر پر بنگلا دیش کا پرچم لہرا دیا۔ شیخ مجیب الرحمان کو گرفتار کر لیا گیا مگر اس سے حالات سدھرنے کی بجائے مزید خراب ہو گئے۔ ملک میں خانہ جنگی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ ہندوستان مکمل طور پر شیخ مجیب الرحمان اور عوامی لیگ کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے غنڈوں کو مشرقی پاکستان میں بھیج رہا تھا جو مکتی باہنی کے کارکنوں سے مل کر پاک فوج کے جوانوں اور عام لوگوں کو قتل کروا رہا تھا۔ لاتعداد افراد مشرقی پاکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان میں چلے گئے۔ ہندوستان نے ان مہاجرین کی مدد کرنے کی آڑ میں مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔

(iv) مشرقی پاکستان کی علیٰحدگی

مشرقی پاکستان کا مغربی پاکستان سے زمینی اور فضائی رابطہ کٹ گیا اور مقامی لوگوں نے پاک فوج کے جوانوں سے کسی قسم کا تعاون نہ کیا جس کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں فوری کارروائی نہ ہو سکی اور ہماری افواج کو مجبوراً دشمن کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ بھارت اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو گیا۔ مشرقی پاکستان 16 دسمبر 1971ء کو

بھارت کی مدد سے ایک الگ وطن ''بنگلا دیش'' کے نام سے دنیا میں معرضِ وجود میں آ گیا۔ بقول مشیر کاظمی

شرق سے غرب تک میری پرواز تھی
ایک شاہین تھا میں ذہنِ اقبال کا
ایک بازو پہ اُڑتا ہوں میں آج کل
دوسرا دشمنوں کو گوارا نہیں

(Causes of Separation of East Pakistan)

سوال 22: مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب بیان کیجیے۔

جواب: مشرقی پاکستان کا احساس محرومی

پاکستان دو حصوں پر مشتمل تھا۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کا دایاں بازو تھا۔ صدر ایوب خان سے پہلے یہ دستور رہا کہ صدر اور وزیر اعظم کے عہدے مساوی طور پر پاکستان کے دونوں حصوں میں تقسیم ہوتے تھے لیکن صدر ایوب نے یہ طریقہ بدل دیا۔ اس نئے طریقے سے مشرقی پاکستان کے عوام میں محرومی کا احساس پیدا ہوا۔ پاکستان 1971ء میں اندرونی اور بیرونی ریشہ دوانیوں کے سبب دولخت ہو گیا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب درج ذیل ہیں:

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب

1- ایوب خاں کا آمرانہ دور Ayub Khan Dictatorial Era

محمد ایوب خاں نے ملک پر قریب قریب 10 سال تک حکومت کی۔ اس دور حکومت میں ملک میں مستقل طور پر نافذ کی گئی ہنگامی حالت نے نوکر شاہی کو مکمل تحفظ دیا۔ ایوب خاں نے عوام کو دبانے کے لیے کئی ایسی پالیسیاں اختیار کیں جن کا اندرونی طور پر سخت ردِّعمل پیدا ہوا۔ عوام نے جنرل محمد ایوب خاں کی آمرانہ حکومت کے خلاف زبردست تحریک چلائی۔ مشرقی پاکستان کے عوام بھی اس آمرانہ حکومت کو برداشت نہ کر سکے اور علیحدگی پر مجبور ہو گئے۔

2- قومی قیادت کا فقدان Lack of National Leadership

قائد اعظمؒ اور لیاقت علی خاںؒ کی وفات کے بعد ملک میں کوئی ایسا مخلص راہنما نہ تھا جو پاکستان کی حفاظت کا فریضہ

ادا کر سکتا ہو۔محبِ وطن قیادت کا فقدان ہوگیا۔قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں مسلم لیگی وزارت عوام کا اعتماد حاصل نہ کر سکی۔ مسلم لیگی لیڈر عوام پر حکومت کرنا اپنا حق سمجھتے تھے۔مسلم لیگی قائدین نے عوام سے اپنا رابطہ قائم نہ رکھا اور عوام کے مسائل نہ سمجھ سکے جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بنے۔

-3 اقتصادی بدحالی Poor Economic Condition

مشرقی پاکستان آغاز ہی سے اقتصادی اور معاشی طور پر خوشحال نہ تھا اس کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ تقسیم ہند سے پہلے ہندو مشرقی پاکستان کی معیشت پر قابض تھے۔مغربی پاکستان کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں اس کی پوزیشن مستحکم نہ تھی۔حکومت نے مشرقی پاکستان کی اقتصادی پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے۔اس سے مشرقی پاکستان کی مقامی آبادی میں احساسِ محرومی پیدا ہو گیا جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بنا۔

-4 ہندو اساتذہ کا منفی کردار Negative Role of Hindu Teachers

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد جو حکومتیں برسر اقتدار رہیں وہ پاکستانی قومیت کا جذبہ نہیں اُبھار سکیں۔ جبکہ پاکستان مخالف گروہ پاکستان کے خلاف سرگرم عمل رہے۔مشرقی پاکستان میں تعلیم کا شعبہ زیادہ تر ہندو اساتذہ کے زیر کنٹرول تھا اُس کی وجہ یہ تھی بنگالی مسلمان تعلیم میں ہندو سے کم تر تھے۔سکولوں اور کالجوں میں ہندو اساتذہ نئی نوجوان نسل کے ذہن میں علیحدگی کا زہر گھولتے رہے۔انھوں نے بنگالی طالب علموں کو پاکستان کے خلاف پوری طرح تیار کیا جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی راہ ہموار کی۔

-5 بنگالی زبان کا مسئلہ Issue of Bengali Language

قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان کے لوگوں نے بنگالی زبان رائج کرنے کا مطالبہ کیا۔لیکن قائداعظمؒ نے اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے اسے ختم کرا دیا۔بنگالی زبان کے مسئلہ نے پاکستانی قومیت کو بہت نقصان پہنچایا۔اگرچہ 1956ء کے دستور میں زبان کا مسئلہ طے پا چکا تھا آئین میں مغربی پاکستان میں قومی زبان ''اردو'' اور مشرقی پاکستان میں قومی زبان ''بنگالی'' قرار دے دی گئی تھی لیکن اس کے باوجود بنگالیوں کے دلوں میں زبان کے حوالے سے ایک احساس محرومی پیدا ہو گیا تھا جو حکومتی کوششوں کے باوجود ختم نہ ہو سکا۔

-6 صوبائی تعصبات Provincial Prejudices

قیامِ پاکستان کے وقت پاکستان کے پانچ یونٹ تھے۔اُن میں ایک یونٹ مشرقی پاکستان بھی تھا۔مشرقی پاکستان کی آبادی پاکستان کی کل آبادی کا 56% تھی۔اس لیے مشرقی پاکستان کے سیاستدانوں کا مطالبہ تھا کہ مسلح افواج، بیوروکریسی، عدلیہ اور ایوانِ زیریں میں آبادی کے تناسب سے اُنہیں نمائندگی دی جائے۔یہ ملک کے باقی صوبوں کے ساتھ ناانصافی تھی اس وجہ سے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے سیاستدانوں میں کشمکش جاری رہی۔اس سے ملک کی علیحدگی کی راہ ہموار ہوئی۔

-7 سیاستدانوں کی علاقائی سیاست Territorial Politics of Politicians

پاکستان میں قومی سیاست کی جگہ علاقائی سیاست کوفروغ ملا اور اصولِ اقتدار کے لیے سندھی، بنگالی، پنجابی، پٹھان اور بلوچی بن کر رہ گئے۔ 1954ء کے انتخابات میں مسلم لیگ مشرقی پاکستان میں انتخاب ہار گئی۔ تمام صوبوں میں علاقائی جماعت نے کامیابی حاصل کی۔ سیاسی میدان میں سہروردی، بھاشانی اور فضل الحق نے غلبہ حاصل کرلیا اور وہ ایک دوسرے سے اقتدار چھیننے کے لیے سرگرم عمل ہوگئے۔ انھوں نے ہندو ارکان اسمبلی کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز طریقے استعمال کیے۔ علاقائی سیاست نے بالآخر پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کردیا۔

-8 بڑی طاقتوں کی سازشیں Conspiracies of Big Powers

بڑی طاقتیں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے لیے مسلسل سازشوں میں مصروف تھیں۔ غیر ملکی سفیروں نے اس زمانے میں سیاسی لیڈروں کے ساتھ جتنی ملاقاتیں کیں۔ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ بھارت نے روس کے ساتھ 20 سالہ دفاعی معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کی رُو سے جنوب مشرقی ایشیا میں روس اور بھارت کے مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہوگئے۔ روس نے بھارت کو پاک بھارت جنگ 1965ء میں حسبِ ضرورت سامان اور تکنیکی امداد فراہم کی۔ پاکستان کے خلاف سازش میں امریکا بھی شامل تھا۔ پاک بھارت جنگ کے دوران اسرائیل نے امریکی ساخت کا اسلحہ بھارت کو مہیا کیا۔ امریکا نے سعودی عرب اور اُردن کو منع کردیا کہ پاکستان کو اسلحہ فراہم نہ کیا جائے۔ مشرقی پاکستان کی علیٰحدگی بڑی طاقتوں کی سازشوں کا نتیجہ تھی۔

-9 شیخ مجیب الرحمان کا چھ نکاتی فارمولا
Six Points Formula of Mujeeb-ur-Rehman

عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمان نے اپنے چھ نکاتی منشور کی بنا پر ہی انتخابات جیتے تھے۔ یہ چھ نکاتی فارمولا علیحدگی پسندی کے رجحانات کی تقویت کا باعث بنا۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنی انتخابی مہم چھ نکاتی پروگرام پر چلائی۔ انھوں نے چھ نکاتی پروگرام کے تحت زیادہ سے زیادہ صوبائی خودمختاری کا مطالبہ کیا۔ ان چھ نکات کی رو سے تمام صوبوں کو الگ الگ ریاستیں بنا کر اُن کی نیم وفاقی حیثیت قائم کردی جائے۔ مجیب الرحمٰن نے مشرقی پاکستان کے لوگوں کو مغربی پاکستان کے عوام کے خلاف بھڑکایا اور کہا کہ جب تک وہ مغربی پاکستان کی غلامی سے چھٹکارا حاصل نہیں کرلیتے خوشحال نہیں ہوسکتے۔ ان نکات کے تحت صوبائی خودمختاری کے رجحان کو فروغ ملا جو علیٰحدگی کا سبب بنا۔

-10 بھٹو مجیب اختلافات Bhutto Mujeeb Differences

1970ء کے انتخابات کے بعد ذوالفقار علی بھٹو اور شیخ مجیب الرحمٰن کے درمیان حکومت بنانے کے مسئلے پر اختلافات پیدا ہوچکے تھے۔ بھٹو نے 3 مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ

کر دیا۔قومی اسمبلی کے اجلاس کے التوا کے خلاف مشرقی پاکستان میں شدید غم وغصہ پیدا ہوا۔ان دونوں کے اختلافات ختم کرانے کے لیے کوششیں کامیاب نہ ہوئیں۔اسی دوران شیخ مجیب الرحمٰن نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کا اعلان کر دیا اس سے مشرقی پاکستان کی مغربی پاکستان سے علیحدگی کی راہ ہموار ہوئی۔

-11 علاقائی جماعتوں کی کامیابی Suecess Regional Parties

1970ء کے انتخابات کے نتیجے میں کوئی بھی سیاسی پارٹی قومی سطح کی پارٹی بن کر نہ اُبھری۔مغربی پاکستان میں بھٹو کی پیپلز پارٹی اور مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ نے واضح اکثریت حاصل کی جبکہ دیگر سیاسی جماعتوں نے مثلاً ولی خان کی نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیت علماء اسلام (ہزاروی گروپ) نے صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں واضح کامیابی حاصل کی۔جب بھٹو اور شیخ مجیب الرحمٰن کے درمیان باہمی اختلافات کی وجہ سے شیخ مجیب الرحمٰن کو اقتدار حاصل نہ ہوا تو اُس نے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے علیحدہ کرنے کی سرگرم تحریک چلا دی جو آخر کار مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بنی۔

-12 فوجی کارروائی Military Action

مشرقی پاکستان کے حالات بدستور بگڑتے جا رہے تھے۔23 مارچ 1971ء کو مجیب الرحمٰن نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔شرپسندوں نے سرکاری خزانے اور دوسری سرکاری املاک پر قبضہ کر لیا۔مکتی باہنی نے مغربی پاکستان کے باشندوں اور بہاریوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔مجیب الرحمٰن کے گھر پر بنگلا دیش کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ صدر یحییٰ خان کی مصالحتی کوششیں بالکل ناکام ہوگئیں۔اِن حالات کے پیش نظر مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی کا فیصلہ کیا گیا۔میجر جنرل یعقوب علی خاں نے مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی سے انکار دیا اور فوج سے استعفٰی دے دیا۔ صدر نے جنرل ٹکا خان کو مشرقی پاکستان کا گورنر مقرر کیا۔جنرل ٹکا خان نے شرپسندوں کے خلاف سخت فوجی کارروائی کی۔اس فوجی کارروائی کے نتیجے میں مشرقی پاکستان کے باشندوں میں مغربی پاکستان کے خلاف شدید نفرت اور ردِّعمل پیدا ہوا۔مرکزی حکومت کے عوامی حمایت سے مزید محروم ہونے سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی راہ ہموار ہوئی۔

-13 گنگا طیارے کا اغوا Hijac king of Ganga Acroplane

30 جنوری 1971ء کو اشرف اور ہاشم نامی دو کشمیری نوجوان انڈین ایئر لائن کا طیارہ جموں سے اغوا کر کے لاہور لے آئے۔طیارے کا اغوا ایک سازش تھی۔اشرف اور ہاشم بھارتی ایجنٹ تھے۔بھارتی طیارہ گنگا کے اغواء کی سازش کے نتیجہ کے طور پر بھارت نے مغربی پاکستان کا مشرقی پاکستان سے فضائی رابطہ منقطع کر دیا تھا اور اس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں جاری فوجی کارروائی کو کامیاب کرنے کے لیے اسلحے کی سپلائی نہ ہوسکی اور اس طرح

مشرقی پاکستان میں جاری علیحدگی کی تحریک کامیاب ہوئی۔

14- بھارت کی فوجی مداخلت *Indian's Military Interference*

مشرقی پاکستان میں بھارتی حکومت کی مسلسل مداخلت بھی اس کی علیحدگی کا سبب بنی۔ بھارت نے علیحدگی پسند مکتی باہنی کے غنڈوں کی بھرپور حمایت کی اور سرحدوں کی حفاظت کا بہانہ بنا کر ہزاروں تخریب کار مشرقی پاکستان میں داخل کر دیئے۔ گنگا طیارے کے اغوا کے بعد پاکستانی فوج فضائی رابطے منقطع ہونے کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں محصور ہو کر رہ گئی اور اُسے ہتھیار ڈالنے پڑ گئے۔ اس طرح مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی ناکام ہوئی اور مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے الگ ہو گیا۔

مشقی سوالات

(حصہ اوّل)

1- ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1- قراردادِ پاکستان کب منظور ہوئی؟

(ا) 1930ء (ب) 1940
(ج) 1946ء (د) 1949ء

2- مشرقی پاکستان کی آبادی کُل آبادی کا کتنے فیصد تھی؟

(ا) 54 (ب) 56
(ج) 58 (د) 60

3- چھے نکاتی فارمولا کس نے پیش کیا؟

(ا) مجیب الرحمٰن (ب) ذوالفقار علی بھٹو
(ج) بھاشانی (د) یحییٰ خاں

4- مشرقی پاکستان ایک الگ وطن بنگلا دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر کب نمودار ہوا؟

(ا) 1969ء (ب) 1970ء
(ج) 1971ء (د) 1972ء

5- صدرِ پاکستان جنرل محمد یحییٰ خاں نے 1970ء کے انتخابات کرانے کے لیے ایک آئینی ڈھانچے "لیگل فریم ورک آرڈر" کا اعلان کیا جس کے مطابق قومی اسمبلی کی نشستوں کی کُل تعداد تھی:

(ا) 310 (ب) 313

(ج) 316 (د) 320

-6 قیامِ پاکستان کے بعد کس زبان کو قومی زبان قرار دیا گیا؟

(ا) بنگالی (ب) پنجابی

(ج) انگریزی (د) اُردو

-7 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان سے کس سیاسی پارٹی نے اکثریت حاصل کی؟

(ا) نیپ (ب) جمعیت العلمائے اسلام (ہزاروی گروپ)

(ج) پیپلز پارٹی (د) عوامی لیگ

-8 جنرل محمد یحییٰ خاں نے کب حکومت سنبھالی؟

(ا) مارچ 1969ء (ب) اپریل 1970ء

(ج) دسمبر 1971 (د) جون 1972

-9 صدر ایوب خاں نے زرعی اصلاحات کا کب اعلان کیا؟

(ا) 1958ء (ب) 1959ء

(ج) 1960ء (د) 1965ء

-10 دوسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا دورانیہ ہے:

(ا) 1950-1955ء (ب) 1955-1960ء

(ج) 1960-1965ء (د) 1965-1970ء

-11 پاکستان اور بھارت کے درمیان "سندھ طاس" کا معاہدہ کس کی مدد سے ہوا؟

(ا) تولیتی کونسل (ب) سلامتی کونسل

(ج) عالمی عدالت (د) عالمی بینک

-12 1956ء کا آئین کتنی دیر نافذ العمل رہا؟

(ا) 2 سال 3 ماہ (ب) 2 سال 5 ماہ

(ج) 2 سال 7 ماہ (د) 2 سال 9 ماہ

-13 کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا کہلاتا ہے:

(ا) پسماندگی (ب) روزگار

(ج) معاشی ترقی (د) توازن ادائیگی

-14 اقوامِ متحدہ کی کوششوں سے 1965ء کی جنگ کب بند ہوئی؟

(ا) 12 ستمبر، 1965ء (ب) 15 ستمبر، 1965ء

(ج) 20 ستمبر، 1965 (د) 23 ستمبر، 1965

15- بنیادی جمہوریتوں کے ممبران کی کل تعداد کتنی تھی؟

(ا) 60ہزار (ب) 70ہزار

(ج) 80ہزار (د) 90ہزار

جوابات

1-	(ب)	2-	(ب)	3-	(ا)	4-	(ج)	5-	(ب)
6-	(د)	7-	(ج)	8-	(ا)	9-	(ب)	10-	(ج)
11-	(د)	12-	(ج)	13-	(ج)	14-	(د)	15-	(ج)

2- کالم (الف) کو کالم (ب) سے اس طرح ملائیں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

کالم (الف)	کالم (ب)	جوابات
لیاقت علی خاں کی وفات	1949ء	1951ء
قراردادِ مقاصد	1970ء	1949ء
پاکستان کا دوسرا آئین	1958ء	1962ء
وحدتِ مغربی پاکستان کا خاتمہ	1951ء	1970ء
ایوب خاں کا مارشل لا	1962ء	1958ء

3- خالی جگہ پُر کریں۔

1- مولوی تمیزالدین پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کے ---------- تھے۔

2- ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم سے بھارت کو ---------- تک رسائی حاصل ہوگئی۔

3- قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ---------- میں پہلی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد کروایا۔

4- لیاقت علی خاں نے ---------- میں اسمبلی سے قراردادِ مقاصد منظور کروائی۔

5- پاکستان کا پہلا آئین ---------- کو ملک میں نافذ ہوا۔

6- جنرل ایوب خاں نے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس (عائلی قوانین) کا اجرا ---------- میں کیا۔

7- 1959ء میں صدر ایوب خاں نے ---------- کا نیا نظام متعارف کروایا۔

8- پاکستان اور بھارت کے درمیان 1960ء میں ---------- کا معاہدہ طے پایا۔

9- لیاقت نہرو معاہدہ ---------- طے پایا۔

10- لیاقت علی خاں نے ---------- میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔

جوابات

-1	سپیکر	-2	ریاست جموں وکشمیر	-3	1947ء
-4	1949ء	-5	23مارچ1956ء	-6	1961ء
-7	بنیادی جمہوریتوں	-8	سندھ طاس	-9	1950ء میں
-10	1923ء				

(حصہ دوم)

سوال 1: پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی تشکیل کیسے ہوئی؟

جواب: **پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی تشکیل:** 11اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائداعظمؒ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔ قائداعظمؒ نے 14اگست 1947ء کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف اُٹھایا۔ چیف جسٹس سر عبدالرشید نے آپؒ سے حلف لیا۔ مولوی تمیزالدین اسمبلی کے پہلے سپیکر منتخب ہوئے۔ پاکستان کی پہلی اسمبلی 69 ارکان پر مشتمل تھی، بعدازاں اُس کی تعداد 79 ہوگئی۔ اُس وقت ملک میں کوئی دستوری ڈھانچا تیار نہ تھا۔ پاکستان کے پہلے آئین کی تیاری تک 1935ء کا ایکٹ ہی چند ترامیم کے ساتھ عبوری آئین کے طور پر نافذ کیا گیا۔ ملک میں آئین کے تحت وفاقی نظام حکومت رائج کیا گیا۔

سوال 2: ایوب خاں کی زرعی اصلاحات کے کوئی سے پانچ نکات بیان کریں۔

جواب: ایوب خان نے زرعی اصلاحات کے لیے ایک کمیشن بنایا جس کے سربراہ گورنر اختر حسین تھے۔ اس کمیشن نے 18 اکتوبر کو کام شروع کیا۔ اور جنوری 1959ء کو ان اصلاحات کا اعلان کر دیا۔ زرعی اصلاحات کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

-1 حد ملکیت زمین

کوئی شخص ایک وقت میں 5 سو ایکڑ نہری اراضی سے زائد کا مالک نہیں ہوگا یا ایک ہزار ایکڑ بارانی زمین سے زیادہ کا مالک نہیں ہوگا۔ باغات و چراگاہوں کی صورت میں موجودہ زمیندار 150 ایکڑ رقبہ اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

-2 زمین کی منتقلی کی مراعات

زمیندار کو حق دیا گیا کہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں اور یتیم بچوں کو اپنی زمین ہبہ (Gift) کر سکتا ہے لیکن اس کی مقدار 250 ایکڑ نہری یا 500 ایکڑ بارانی سے زیادہ نہ ہوگی۔

-3 زائد زمین کی ادائیگی

زمیندار مقررہ حد سے زیادہ زمین سرکاری تحویل میں دے دیں گے۔ جس کا معاوضہ انھیں 25 سالوں میں قسطوں میں ادا کیا جائے گا۔

4- جاگیریں بلا معاوضہ بحق سرکار ضبط

زرعی اصلاحات کے تحت حد ملکیت سے زائد جاگیریں بلا معاوضہ بحق سرکار ضبط کر لی گئیں۔ البتہ وہ جاگیریں مستثنیٰ رکھی گئیں جو تعلیمی، مذہبی اور خیراتی اداروں کے نام وقف تھیں۔

5- فاضل زمین کی تقسیم

1959ء کی زرعی اصلاحات کے تحت جو فاضل زمین حکومت کے کنٹرول میں آئی اس کے موروثی مزارعین کو مالک قرار دے دیا گیا اور اس کے علاوہ دیگر مزارعین اور غیر مالک کسانوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ حکومت سے زمین آسان قسطوں میں خرید سکتے تھے۔

سوال 3: 1956ء کے آئین کی پانچ اسلامی دفعات تحریر کیجیے۔

جواب: اسلامی دفعات (Islamic Provisions)

مملکت خداداد پاکستان کے پہلے آئین مجریہ 1956ء میں موجود اسلامی دفعات درج ذیل ہیں:

(i) ملک کا سرکاری نام

اس آئین میں ملک کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" رکھا گیا۔

(ii) صدر کا مسلمان ہونا

آئین 1956ء کے مطابق صدر پاکستان کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(iii) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت

1949ء کی منظور کردہ قرارداد مقاصد کو 1956ء کے آئین میں ابتدائیہ کے طور پر شامل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کیا گیا اور اختیارات کو قرآن وسنت کی حدود میں رہ کر استعمال کرنے کا عزم دہرایا گیا۔ مسلمانانِ پاکستان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کے قابل بنایا جائے گا۔

(iv) اسلامی قوانین

ملک میں خلافِ قرآن کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا اور موجودہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

(v) سود کا خاتمہ

جس قدر جلد ہو سکے، ملک سے سود کو ختم کر دیا جائے گا۔

(vi) فلاحی ریاست

پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنایا جائے گا۔ جس میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور برے کاموں مثلاً زنا کاری، شراب نوشی، جوا، فحاشی اور بے حیائی کا انسداد کیا جائے گا۔

سوال 4: دوسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے اہداف کیا تھے؟

جواب: پاکستان کا دوسرا قومی ترقیاتی منصوبہ 1960ء میں اپنایا گیا اور اس منصوبے کی 1955ء تک تکمیل ہوئی۔

اہداف اور مقاصد (Targets)

دوسرے پانچ سالہ منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور اہداف مندرجہ ذیل ہیں:

(i) قومی آمدنی میں 24 فی صد اضافہ کرنا۔

(ii) فی کس آمدنی میں دس (10) فی صد اضافہ کرنا۔

(iii) 25 لاکھ نئے افراد کے لیے روزگار کے مواقع مہیا کرنا۔

(iv) زرعی پیداوار میں 14 فی صد اضافہ کرنا۔

(v) بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی پیداواری صلاحیتیں 14 فی صد تک زیادہ کرنا۔

(vi) گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو 25 فی صد تک بڑھانا۔

(vii) برآمدات میں 3 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ کرنا۔

سوال 5: 1965ء کی جنگ میں پاکستانی بحریہ کا کیا کردار تھا؟

جواب: 1965ء کی جنگ میں پاکستانی بحریہ کا کردار

اس جنگ میں پاکستانی بحریہ نے بھی ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ پاکستانی بحریہ نے کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع دوارکا کا مشہور بھارتی اڈہ تباہ کیا۔ وہاں پر بڑے بڑے راڈار کام کرتے تھے۔ ہندوستان نے جوابی حملہ کیا تو اس کے تین طیارے گرا لیے گئے۔ 22 ستمبر اور 23 ستمبر کی درمیانی رات کو بھارت کی بحریہ نے پاک بحریہ کے ایک یونٹ پر اچانک حملہ کر دیا۔ پاک بحریہ نے جوابی حملہ کر کے بھارتی بحریہ کا ایک فریگیٹ جہاز ڈبو دیا اور بھارتی بحریہ کے دیگر جہازوں کو دُم دبا کر بھاگنا پڑا۔

سوال 6: مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء کے کوئی سے پانچ نکات تحریر کریں۔

جواب: فیملی لاز کا نفاذ

ایوب حکومت نے عائلی معاملات کو بہتر بنانے کے لیے بھی قانون سازی کی۔ ایوب نے 2 مارچ 1961ء کو عائلی قوانین کا نفاذ کیا۔

مسلم فیملی لاز آرڈی نینس 1961ء کے اہم نکات

(i) نکاح کو یونین کونسل میں رجسٹرڈ کرانا لازمی قرار دیا گیا۔

(ii) پہلی بیوی اور یونین کونسل کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کی ممانعت کر دی گئی۔

(iii) شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم اٹھارہ سال اور لڑکی کی عمر سولہ سال مقرر کی گئی۔

(iv) طلاق وغیرہ کی صورت میں مدتِ عدت نوے دن مقرر کی گئی۔

(v) یتیم پوتے کو بھی وراثت میں حقدار تسلیم کر لیا گیا۔

(vi) پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے کنٹرول کیا جائے گا۔

علماء کرام کے ایک گروہ نے اس آرڈی نینس کی مخالفت کی اور اسے اسلام کے خلاف قرار دیا لیکن عوام کی اکثریت نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو قبول کر لیا۔

سوال 7: 1965ء کی جنگ کے دو اسباب بیان کریں۔

جواب: 1965ء کی جنگ کے دو اسباب

(i) **بھارت کی پاکستان دشمنی:** پاکستان کا قیام ہندوؤں کی مرضی کے خلاف تھا۔ اس وجہ سے انھوں نے پاکستان کے قیام کو دل سے پسند نہ کیا۔ انھوں نے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس سے پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ جیسے جیسے پاکستان مضبوط ہو رہا تھا، ہندوستان پاکستان کو تباہ کرنے کی زیادہ تیاریاں کر رہا تھا۔ 1965ء کی جنگ اس کا ثبوت تھا۔

(ii) **مسئلہ کشمیر:** قیام پاکستان کے بعد مسئلہ کشمیر دونوں مملکتوں کے لیے بہت اہم تھا۔ ستمبر 1965ء کی جنگ کی بڑی وجہ مسئلہ کشمیر تھا۔ بھارت نے کشمیر کے زیادہ حصے پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ کشمیری عوام پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے تھے۔ سلامتی کونسل نے بھارت کے خلاف قرارداد بھی پاس کر دی تھی جس کی وجہ سے اسے کشمیر میں رائے شماری کرانی تھی لیکن بھارت رائے شماری نہیں کرانا چاہتا تھا۔ مسئلہ کشمیر کو پوری دنیا میں اُٹھانے اور کشمیری عوام کی اخلاقی مدد کرنے کی پاداش میں بھارت نے پاکستان پر ستمبر 1965ء کی جنگ مسلط کر دی تھی۔

سوال 8: آئینی ڈھانچے "لیگل فریم ورک آرڈر" میں آئندہ کی حکمت عملی کے نکات تحریر کیجیے۔

جواب: صدر پاکستان جنرل محمد یحییٰ خان نے 1970ء کے انتخابات کرانے کے لیے ایک آئینی ڈھانچے لیگل فریم ورک آرڈر کا اعلان کیا۔ اس کے درج ذیل نکات اہم ہیں:

آئندہ حکمت عملی کے لیے راہنما اصول

ریاستی پالیسی کے یہ راہ نما اصول دستور میں شامل کیے جائیں گے:

(i) اسلامی طرز زندگی کا فروغ۔

(ii) اسلامی اخلاقی اصولوں پر عمل کرنا۔

(iii) پاکستان میں اسلامی اُصولوں کے فروغ و ترقی کے لیے اقدامات کرنا۔ اسلامی قوانین کے منافی کوئی قانون منظور نہیں کیا جائے گا۔

(iv) مسلمانوں کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور اسلامیات کی تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنا۔

سوال 9: یونین کونسل اور یونین کمیٹی سے کیا مُراد ہے؟

جواب: **ابتدائی ادارہ:** یونین کونسل پاکستان میں بنیادی جمہوریتوں کا ابتدائی ادارہ تھا۔ اس ادارے کو دیہی علاقوں میں یونین کونسل اور شہری علاقوں میں یونین کمیٹی کہا جاتا تھا۔ یونین کونسل کے فرائض میں شہروں اور دیہاتوں کی صحت و صفائی، روشنی کا انتظام، مسافر خانوں کا انتظام اور پیدائش و اموات کا ریکارڈ مرتب کرنا شامل تھا۔

سوال 10: 1956ء کا آئین کیسے منسوخ ہوا؟

جواب: **آئین کی منسوخی:** 1956ء کا آئین 9 سال کی ان تھک کوششوں اور محنت کے بعد منظور ہوا تھا لیکن سیاست دانوں کی باہمی کشمکش، جمہوری اداروں کی بے حسی، فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت اور مخلص قیادت کے فقدان کی وجہ سے زیادہ دیر نہ چل سکا اور صرف 2 سال 7 ماہ تک نافذ رہا۔ آخر 8 اکتوبر 1958ء کو پاک آرمی کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں نے جمہوری حکومت کو برطرف کر کے فوجی حکومت قائم کر لی۔ تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ ملک میں مارشل لا لگا دیا اور 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ تمام وفاقی وصوبائی اسمبلیاں ختم کر دیں اور خود چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر اور صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔

سوال 11: واحد شہریت سے کیا مراد ہے؟

جواب: **واحد شہریت:** پاکستان میں 1956ء کے آئین کے تحت واحد شہریت کا نظام رائج ہے۔ پاکستانی شہریوں کو صرف واحد شہریت حاصل ہوگی۔ ملک کے تمام شہری پاکستانی کہلائیں گے۔ مثلاً امریکا میں شہریوں کو دوہری شہریت کے حقوق حاصل ہیں۔ (i) مرکزی حکومت کی شہریت (ii) ریاستوں کی حکومت کی شہریت۔ جبکہ پاکستان میں واحد شہریت کا نظام رائج ہے۔

سوال 12: ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم سے کون کون سے مسلم اکثریت والے علاقے بھارت کے پاس چلے گئے؟

جواب: **ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم**

3 جون 1947ء کے منصوبے کے تحت صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال کی مسلم اور غیر مسلم اکثریت کی بنیاد پر تقسیم کا فیصلہ ہوا تھا۔ مسلم اکثریت والے علاقوں کو پاکستان میں شامل ہونا تھا لیکن سر ریڈکلف نے تقسیم میں ناانصافی کرتے ہوئے مسلم آبادی والے کئی علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے اُن میں ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریت والی تین تحصیلیں گورداسپور، پٹھانکوٹ اور بٹالہ، نیز ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ اور بعض دوسرے مسلم اکثریت والے علاقے ہندوستان میں شامل کر دیئے گئے۔

سوال 13: مالاکنڈ ڈویژن کیسے تشکیل دیا گیا؟

جواب: **مالاکنڈ ڈویژن کی تشکیل:** قیامِ پاکستان سے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں دیر، سوات اور چترال کی ریاستوں کا الگ وجود قائم رہا۔ ان ریاستوں کے عوام کو وہ سہولیات حاصل نہ تھیں۔ جو پاکستان کے دیگر علاقوں کے عوام کو حاصل تھیں۔ جنرل یحییٰ خاں نے 1969ء میں ان ریاستوں کی الگ حیثیت کو ختم کر دیا۔ ان تینوں ریاستوں کو

ملا کر مالاکنڈ ڈویژن کی تشکیل کی گئی اور اس کو صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) کا ایک انتظامی حصہ بنا دیا گیا۔

سوال 14: معاشی ترقی سے کیا مُراد ہے؟

جواب: معاشی ترقی سے مراد کسی ملک کی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت میں تبدیل ہونا ہے۔ یہ ترقی کا ایک ایسا عمل ہے جس میں جدید اور ترقی یافتہ ذرائع کو استعمال کر کے، انسانی وسائل اور سرمایہ کے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے معیشت میں ایسی انقلابی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں کہ جس سے ملک کی خام قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔ عوام کو تعلیم، صحت، روزگار اور تفریح کے بہتر مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

سوال 15: تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے پانچ اہداف کا تذکرہ کیجیے۔

جواب: تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہداف و مقاصد (Tagets and Aims)

تیسرے پانچ سالہ منصوبے کے اہم اہداف و مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

(i) ملکی ترقی کی رفتار کو تیز کر کے قومی پیداوار میں 37 فی صد اضافہ کرنا۔

(ii) فی کس آمدنی میں 20 فی صد اضافہ کرنا۔

(iii) 55 لاکھ افراد کو روزگار مہیا کرنا۔

(iv) زرعی ترقی کی رفتار کو تیز کر کے اس میں 5 فی صد اضافہ کرنا۔

(v) صنعتی ترقی کی شرح میں 13 فی صد سالانہ کی شرح تک اضافہ کرنا۔

(vi) بنیادی صنعتوں کے قیام کو ترجیح دینا۔

(vii) برآمدات میں 9.5 فی صد اضافہ کرنا۔ زرِ مبادلہ میں اضافہ کر کے ادائیگیوں کے توازن میں استحکام پیدا کرنا۔

(viii) بنیادی سہولتوں میں اضافے کی کوشش کرنا اور معاشرتی تحفظ فراہم کرنا۔

○ تفصیل سے جوابات دیجیے۔

-5 پاکستان کی ابتدائی مشکلات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 2

-6 قراردادِ مقاصد کے اہم نکات کی وضاحت کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 5

-7 1956ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 7

-8 مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 21

-9 "لیگل فریم ورک آرڈر" کے نمایاں خدوخال کی وضاحت کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 20

-10 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے واقعات بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 14

-11 پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظمؒ کا کردار واضح کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 3

-12 1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال بیان کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 11

-13 بنیادی جمہوریتوں کے نظام کے مختلف مراحل کا جائزہ لیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 9

-14 پاکستان کے پہلے وزیراعظم کی حیثیت سے لیاقت علی خاں کا کردار واضح کیجیے۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے سوال نمبر 4

عملی کام

(الف) طلبہ کے درمیان مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب کے موضوع پر تقریری مقابلہ کروائیں۔

(ب) انتخابات کی سرگرمیوں کے حوالے سے طلبہ مختلف گروپ بنا کر مباحثے کا انتظام کریں۔

باب اول

پاکستان کی نظریاتی اساس

س1۔ اردو ہندی تنازعہ کب شروع ہوا؟

ج: 1867ء

س2۔ اسلام کا پہلا رکن کونسا ہے؟

ج: توحید ورسالت

س3۔ جنگِ آزادی کب لڑی گئی؟

ج: 1857ء

س4: اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک کون ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ

س5۔ قراردادِ لاہور (23مارچ،1940ء) میں خطبہ صدارت کس نے دیا؟

ج: قائدِ اعظم

س6۔ 1930ء میں مسلمانوں کو الگ ریاست دینے والی شخصیت کا نام بتائیں۔

ج: علامہ محمد اقبالؒ

س7۔ قیام پاکستان کس صدی کا واقعہ ہے؟

ج: بیسویں

س8۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح کب ہوا؟

ج: یکم جولائی 1948ء میں

س9۔ نظریہ پاکستان کی بنیاد کیا ہے؟

ج: اسلامی نظریہ حیات

س10۔ لفظ پاکستان کے خالق کونسے ہیں؟

ج: چودھری رحمت علی

س11۔ علامہ محمد اقبالؒ نے خطبہ الہٰ آباد کب دیا؟

ج: 1930ء

س12۔ اسلام کا تیسرا رکن کونسا ہے؟

ج: روزہ

س13۔ پاکستان کے نظریے کی اساس کیا ہے؟

ج: دینِ اسلام

س14۔ نظریہ کیا ہے؟

ج: نظریہ سیاسی اور تمدنی اصولوں کا مجموعہ ہے جس پر کسی قوم یا تہذیب کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔

س15۔ اگر کوئی قوم اپنی نظریے کو نظر انداز کر دے تو اس کا کیا نقصان ہو گا؟

ج: اگر کوئی قوم اپنے نظریے کو نظر انداز کر دے تو اس کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

س16۔ اسلامی ریاست اور معاشرے کی بنیاد کیا ہے؟

ج: مشاورت

س17۔ سرسید احمد خان نے سب سے پہلے دو قومی نظریے کی اصطلاح استعمال کی؟

ج: 1867ء میں۔

س18۔ توحید سے کیا مراد ہے؟

ج: توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق ومالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے۔

س19۔ ان اللہ علی کل شیءقدیر کا ترجمہ لکھیے۔

ج: بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

س20۔ عقیدہ رسالت کا کیا مطلب ہے؟

ج: عقیدہ رسالت کا مطلب رسولوں پر ایمان لانا ہے۔ دائرہ اسلام میں آنے کے لیے لازم ہے کہ رسالت کو دل وجان سے تسلیم کیا جائے اور کسی اعتبار سے بھی اس میں شک وشبہ نہ کیا جائے۔

س21۔ نظریہ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

ج: پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کی بنیاد ایک فلسفہ حیات پر استوار کی گئی۔ پاکستان کی تمام تر اساس دینِ اسلام ہے اور اس کا اس سرزمین پر نفاذ صدیوں تک رہا ہے۔ یہی وہ لائحہ عمل اور جذبہ

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682

ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759

سلیم اللہ خان
0303-3086162

ہے جو تحریکِ پاکستان کا موجب بنا۔ نظریہ پاکستان اور اسلامی نظریہ حیات کو ہم معنی قرار دیا جاتا ہے ۔ بلاشبہ اسلامی نظریہ حیات، نظریہ پاکستان کی بنیاد ہے۔

س22۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے سٹیٹ بنک کا افتتاح کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

ج: یکم جولائی 1948ء کو قائداعظمؒ نے سٹیٹ بنک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا" مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کیے ہیں اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا چاہیے جو اسلام کے صحیح تصورات کے اصولوں پر مبنی ہو۔

س23۔ علامہ اقبالؒ نے مسلم ملت کی اساس کے حوالے سے کیا فرمایا؟

ج: انہوں نے مسلم ملت کی اساس کے حوالے سے حقیقی تصور اپنے اشعار میں پیش کیا۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ﷺ
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

س24۔ اخوت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا کیا ارشادِ مبارک ہے؟

ج: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس سے خیانت نہ کرے۔ آپ ﷺ نے کینہ اور حسد سے باز رہنے کا درس دیا۔

س25۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے قومیت کے بارے میں کیا فرمایا؟

ج: قائداعظمؒ نے فرمایا" قومیت کی جو بھی تعریف کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے الگ قوم ہیں۔ وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی الگ مملکت قائم کریں۔

س26۔ برصغیر کے تناظر میں دو قومی نظریے سے کیا مراد ہے؟

ج: برصغیر کے تاریخی تناظر میں دو قومی نظریے سے مراد یہ ہے کہ یہاں دو بڑی اقوام آباد ہیں، جن میں سے ایک مسلمان اور دوسری ہندو قوم ہے۔ یہ دونوں اقوام اپنے مذہبی نظریات، اپنے رہن سہن کے انداز اور اجتماعی سوچ میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔

س27۔ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں قائداعظمؒ نے کیا فرمایا؟

ج: اقلیتوں کو بھی برابر کے حقوق حاصل ہونے چاہیں۔

س28۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے مشہور خطبہ الٰہ آباد میں کیا فرمایا؟

ج: علامہ اقبال نے فرمایا" مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت تمدنی قوت زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کریں ۔ میں صرف ہندوستان میں اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔

س29۔ نظریہ سے کیا مراد ہے؟

ج: نظریہ سیاسی اور تمدنی اصولوں کا مجموعہ ہے جس پر کسی قوم یا تہذیب کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔

س30۔ چودھری رحمت علی نے لفظ پاکستان کب تجویز کیا؟

ج: 1933ء میں

باب دوم

پاکستان کا قیام

س1۔ قراردادِ لاہور کس شخصیت نے پیش کی؟

ج: اے۔ کے فضل الحق

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759
سلیم اللہ خان
0303-3086162

س2: سندھ مسلم لیگ نے کب اپنے سالانہ اجلاس میں تقسیم کے حق میں قرارداد منظور کی؟

ج: 1938ء میں

س3۔ 1942ء میں حکومتِ برطانیہ کا کس کی قیادت میں ایک مشن برصغیر آیا؟

ج: سر سٹیفورڈ کرپس

س4۔ قائداعظمؒ نے اپنے مشہور چودہ نکات کب پیش کیے؟

ج: 1929ء میں

س5۔19 اپریل، 1946ء کو دہلی میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے ارکان اسمبلی کا ایک کنونشن کس کی صدارت میں منعقد ہوا؟

ج: قائداعظمؒ

س6۔ مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان میثاقِ لکھنؤ کب ہوا؟

ج: 1916ء

س7۔ 1946ء کی عبوری حکومت میں کتنے مسلم لیگی وزرا شامل تھے؟

ج: پانچ

س8۔ قانونِ آزادی ہند کب منظور ہوا؟

ج: 18 جولائی، 1947ء

س9۔ قراردادِ لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں کب منظور کی گئی؟

ج: 1940ء میں

س10۔ تجاویز دہلی کا سن ہے۔

ج: 1927ء

س11۔ جنگِ عظیم دوم کا کس سال میں آغاز ہوا؟

ج:1939ء میں

س12۔ جنگِ پلاسی کب ہوئی؟

ج: 1757ء میں

س13۔ قائدِاعظم مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے؟

ج: 1913ء میں

س14۔ تقسیم ہند کے وقت برصغیر میں کتنی دیسی ریاستیں تھیں؟

ج: 635

س15۔ سول نافرمانی اور ہندوستان چھوڑ دو کی تحریکیں کس نے چلائیں؟

ج: گاندھی نے

س16۔1946ء کے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلمانوں کو کتنی نشستیں حاصل ہوئیں؟

ج: 428

س17۔ کابینہ مشن پلان کتنے برطانوی وزراء پر مشتمل تھا؟

ج: تین

س18۔ تقسیم ہند کے وقت وائسرائے ہند کون تھا؟

ج: لارڈ ماؤنٹ بیٹن

س19۔ قراردادِ لاہور کس نے پیش کی؟

ج: اے۔کے فضل الحق نے

س20۔ جناحؒ۔ گاندھی مذاکرات کا آغاز کب ہوا؟

ج: 1944ء میں

س21۔ برصغیر کو ایک یونین کی شکل دینے کی تجویز کس نے دی؟

ج: کابینہ مشن نے

س22۔ مسلم لیگ نے یومِ راست اقدام کب منایا؟

ج: 16 اگست 1946ء کو

س23۔ تقسیم ہند کی حد بندی کمیشن کا سربراہ کو تھا؟

ج: سر ریڈ کلف

س24۔ قانونِ آزادی ہند کب منظور ہوا؟

ج:18 جولائی 1947ء کو

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682

ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759

سلیم اللہ خان
0303-3086162

س25۔ وزیر اعلیٰ بنگال مسٹر حسین شہید سہروردی نے مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کے کنونشن 1946ء میں کون سی قرارداد پیش کی؟

ج: اس قرارداد میں کہا گیا تھا کہ شمال مشرقی خطے میں بنگال اور آسام، شمال مغربی خطے میں پنجاب، صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک آزاد اور خود مختار مملکت کی تشکیل دی جائے۔ اس بات کی حتمی یقین دہانی کرائی جائے کہ پاکستان بلا تاخیر قائم کر دیا جائے گا۔

س26۔ کرپس مشن کی تین تجاویز بیان کیجیے۔

ج: کرپس مشن نے درج ذیل تجاویز پیش کیں۔

1۔ جنگ کے بعد برصغیر تاج برطانیہ کے ماتحت ہو گا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔

2۔ دفاع، امورِ خارجہ، مواصلات وغیرہ سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

3۔ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام اٹھائے جائیں گے۔

س27۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے 1940ء کے لاہور اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں مسلمانوں کی جدوجہد کے لیے سمت کا تعین کر دیا۔ اس خطبے کے کوئی سے دو نکات بیان کیجیے۔

ج: اس خطبے کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

1۔ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ ان کے رسم و رواج، روایات، تہذیب و ثقافت اور سب سے بڑھ کر ان کا مذہب جدا ہے۔ صدیوں سے ساتھ ساتھ رہنے کے باوجود ہندو اور مسلمان اپنی اپنی جداگانہ پہچان رکھتے ہیں۔ اگر برصغیر متحدہ صورت میں آزاد ہوتا ہے تو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔

2۔ مسلمان علیحدہ مملکت کا مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ غیر تاریخی نہیں سمجھا جا سکتا۔ برطانیہ سے آئر لینڈ جدا ہوا، سپین اور پرتگال علیحدہ علیحدہ مملکتیں بنیں اور چیکوسلواکیہ کا وجود بھی تقسیم کا نتیجہ بنا۔ برصغیر کا سیاسی مسئلہ قومی یا فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اسی تناظر میں اسے حل کرنا ضروری ہے۔

3۔ برطانوی ہند ایک برصغیر ہے ملک نہیں اور نہ ہی یہ ایک قوم کا وطن ہے۔ یہاں کئی قومیں رہ رہی ہیں اور ان کے مفادات علیحدہ علیحدہ ہیں۔

س28۔ جناحؒ۔ گاندھی مذاکرات 1944ء میں قائداعظمؒ کا جواب تحریر کیجیے۔

ج: قائداعظم نے گاندھی کے اس انداز کو دھوکا اور مکاری قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی سے قبل پاکستان کا مسئلہ انگریزوں کو حل کرنا چاہیے کیونکہ کانگرس اور گاندھی پر کسی صورت پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

س29۔ کئی اہم شخصیات نے برصغیر کو تقسیم کرنے کی رائے پیش کی۔ ان میں سے کوئی سی پانچ شخصیات کے نام تحریر کیجیے۔

ج: سید جمال الدین افغانی، عبدالحلیم شرر، عبدالجبار خیری اور عبدالستار خیری (خیری برادران)، مولانا محمد علی جوہر، قائداعظم محمد علی جناحؒ، علامہ محمد اقبالؒ اور چودھری رحمت علی۔

س30۔ کابینہ مشن پلان میں صوبائی گروپ کی تشکیل کیسے ہوئی؟

ج: گروپ اے: بمبئی (ممبئی)، مدراس، یو۔پی، بہار، اڑیسہ، سی۔پی

گروپ بی: پنجاب، سرحد (صوبہ خیبر پختونخواہ)، سندھ

گروپ سی: بنگال، آسام

س31۔ ویول پلان کے کوئی سے تین نکات لکھیے۔

ج: 1۔ مستقبل کا دستور برصغیر کی تمام سیاسی طاقتوں کی مرضی سے بنایا جائے گا۔

2۔ گورنر جنرل کی انتظامی کونسل بنائی جائے گی اور کونسل میں برصغیر کی سیاسی قوتوں کے نمائندے شریک کیے جائیں گے۔ ان میں چھ ہندو اور پانچ مسلمان ہوں گے۔

محمد امیر شاہ دانش 0301-6869682 0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار 0302-5150759
سلیم اللہ خان 0303-3086162

3۔ گورنر جنرل اپنی انتظامی کونسل کی صدارت کرے گا اور کمانڈر انچیف کے علاوہ تمام ارکانِ کونسل کا تعلق برصغیر سے ہوگا۔ ارکان کا چناؤ گورنر جنرل خود کرے گا۔

4۔ مرکز میں انتظامی کونسل کو تشکیل دینے کے بعد تمام صوبوں میں بھی انتظامی کونسلیں منظم کی جائیں گی۔

س32۔ عام انتخابات 46-1945ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کا منشور بیان کیجیے۔

ج: کانگرس کا منشور تھا کہ جنوبی ایشیاء کو ایک وحدت کی صورت میں آزاد کرایا جائے گا۔ کانگرس کا دعویٰ تھا کہ وہ برصغیر میں رہنے والے تمام گروہوں اور فرقوں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلمان بھی کانگرس کے نقطہء نظر سے ہم آہنگ ہیں۔

س33۔ قراردادِ پاکستان کا متن بیان کیجیے۔

ج: آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں اجلاس 23 مارچ 1940 کو لاہور کے تاریخی پارک "اقبال پارک" میں منعقد ہوا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ بیگم محمد علی جوہر، آئی آئی چندریگر، مولانا ظفر علی خاں، چودھری خلیق الزماں، قاضی محمد عیسیٰ، سر عبداللہ ہارون، سردار عبدالرب نشتر اور مولانا عبدالحامد بدایونی جیس عظیم شخصیات بھی اس اجلاس میں موجود تھیں۔ پورے برصغیر سے بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں قراردادِ لاہور کے نام سے ایک قرارداد شیر بنگال اے۔کے فضل الحق نے پیش کی اور زبردست نعروں کے ساتھ حاضرین نے اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا۔ اس طرح اس تاریخی دن کو مسلمانوں نے اپنی منزل کا تعین کر لیا۔

س34۔ عبوری حکومت میں شامل پانچ مسلم لیگی وزراء کے نام لکھیے۔

ج: 1۔ لیاقت علی خان 2۔ عبدالرب نشتر

3۔ آئی۔ آئی چندریگر 4۔ راجہ غضنفر علی خان

5۔ جوگندر ناتھ منڈل

س35۔ کابینہ مشن پلان 1946ء کے ممبران کے نام تحریر کیجیے۔

ج: 1۔ سر سٹیفورڈ کرپس 2۔ اے۔ وی۔ الیگزینڈر

3۔ سر پیتھک لارنس

س36۔ رولٹ ایکٹ 1919ء پر قائداعظم کا موقف بیان کیجیے۔

ج: قائداعظمؒ نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور حکومتِ برطانیہ سے کہا کہ جو قوم امن کے زمانے میں کالے قانون بناتی ہے وہ مہذب قوم نہیں ہو سکتی۔

س37۔ بھارت نے کشمیر پر قبضہ کیسے کیا؟

ج: بھارت نے فوج کشی کر کے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔

س38۔ 3 جون 1947 کے منصوبے کے تحت کل جماعتی کانفرنس کا انعقاد بیان کیجیے۔

ج: لارڈ ماؤنٹ بیٹن لندن سے واپسی پر ایک کل جماعتی کانفرنس بلائی جس میں قائداعظم، لیاقت علی خان، سردار عبدالرب نشتر ،پنڈت، نہرو، سردار پٹیل اچاریہ کرپلانی اور بلدیو سنگھ نے شرکت کی۔

وائسرائے ہند نے کانفرنس میں تقسیم کے منصوبے کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی۔ بعد ازاں ہر جماعت کے رہنماؤں سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کی۔

3جون 1947ء کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا اور تمام رہنماؤں نے منصوبے کی منظوری دے دی۔ اگرچہ مسلمانوں سے بدعہدی کی گئی تھی اور کانگرسی لیڈروں کی خوشنودی کے لیے منصوبے میں ناانصافیوں سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن قائداعظمؒ نے اس کے باوجود بادلِ ناخواستہ منصوبے کو قبول کر لیا۔ دونوں بڑی جماعتوں کے نمائندوں نے ریڈیو پر تقاریر کیں۔ قائداعظمؒ نے اپنی تقریر پاکستان زندہ باد کے نعرے پر ختم کی۔

س39۔ قائداعظمؒ نے سفیرِ امن کا خطاب کیسے پایا؟

ج: 1916ء میں قائداعظمؒ نے میثاقِ لکھنو کے تحت

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759
سلیم اللہ خان
0303-3086162

دونوں قوموں (ہندوؤں اور مسلمانوں) کو آپس میں متحد کر دیا۔
مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق منوالیا اور "سفیر امن" کا خطاب پایا۔

باب سوم

زمین اور ماحول

س1۔ کوہستان ہندوکش کی بلند ترین چوٹی کون سی ہے؟

ج: ترچ میر

س2۔ پاکستان کے جنوبی علاقے میں کون سا پہاڑی سلسلہ ہے؟

ج: کوہِ کیرتھر

س3۔ پاکستان کا کل رقبہ کتنا ہے؟

ج: 796096 مربع کلومیٹر

س4۔ پاکستان کے جنوب میں کون سا سمندر واقع ہے؟

ج: بحیرہ عرب

س5۔ پاکستان کے کتنے فیصد رقبے پر جنگلات ہیں؟

ج: 5 فیصد

س6۔ پاکستان اور چین کی سرحد کے ساتھ کون سا پہاڑی سلسلہ ہے؟

ج: کوہِ قراقرم

س7۔ شاہراہِ ریشم کس درے سے پاکستان کو چین سے ملاتی ہے؟

ج: درہ خنجراب

س8۔ پاکستان کا قومی جانور کون سا ہے؟

ج: مارخور

س9۔ پاکستان کی شمالی سرحد کس وجہ سے کافی حد تک محفوظ ہے؟

ج: شمالی پہاڑوں کی وجہ سے

س10۔ آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کو کتنے خطوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

ج: چار خطوں میں

س11۔ دریائے سندھ کس مقام پر پاکستان میں داخل ہو جاتا ہے؟

ج: سکردو کے مقام پر

س12۔ پنجاب کا میدانی خطہ کہاں سے کہاں تک پھیلا ہوا ہے؟

ج: پنجاب کا میدانی خطہ پوٹھوار سے مٹھن کوٹ تک پھیلا ہوا ہے۔

س13۔ صحرا کسے کہتے ہیں؟

ج: ایسا علاقہ جہاں سالانہ بارش 10 انچ سے کم ہوتی ہے، صحرا کہلاتا ہے۔

س14۔ شور کی آلودگی کن علاقوں میں زیادہ پائی جاتی ہے؟

ج: شہری علاقوں میں

س15۔ شاہراہِ ریشم کس پہاڑی سلسلے میں واقع ہے؟

ج: شاہراہِ ریشم کوہِ قراقرم کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے۔

س16۔ خاران کا ریگستان کہاں واقع ہے؟

ج: خاران کا ریگستان صوبہ بلوچستان میں واقع ہے۔

س17۔ جنگلات کی کمی کی پانچ وجوہات لکھیے۔

ج: 1۔ حکومت کی آمدنی میں کمی

2۔ زمین کے کٹاؤ میں اضافہ

3۔ موسمیاتی تبدیلیاں

4۔ جنگلی حیات میں کمی

5۔ ماحولیاتی حسن میں تنزلی

6۔ ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ

س18۔ پاکستان کا محلِ وقوع بیان کیجیے۔

ج: پاکستان $23\frac{1}{2}^{\circ}$ درجے سے 37° درجے عرض بلد شمالی اور 61o درجے طول بلد مشرق کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ اس کی مشرقی سرحد بھارت، شمالی سرحد چین اور مغربی سرحد افغانستان اور ایران سے ملتی ہے۔ پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

س19۔ زمینی آلودگی کی پانچ وجوہات بیان کیجیے۔

ج: 1۔ گھریلو اور فیکٹریوں کے استعمال شدہ پانی کا پھیل جانا۔

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759
سلیم اللہ خان
0303-3086162

2۔ فصلوں پر سپرے اور کھاد کا استعمال

3۔ قدرتی آفات جیسے زلزلے، سیلاب وغیرہ۔

4۔ سیم و تھور

5۔ گھریلو اور صنعتی کوڑا کرکٹ کا جمع ہو جانا۔

س20۔ درہ ٹوچی اور درہ گومل کس پہاڑی سلسلے میں واقع ہیں؟

ج: وزیرستان کی پہاڑیوں کا سلسلہ دریائے کرم کے جنوب میں پاک افغان سرحد کے ساتھ ساتھ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ ان پہاڑیوں میں درہ ٹوچی اور درہ گومل واقع ہیں۔

س21۔ ماحولیاتی آلودگی کی اقسام تحریر کیجیے۔

ج: ماحولیاتی آلودگی کی درج ذیل چار اقسام ہیں۔

1۔ فضائی آلودگی 2۔ آبی آلودگی

3۔ زمینی آلودگی 4۔ شور کی آلودگی

س22۔ پاکستان میں واقع پانچ بڑے گلیشیرز کے نام لکھیے۔

ج: سیاچن، بولتورو، بیافو، ہسپر، ریمو اور بتورا

س23۔ اس وقت ہمارے ماحول کو کون کون سے خطرات درپیش ہیں؟

ج: اس وقت ہمارے ماحول کو درج ذیل بڑے خطرات کا سامنا ہے۔

1۔ سیم و تھور 2۔ جنگلات کا ختم ہونا

3۔ زمین کا صحرا میں تبدیل ہو جانا 4۔ ماحولیاتی آلودگی کا بڑھنا

س24۔ صنعتی آلودگی میں کمی کے لیے پانچ حکومتی بیان کیجیے۔

ج: (i)۔ حکومت نے اس بات پر پابندی عائد کر رکھی ہے کہ فیکٹری آبادی والے علاقوں میں یا آبادی کے قریب لگائی جائے۔

(ii)۔ صنعتوں کے لیے ایسا فیول استعمال کیا جائے جو کم سے کم آلودگی پیدا کرے۔

(iii)۔ فیکٹریوں کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ فیکٹریوں سے نکلنے والے فالتو مادے براہِ راست ہوا میں خارج نہ کیے جائیں بلکہ انہیں ٹریٹمنٹ پلانٹ میں سے گزار کر خارج کیا جائے۔

(iv)۔ حکومت نے آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لیے تحفظِ ماحولیات سے ایک محکمہ قائم کر رکھا ہے۔

(v)۔ حکومت ریڈیو، ٹیلی وژن اور اخبارات کے ذریعے عوام میں صنعتی آلودگی کے حوالے سے شعور پیدا کر رہی ہے۔

س25۔ ہمالیہ کبیر کے پہاڑی سلسلے کی مشہور چوٹی کون سی ہے؟

ج: اس سلسلہ کی مشہور چوٹی نانگا پربت ہے۔

س26۔ پاکستان کے پانچ اہم قدرتی خطوں کے نام لکھیے۔

ج: 1۔ میدانی خطہ 2۔ صحرائی خطہ

3۔ ساحلی خطہ

4۔ مرطوب اور نیم مرطوب پہاڑی خطہ

5۔ خشک اور نیم خشک پہاڑی خطہ

س27۔ پاکستان کے لیے افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کی اہمیت بیان کیجیے۔

ج: پاکستان کے شمال مغرب کی جانب افغانستان واقع ہے۔ افغانستان کے ساتھ ملحقہ سرحد کو ڈیورنڈ لائن کہتے ہیں۔ شمال مغرب میں وسطی ایشیائی ممالک، قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمانستان اور کرغیرستان بھی ہیں۔

یہ سب ممالک سمندر سے بہت دور ہیں اور ان کا اپنا کوئی ساحل نہیں ہے۔ لہٰذا ان کو سمندر تک پہنچنے کے لیے پاکستان سے گزرنا پڑتا ہے۔

س28۔ جنگلات کی بہتری کے لیے حکومت کون کون سے اقدامات کر رہی ہے؟

ج: 1۔ سال میں دو بار سرکاری سطح پر شجرکاری مہم چلائی جاتی ہے۔

2۔ حکومت مختلف اقسام کے بیج درآمد کرتی ہے اور نرسری اگا کر عوام کو فراہم کرتی ہے تاکہ لوگوں میں درخت اگانے کا رجحان پیدا کیا جا سکے۔

3۔ ذرائع ابلاغ پر اشتہاری مہم کے ذریعے عوام میں جنگلات کی شرح میں اضافے کا شعور پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759
سلیم اللہ خان
0303-3086162

س29۔ ٹوباکاکڑ کا پہاڑی سلسلہ کہاں واقع ہے؟

ج: وزیرستان کی پہاڑیوں کے جنوب میں افغان سرحد کے ساتھ ٹوباکاکڑ کا پہاڑی سلسلہ واقع ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف چلتا ہوا کوئٹہ کے شمال پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔

باب چہارم

تاریخ پاکستان (حصہ اول)

س1۔ قراردادِ مقاصد کب منظور ہوئی؟

ج: 1949ء میں

س2۔ مشرقی پاکستان کی آبادی کل آبادی کا کتنے فیصد تھی؟

ج: 56 فیصد

س3۔ چھے نکاتی فارمولا کس نے پیش کیا۔

ج: مجیب الرحمٰن نے

س4۔ مشرقی پاکستان ایک الگ وطن بنگلہ دیش کے نام سے دنیا کے نقشے پر کب نمودار ہوا؟

ج: 1971ء میں

س5۔ صدرِ پاکستان جنرل محمد یحییٰ خاں نے 1970ء کے انتخابات کرانے کے لیے ایک آئینی ڈھانچے "لیگل فریم ورک آرڈر" کا اعلان کیا جس کے مطابق قومی اسمبلی کی نشستوں کی کل تعداد کتنی تھی؟

ج: 313

س6۔ قیام پاکستان کے بعد کس زبان کو قومی زبان قرار دیا گیا؟

ج: اردو

س7۔ 1970ء کے انتخابات میں مغربی پاکستان سے کس سیاسی پارٹی نے اکثریت حاصل کی؟

ج: پیپلز پارٹی

س8۔ جنرل محمد یحییٰ خاں نے کب حکومت سنبھالی؟

ج: مارچ 1969ء

س9۔ صدر ایوب خاں نے زرعی اصلاحات کا کب اعلان کیا؟

ج: 1959ء

س10۔ دوسرے پانچ سالہ منصوبے کا دورانیہ کیا ہے؟

ج: 1960-1965ء

س11۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان "سندھ طاس" کا معاہدہ کس کی مدد سے ہوا؟

ج: عالمی بینک

س12۔ 1956ء کا آئین کتنی دیر نافذ العمل رہا؟

ج: 2 سال 7 ماہ

س13۔ کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا کیا کہلاتا ہے؟

ج: معاشی ترقی

س14۔ اقوام متحدہ کی کوششوں سے 1965ء کی جنگ کب بند ہوئی؟

ج: 23 ستمبر 1965ء

س15۔ بنیادی جمہوریتوں کے ممبران کی کل تعداد کتنی تھی؟

ج: 80 ہزار

س16۔ مولوی تمیز الدین کا پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی میں منصب کون سا تھا؟

ج: سپیکر تھے

س17۔ ریڈکلف کی غیر منصفانہ تقسیم سے بھارت کو کیا فائدہ ہوا؟

ج: بھارت کی کشمیر تک رسائی ممکن ہوئی۔

س18۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پہلی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد کب کروایا؟

ج: 1947ء میں

س19۔ لیاقت علی خاں نے اسمبلی سے قراردادِ مقاصد کب منظور کروائی؟

ج: 1949ء میں

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759
سلیم اللہ خان
0303-3086162

س20۔ پاکستان کا پہلا آئین کب نافذ ہوا؟

ج: 23مارچ1956ء میں

س21۔ جنرل ایوب خاں نے مسلم فیملی لاز آرڈی نینس (عائلی قوانین) کا اجرا کب کیا؟

ج: 1961ء میں

س22۔ 1959ء میں صدر ایوب خان نے کون سا نیا نظام متعارف کروایا؟

ج: بنیادی جمہوریتوں کا

س23۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان 1960ء میں کون سا معاہدہ طے پایا؟

ج: سندھ طاس

س24۔ لیاقت نہرو معاہدہ کب طے پایا؟

ج: 1950ء میں

س25۔ لیاقت علی خاں نے مسلم لیگ میں کب شمولیت اختیار کی؟

ج: 1923ء میں

س26۔ پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی کی تشکیل کیسے ہوئی؟

ج: حصولِ آزادی کے قریب پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے 11 اگست 1947 کو قائداعظم کو اپنا صدر منتخب کر لیا۔ آپؒ نے چیف جسٹس سر عبدالرشید کے سامنے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا۔ آغاز میں یہ اسمبلی 69 ارکان پر مشتمل تھی بعد میں تعداد 79 ہوگئی۔ مولوی تمیز الدین اسمبلی کے پہلے سپیکر تھے۔ پہلی آئین کی تیاری تک 1935ء کا ایکٹ ہی چند ترامیم کے ساتھ عبوری آئین کے طور پر اختیار کیا گیا۔اس آئین کے تحت وفاقی نظام رائج کیا گیا۔ عبوری آئین کے تحت اس نئی آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا جو آئین ساز اسمبلی کے ساتھ مرکزی پارلیمنٹ بھی تھی۔

س27۔ ایوب خاں کی زرعی اصلاحات کے کوئی سے پانچ نکات بیان کریں۔

ج: 1۔ کوئی شخص پانچ سو ایکڑ نہری یا ایک ہزار بارانی زمین سے زیادہ کا مالک نہ ہو سکے گا۔ باغات و چراگاہوں کی صورت میں موجودہ زمیندار 150 ایکڑ مزید رقبہ اپنے پاس رکھنے کا مجاز تھا۔

2۔ زمینداروں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنے خاندان کی عورتوں اور یتیم بچوں کو اپنی زمین دے سکتے ہیں تاہم ایسی زمین کی حد 250 ایکڑ نہری اور 500 ایکڑ بارانی سے زیادہ نہیں ہو گی۔

3۔ موجودہ زمیندار مذکورہ بالا حد سے زیادہ زمین حکومت کے حوالے کر دیں گے جس کا معاوضہ انہیں قسطوں کی صورت میں 25 سالوں میں ادا کیا جائے گا۔

4۔ جاگیریں بلا معاوضہ بحقِ سرکار ضبط کر لی گئیں۔ البتہ وہ جاگیریں برقرار رکھی گئیں جو تعلیمی، مذہبی اور خیراتی اداروں کے نام وقف تھیں۔

5۔ مزارعین کو زمینوں سے بے دخلی کے خلاف قانونی تحفظ دیا گیا اور ان سے خلاف قانون کوئی فیس وصول کرنا یا بیگار، یا کسی اور طرح کی خدمت لینا ممنوع قرار دے دیا گیا۔

6۔ اجارہ(زمیندار کا حصہ) کی شرح میں اضافہ پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

س28۔ 1956ء کے آئین کی پانچ اسلامی دفعات تحریر کیجیے۔

ج: 1۔ آئین کی رو سے پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔

2۔ صدر لازمی طور پر مسلمان ہو گا۔

3۔ قراردادِ مقاصد کو آئین کے دیباچے میں شامل کیا گیا جس کی رو سے حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہو گی۔

4۔ اختیارات کا عوامی نمائندے ایک مقدس امانت کے طور پر قرآن و سنت کے مطابق استعمال کریں گے۔

5۔ عوام اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے مطابق گزاریں گے۔

6۔ کوئی قانون قرآن و سنت سے متصادم نہیں بنایا جائے گا اور نہ ہی نافذ العمل ہو گا۔

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759
سلیم اللہ خان
0303-3086162

7۔ملک سے سود، عصمت فروشی، جوا اور شراب کی لعنت کا خاتمہ کیا جائے گا۔

8۔پاکستان کو ایک فلاحی مملکت بنایا جائے گا۔

س29۔دوسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے اہداف کیا تھے؟

ج: اس منصوبے کے بڑے بڑے مقاصد اور اہداف درج ذیل تھے۔

1۔قومی آمدنی میں 24 فیصد اضافہ کرنا۔

2۔فی کس آمدنی میں 10 فیصد اضافہ کرنا۔

3۔25 لاکھ افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا۔

4۔زرعی پیداوار میں 14 فیصد اضافہ کرنا۔

5۔برآمدات میں سالانہ 3 فیصد اضافہ کرنا۔

6۔گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کی پیداوار کو 25 فیصد تک بڑھانا۔

س30۔1965ء کی جنگ میں پاکستانی بحریہ کا کردار کیا تھا؟

ج: جنگ کے دوران پاکستانی بحریہ نے کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع دوارکا کے مشہور بھارتی بحری اڈے کو تباہ کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

س31۔مسلم لاز فیملی آرڈی نینس 1961ء کے کوئی سے پانچ نکات تحریر کریں۔

ج: 1۔نکاح کو یونین کونسل میں رجسٹرڈ کرانا لازمی قرار دیا گیا۔

2۔پہلی بیوی اور یونین کونسل کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کی ممانعت کر دی گئی۔

3۔شادی کے لیے لڑکے کی عمر کم از کم اٹھارہ سال اور لڑکی کی عمر سولہ سال مقرر کی گئی۔

4۔طلاق وغیرہ کی صورت میں مدتِ عدت نوے دن مقرر کی گئی۔

5۔یتیم پوتے کو بھی وراثت میں حقدار تسلیم کر لیا گیا۔

6۔پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کو خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے کنٹرول کیا جائے گا۔

س32۔1965ء کی جنگ کے دو اسباب بیان کریں۔

ج: 1۔پاکستان کا قیام ہندوؤں کی مرضی کے خلاف عمل میں آیا تھا۔اس لیے انہوں نے پاکستان کو کبھی دل سے تسلیم نہ کیا۔پاکستان کی حیران کن ترقی اور استحکام ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا چنانچہ انہوں نے پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے جارحانہ اقدامات شروع کر دیے۔

2۔ستمبر 1965ء کی جنگ کی اصل وجہ مسئلہ کشمیر ہے۔بھارت نے کشمیری عوام کی مرضی کے خلاف کشمیر پر قبضہ کر رکھا ہے۔

3۔بھارت میں عام انتخابات ہونے والے تھے۔کانگرس پارٹی یہ انتخابات جیتنا چاہتی تھی۔اس نے پاکستان کو فتح کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ ووٹروں سے ووٹ حاصل کیے جا سکیں۔

س33۔آئینی ڈھانچے" لیگل فریم ورک آرڈر" میں آئندہ کی حکمت عملی کے لیے درج نکات تحریر کیجیے۔

ج: 1۔اسلامی طرزِ زندگی کا فروغ

2۔اسلام کے اخلاقی اصولوں پر عمل کرنا۔

3۔پاکستان میں اسلامی اصولوں کے فروغ کے لیے اقدامات کرنا۔

4۔مسلمانوں کو قرآن اور اسلامیات کی تعلیم کی فراہمی کا بندوبست کرنا۔

س34۔یونین کونسل اور یونین کمیٹی سے کیا مراد ہے؟

ج: یونین کونسل بنیادی جمہوریتوں کا ابتدائی ادارہ تھا۔اسے دیہی علاقوں کے لیے یونین کونسل اور شہری علاقوں میں یونین کمیٹی کہتے تھے۔

س35۔1956ء کا آئین کیسے منسوخ ہوا؟

ج: 1956ء کا آئین نو سال کی انتھک محنت اور کوششوں کے بعد منظور ہوا، مگر پاکستان کے مخصوص حالات اور سیاستدانوں کی باہمی چپقلش، جمہوری اداروں میں فوج اور بیوروکریسی کی بے جا مداخلت، اعلیٰ قیادت کے فقدان اور گورنر جنرل کی حکومتی معاملات میں بے جا من مانی نے آئین کو زیادہ دیر تک نہ چلنے دیا۔

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682
ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759
سلیم اللہ خان
0303-3086162

س36۔ واحد شہریت سے کیا مراد ہے؟

ج: پاکستان میں شہریوں کو صرف واحد شہریت حاصل ہو گی۔ تمام شہری پاکستان کہلائیں گے۔ امریکہ میں شہریوں کو دوہری شہریت حاصل ہے ایک مرکزی حکومت کی شہریت اور دوسری ریاستوں کی حکومت کی شہریت جبکہ پاکستان میں واحد شہریت کا اصول قائم ہے۔

س37۔ ریڈ کلف کی غیر منصفانہ تقسیم سے کون کون سے مسلم اکثریت والے علاقے بھارت کے پاس چلے گئے؟

ج: ریڈ کلف نے ناانصافی کرتے ہوئے پاکستان کو بعض اہم علاقوں سے محروم کر دیا۔

ضلع گوادر سپور کی تین تحصیلیں گوادر سپور، پٹھانکوٹ اور بٹالہ کے علاوہ ضلع فیروز پور کی تحصیل زیرہ اور بعض دوسرے مسلم اکثریت والے علاقے بھارت کے حوالے کر دیے۔

س38۔ مالاکنڈ ڈویژن کیسے تشکیل دیا گیا؟

ج: پاکستان سے صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) میں دیر، سوات اور چترال کی ریاستوں کا الگ وجود قائم رہا۔ وہاں کے عوام کو وہ سہولیات حاصل نہ تھیں جو مغربی پاکستان کے عوام کو حاصل تھیں۔ چنانچہ 1969ء میں جنرل یحیٰ خاں نے ان ریاستوں کی الگ حیثیت کا خاتمہ کر دیا۔ ان تینوں ریاستوں کو ملا کر مالاکنڈ ڈویژن تشکیل دیا گیا۔

س39۔ معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟

ج: معاشی ترقی سے مراد کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا ہے۔

س40۔ تیسرے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کے پانچ اہداف کا تذکرہ کیجیے۔

ج: 1۔ ملکی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور قومی پیداوار میں 37 فیصد اضافہ کرنا۔

2۔ فی کس آمدنی میں 20 فیصد اضافہ کرنا۔

3۔ 55 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کرنا۔

4۔ زرعی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور اس میں 5 فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

5۔ صنعتی ترقی کی شرح 13 فیصد سالانہ تک بڑھانا۔

محمد امیر شاہ دانش
0301-6869682
0314-6869682

ملک نجیب اللہ پنوار
0302-5150759

سلیم اللہ خان
0303-3086162